بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
ترجمہ

اشتہار

دیوان امیر المومنین سیدنا علی مع ترجمہ اردو

صلّ علیٰ صلّ علیٰ اگر اس دُرِّ عزیز کو ہر کہ بہ موتیون کی سیاہی سی سونے کے اوراق پہ لکہہ کے آنکھون سی لگاے یا اس کلام بلاغت نظام کو حرز جان بنا کر وسیلۂ نجات دارین ٹہراے تو بجی زیبا ہے
قیمت فی جلد ۱۲؍ محصول ڈاک ۱؍

دلائل الخیرات مترجم

اہل اسلام کے واسطے یہ نعمت غیر مترقبہ ہی قیمت فی جلد ۶؍ محصول ڈاک ۱؍

جواہر القرآن مترجم

وظیفہ پڑھنے والون کے واسطے اس کتاب سی زائد مستند کوئی دوسری کتاب نہین قیمت فی جلد ۸؍ محصول ڈاک ۱؍

مجموعۂ وظائف مع ترجمۂ اردو

اس متبرک مجموعہ مین اسماے باریتعالیٰ قصیدۂ بردہ قصیدۂ حضرت غوث پاک حزب البحر دعای حاضری درود مستغاث دعای حیدری کبریت احمر درود اکبر کلان درود معظم دعای مغنی دعای سیفی دعای رقاب دعای گنجیہ درود تاج اسماے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ وغیرہ مع خواص مشتمل ہین
قیمت فی جلد ۸؍ محصول ۱؍

مجموعۂ خطب بارہ ماہ جلی قلم

اس مجموعہ مین ہر ماہ کے واسطے پانچ پانچ خطبہ مع خطبہ عید الفطر و عید الضحیٰ جو عام شہرون اور مقدس مقامات مین مثل حرم محترم اور مسجد نبوی زاد اللہ شرفاً و تعظیماً و بیت المقدس کربلائے معلی و بغداد شریف و نجف اشرف وغیرہ بلاد ممالک

محروسہ باب عالی مین پڑھی جاتے ہین لکھو
قیمت فی جلد ۶؍ محصول ڈاک ۱؍

حلیۂ شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور کے حلیۂ مبارک عربی زبان نظم مین تصنیف فرمایا تہا جو کتہ کرا کے طبع کیا گیا ہی قیمت فی جلد محصول

مجموعۂ خطب علمی مع اشعار

اس مجموعہ مین جمعہ اور عیدین اور ... اور نکاح کے خطبے مع اردو اشعار کے
قیمت فی جلد ۲؍ محصول ڈاک ۱؍

جامع المناقب

ناظرین یہ کتاب معمولی کتاب قصہ کہانی کی ... بلکہ اس کتاب کو عام مسلمانون سی ... جیسا جان کو بدن سی مولوی حافظ ... مرحوم نے اس کتاب مین صحیح صحیح ... سچے سچے واقعات اور فضائل و ... غزوات و تاریخی حالات ابتدا سی ... ولادت باسعادت تا زمان شہادت ... عام صحابۂ کرام خصوصاً خلفاے ... و ازواج مطہرات و اہلبیت رسالت و ... امام ہمام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ ... قرآن شریف اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور اقوال ... سے استنباط کر کے لکھے ہین ... اور افراط و تفریط نہین کیا ہی ... اقوال و روایات صحیحہ مین پایا ...
قیمت فی جلد ۸؍ محصول ڈاک ۱؍
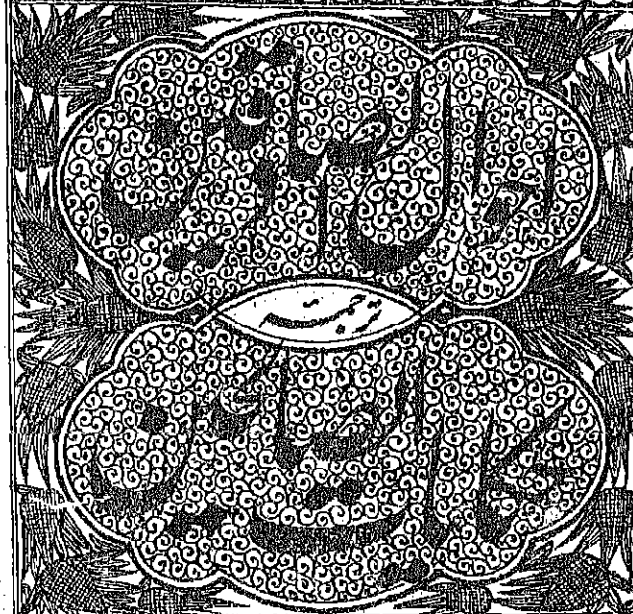
بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہے جسنے جو کلام کیا | یہیں سے یون حمد کو تمام کیا

کس جی وجان سے اوس خالق انس وجان کی تعریف کردن کہ جسنے تاب آفتاب عالمتاب اپنی ذات رسالت مآب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر دو جہان کو آفتاب سا چمکایا اور مہر درخشان کیا - اور وصف اوس رسول برحق ہادی مطلق کا کس دل وزبان سے لکہون کہ جسنے راہ بہٹکونکو جہان کی تاریکی مین چراغ ہدایت اور مشعل شریعت دکہا کر خرامان خرامان تا در دولت ایقان وایمان کو پہونچایا آخر باحاطہ چار دیوار چار یار کبار وابرار کے متاع ایمان جہان کو دشمنان نفس وشیطان سے بچایا

بیت خدا یا از تو عشق مصطفی را ٭ محمد از تو میخواہم خدا را ٭ بعد اسکے حقیر فقیر سراپا تقصیر نالائق خلائق نالائقی را لائق معصیت شعار غفلت کردار ژولیدہ حال پریشان مآل رو بخاک نہادہ دل از دست داد عاصی حضور احمد ولد مولوی حاجی نور احمد مرحوم مبرور ساکن قصبہ سہسوان ضلع بدایون بخدمت ارباب دانش اور اصحاب بینش کے عرض کرتا ہے کہ گو مدت دراز سے آمد ورفت اور اقامت بطور خوش باشی اور توکل کیشی مقام آگرہ مین تہی بارے اتفاقا برای چند مہ وارد آگرہ ہوا ناگاہ اس بیماردل کو یہ نسخہ نادرہ ہاتہ آیا - اسکے نسخون سے علاج مرض لاعلاج کا شروع کیا فی الجملہ افاقہ پایا اور مریضون کو اس مرض

عالمگیر سے ذکر آیا۔ اہلِ دل نیم بسمل اور مردہ دل زندہ دل ہو گئے یکایک سبکی زبان جان سے یہی کلمہ نکلا کہ
اگر یہ کتاب عربی سے اُردو ہو جاوے تو سارے جہان کو نفع پہونچاوے اور گرفتاران جہان کو بلا سے
چھڑاوے اور ہر جان کو چاشنیِ ذوقِ ایمانی اور مذاقِ ایمان کو ذائقہ عرفانی چکھاوے مگر چونکہ یہ کار لائق
سراسر منافعِ خلائق نہ لائق اس نالائق بدیم الفرصت سراپا وحشت و حیرت کے تھا چاہا کہ کسی شفیق
دلی شائق اور ماہر اس فن کو تکلیف دوں اور طالبانِ حق کو راحت پہونچاؤں۔ چنانچہ ایک شفیق
دلی جامعِ علومِ ظاہری اور باطنی کو خط لکھا کہ یکایک عنایتِ الٰہی اور حمایتِ رسالت پناہی نے
اس ننگِ نادان ہیچمدان عصیان توامان سے وہ کار نمایاں لیا کہ دامانِ دل و جان و ایمان سارے
جہان کو زر و جواہر بے بہا احادیث رسول اللہ اور کلام اہل اللہ سے بھر دیا یعنے اس محض بے بضاعت سراپا
جہالت سے کمال قلت فرصت میں وحشت میں عام فہم خاص پسند عربی عبارت سے اردو ترجمہ کرایا
اور بہ تبرّکِ آیات و احادیث اور اشعار مثنوی مولوی معنوی وغیرہ اقوال اہل حال سے مزین کرایا گویا
سرچشمۂ ازلی کو نالہ کر بہایا اور آفتاب کو ذرہ میں چمکایا۔ ورنہ میں کہاں اور یہ سرمایہ سرمدی کہاں
کجا المقطع کجی کتاب۔ کجا ذرہ۔ کجا آفتاب بیت صلاحِ کار کجا و منِ خراب کجا ہ بہ بین تفاوت رہ از کجا ست تا بکجا
فی الواقع نالائق سے کار لائق ہونا اور ذرہ سے آفتاب چمکنا قدرت خدا اسی کا نام ہے ۵
دکھانا چاہے جب وہ صنعتِ دید ہ تو چمکاتا ہے ہر ذرہ سے خورشید ہ چنانچہ قبل اس کے اسی طور
لبِ لباب مثنوی معنوی کو اس منتشر سے مرتب کرا کے یہ ہشت بہشت آٹھ حواشی سے رونق
دلا کر طبع کرایا اور ہر خاص و عام کو نفع پہونچایا اور اوس دریاے رحمت کو ہر شہر و دیار اور
کوچہ و بازار میں نہر سا دوڑایا اور پژمردہ دلوں کو شگفتہ دل کرایا۔ اگرچہ بوجہ اصل مطلب اسکو کے
اہل بصارت اور عقل کو روشن ہے مگر جال آبیاری اور فیض جاری اوس سرچشمۂ فیضان جناب
باری کا مثلِ دریا کے جاری ہے کہ ہر طالب بقدر طلب ظرف اپنے کے سیراب اور فیضیاب ہوتا ہے
اور محروم نہیں رہتا صرف لفظوں میں جو مثل پوست ہیں وہ مزا ہے کہ سننے والے لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں
جیسا کہ مولانا خود ارشاد فرماتے ہیں ۵ راز را گر می نیاید در بیان ہ در کہا را تیز کن از قشر آن ہ سبحان اللہ

جس میوے کے چھلکے مین یہ لذت ہو تو اوسکے گودہ اور مغز کی لطافت اور کیفیت کیونکر بیان ہو پس ایسا ہی حال اس کتاب کا ہے کہ سننے والون کو بیتاب اور دیکھنے والون کا دل کباب کرتی ہے اور ہر کس و ناکس مرد و عورت پیر و جوان اور ناخواندون کو فوائد سے مالا مال کر دیتی ہے کہ مجمع ناخواندون مین اگر ایک شخص پڑھیگا سبکو فائدہ ہوگا۔ پس وہ یہی کھانا ہے جو ایک کھاوے اور سبکا پیٹ بھر جاوے اور اسمین بیس باب ہین۔ اور ہر باب مین دس دس حکایات نادرات۔ پہلے اسکا نام صحف حکایات الصالحین تھا اب احوال الصادقین ترجمہ حکایات الصالحین رکھا گیا۔ کہین بامید قبول ورطول واہی۔ کہین طول فضول ہوکر مختصر ہو گیا ہے بہر تقدیر اصل مطلب کہین ہاتھ سے نہین گیا ہے۔ کہین فوائد حاشیہ پر ہین۔ اور کہین درج حکایات ہین۔ سبحان اللہ کتاب ہے یا فہرست کتاب اصحاب لب لباب الوالباب ہے یا کسی طالب خدا کا دل کباب ہے حکایات نادرات ہین یا ترجمہ آیات بینات۔ حکایات ہین یا دفتر حالات اولیا صاحب کرامات حکایات ہین یا تشنگان آب ایمان کو مژدۂ آب حیات۔ یا گرفتاران معاملات جہان کو برات نجات۔ باب ہے یا باب جنان۔ حکایات ہے یا حکایت عرفان۔ کہ خود آرائی کھوتی ہے۔ خدا آگاہی کو رونق دیتی ہے مرے ہوون کو جلا دیتی ہے۔ آئینۂ دل کو جلا دیتی ہے جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہین ابیات

ہین کہ اسرافیل وقت اند اولیا + مردہ را زیشان حیات ست و نما + گر تو سنگ خارۂ و مرمر شوی + چون بصاحب دل رسی گوہر شوی + کار پاکان روشنی و گرمی ست + کار دونان حیلہ و بے شرمی ست + اثر حدیث شیخ جمعیت رسد + تفرقہ آرد دل اہل حسد + شیخ نورانی ز راہ آگہ کند + با سخن ہم نور را ہمرہ کند + چونکہ مقصود اصلی اس فقیر کا راحت رسانی اور منفعت ایمانی طالبان دولت جاودانی ہے۔ نہ کہ غرض نمائش و نیک نامی۔ اسواسطے قدر دانون کی خدمت مین یہ عرض ہے کہ اگر غلطی اور خطا اس سراپا غلط اور خطا کی ملاحظہ کرین تو بدامن عفو خطا کو چھپاوین اور اس انگشت نمائی عالم گناہ کو انگشت نما نفرماوین کہ عاجز نواز عاجزون کو نوازتے ہین اور نقطہ کو کتاب اور ذرّہ کو آفتاب سمجھتے ہین جیسا کہ شیخ سعدی فرماتے ہین ابیات

چو حرفے پسند آیدت از ہزار + بمردی کہ دست از تعنت بدار + نہ نازم بسرمایۂ فضل خویش +
بدریوزہ آوردہ ام دست پیش + بخشای کانانکہ مرد حق اند + خریدار دکان بے رونق اند + ہرچند
قصد نام لکھنے کا نہ تھا مگر چونکہ اہل طبع کی طرف سے درج اشتہار ہوگیا مجبوری سے لکھا اور ذریعہ
دعا کا سمجھا سے باند سالہا این نظم ترتیب + زما ہر ذرہ خاک افتد بجای + غرض نقشیست کز ما یاد ماند +
کہ ہستی را نمی بینم بقائے + مگر صاحب دلے روزے برحمت + کند درکار این مسکین دعائے +
پس اب بھروسا کرتا ہوں میں اوسی ذات لائق بھروسے والے پر اور بھول چوک کی معافی چاہتا ہوں
اوسی معاف کرنیوالے خطا بخشنے والے سے کہ وہی ہے عافی ہر خوار و زار خطا وار مجھ سے گنہگار کا داتم
عمیم الاحسان علیہ التوکل و علیہ التکلان حسبی اللہ نعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم + و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

فوائد مختلف

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جسمین یہ چار خصلتین ہون وہ پورا
منافق ہے اور جو چار سے کم ہون وہ منافق نہین بلکہ اوسمین نشانی منافق کی ہے بچاوے
اللہ تعالی اس بلا سے ہر کلمہ گو کو آمین ثم آمین یعنے جب امانت دار ہو خیانت کرے - اور
ہر بات مین جھوٹ بولے اور ہمیشہ وعدہ خلاف کرے اور جب کسی سے جھگڑا کرے تو فحش بکے -
رواہ البخاری والمسلم اور مسلم مین روایت ہے کہ علامت ایمان کی یہ ہے کہ جو اپنے واسطے
پسند کرے وہی دوسرے کے لیے پسند کرے اب ذرا بنظر انصاف اپنے حالات اور برادران
دینی کے عادات کو دیکھو کہ کس طور پر ہین اور مسلم مین روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن پوچھیگا کہ ہماری نعمت کو طاعت مین صرف کیا یا معصیت مین
چنانچہ کلام جناب مولانا کا اس ارشاد کی شرح کرتا ہے حق بفرماید چہ آوردی مرا

[illegible]

اندرین مہلت کہ من دادم ترا + عمر خود را در چہ پایان بردی + قوت و قوت در چہ فنا کردی + چشم و گوش و ہوش گوہرہاے عرش + خرچ کردی چہ خریدی توز فرش + روایت ہے کہ قیامت کے دن زمین اوگل دیگی بڑے بڑے شہتیر اور ستون سونے چاندی کے پس وہ لوگ جنہون نے مال مارا یا مال والون کو مارا یا مال چرایا یا بطور دغا و فریب کے اورونکا مال کھایا وہ کف افسوس ملینگے اور آتش حسرت مین جلینگے بعدہ آتش دوزخ کا مزہ چکھینگے اللہ تعالی مسلمانون کو اس آفت سے بچاوے اور حضرت خدیجہ سے روایت ہے کہ جو برادری سے بسبب امور دنیا کے ملنا قطع کرے وہ داخل جنت نہوگا۔ ابن مسعود سے منقول ہے جسکے دل مین بقدر ذرہ کے غرور ہوگا کہ حق کو باطل کرے اور ہر ایک کو ذلیل جانے وہ داخل جنت نہوگا۔ چغل خور مرد ہو یا عورت داخل جنت نہونگے۔

مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے کہ بہشتی نہوگے تم جبتک کہ ایماندار نہوگے اور ایمانداری حاصل نہو گی جبتک محبت دلی باہم پیدا کروگے اور طریقہ حصول محبت کا حضرت نے باہم سلام علیک کرنیکو فرمایا یعنے سلام دعا ہے یعنے اللہ تعالی تمکو سب بلاؤن سے بچاوے اور دعا بیشک ذریعہ محبت باہم کا ہوتا ہے۔ تفسیر فتح العزیز سورۂ عم مین مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ قیامت کے دن فرقے کس طرح سے ہونگے ارشاد فرمایا کہ میری امت گنہگار سے دس فرقے ہونگے اول فرقہ چغلخورون کا بندرون کی شکل کا ہوگا۔ دوسرا فرقہ حرامخور اور رشوت خوارون کا سورون کی صورت ہوگا تیسرا فرقہ سودخوارون کا کمال ذلت و خواری سے سر کے بل میدان حشر مین گھسیٹا جائیگا۔ چوتھا فرقہ جھوٹا فتوی دینے والون کا اندھا اور خوار ہوگا۔ پانچوان فرقہ عابدون مغرور اور ریاکارون بہرا گونگا ذلیل ہوگا۔ چھٹا فرقہ علما اور مشائخ بے عمل کا جو اورونکو ہدایت اور نصیحت کرتے تھے

اور خود عمل نکرتے تھے زبانین اپنی چابتے ہونگے اور زبانین اونکی سینہ پر پڑی ہونگی اور پیپ داہو
بہتا ہوگا اوسکی بدبو سے تمام اہل محشر نفرت کرینگے۔ ساتوان فرقہ جو جانورون کو بلا سبب ایذا دیتے تھے
ہاتھ پیر کٹے خوار و ذلیل ہونگے۔ آٹھوان فرقہ آگ کی سولیون پر شدت عذاب مین گرفتار ہوگا یہ لوگ
بھید غربا کے حاکمون سے کہکر اونکو خراب و برباد کراتے تھے۔ نوان فرقہ بندۂ حرص و ہوا تابع نفس
پر جفا کار حق اللہ کا زکوۃ وغیرہ نہ دیتے تھے اور امور بیجا محرمات مین صرف کرتے تھے اونکی
بدبو سے تمام اہل محشر کو پریشانی ہوگی دسوان فرقہ اہل تکبر اور نخوت کا کہ ہر کام مین خود رائی
اور خود نمائی کرتے تھے بڑے بڑے کپڑے گندک کے پہنے ہونگے اور تنگی سے وہ کپڑے اونکے
بدن پر چپکے ہونگے الٰہی توبہ بچا تو کلمہ گویون کو اس آفت سے آمین۔ اب یہان قدری حال نیکون کا
لکھا جاتا ہے فرمایا بعضے مانند چودھوین رات کے چمکتے ہونگے اور بعضے مانند ستارون کے روشن ہونگے
کیمیاء سعادت مین لکھا ہے جو کوئی تخم ایمان کا سینہ مین رکھے اور سینہ کو کینہ سے پاک رکھے
اور ہمیشہ ساتھ بندگی خالص بے ریا کے درخت ایمان کو پانی دیتا رہے اور فضل خدا سے آرزو
رکھے کہ سب آفات سے بچا وے وقت مرگ تک یہی حال اوسکا رہے اور ایمان سلامت لیجاے
اوسکو امید کہتے ہین اور پہچان اسکی یہ ہے کہ زمانہ حال اور استقبال مین جو کچھ کار نیک اس سے
متصور ہون دریغ نکرے اور جو تخم ایمان کا خراب ہو یعنے یقین کامل نہو اور جو ہو تو سینہ حسد
بغض کینہ سے پاک نہو اور عبادت بھی چندان نکرتا ہو اس حال مین امید رحمت خدا کی رکھنا
اسکو حماقت کہتے ہین مگر اکثر نافہم اسمین فرق نہین کرتے کمال حماقت سے حماقت کو بھی امید سمجھ کر
غفلت مین عمر عزیز بسر کرتے ہین ؎ صفات ست در آئینہ تیرہ ولیکن صفا را ببایدتمیز۔ چنانچہ
ارشاد رسول کریم اس مدعا کا گواہ ہے فرمایا کہ احمق وہ شخص ہے کہ جو جی چاہتا ہے سو کرتا ہے اور
رحمت خدا کی امید رکھتا ہے۔ ستر ہوین باب کی پانچوین حکایت یعنے پہلی حکایت اون چار

قصون سے ہے جو تفسیر عزیزی مین سورۂ بروج کی مرقوم ہین چنانچہ یہ پہلی حکایت بروایت صحیح روی
صحیح مسلم وغیرہ سے نقل کی ہے کہ بعضے ممبرون نوری پر بکمال تزک شان سے بیٹھے ہونگے اور بعضے
کرسیون سونے چاندی پر جلوہ آرا ہونگے اور بعضے چبوترون مشک و زعفران پر رونق افزا ہونگے
اسی طرح جسقدر درجہ حق پرستی کا زیادہ ہوگا اوسیقدر درجہ زیادہ ہوگا پس بہ نفع عام اور
شنیدہ تمام اس کتاب مین خلاصہ تینون قصون کا لکھدیا قصہ دوسرا شہر نجران ملک یمن مین ایک
عیسائی ایماندار کسی مالدار کا دربان تھا وقت تلاوت انجیل مقدس کے ایسی روشنی اوسکے
روشن دل سے نکلتی تھی کہ ہر در و دیوار کو روشن کردیتی تھی ناگاہ آقا کے لڑکے کو یہ قدرت خدا
نظر آگئی بیقرار ہوگیا آپسے کھو گیا بحالت مجبوری اپنے باپ سے کہا وہ دیکھتے ہی بیقرار بہزار جان
مشتاق ہوگیا چنانچہ دونون مسلمان ہوگئے شب و روز تلاوت انجیل مین صدہا طور کے لطف
اوٹھانے لگے حتے کہ قریب سو آدمی کے مسلمان ہوگئے جب یہ خبر گوش زد بادشاہ کہ ہوئی وہ بت پرست
آتش غضب سے سلگ گیا کھیر کر ایک خندق گہری آتش سے پر کر کے کہا کہ جو اپنی زندگی چاہے وہ
اس دین سے پھر جاوے ورنہ اس آتش مین در آئے اتفاقاً ایک عورت بچہ والی تھی۔ قدرت خدا سے
وہ بچہ گویا ہوا گویا تائید غیبی سے دین حق کا مصداق تھا بزبان فصیح کہا کہ ہان بسم اللہ بے تردد
مین اس آتش گلزار مین در آؤنگا قدرت خدا سے اوسی وقت ایک شعلہ اوس آتش سے بلند ہوا
اور اوس بادشاہ کو مع جملہ اعزا جلادیا باقی آدمی سب مسلمان ہوگئے چنانچہ بہت سے بعد زمانہ خدمت
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ مین آئے اور دین عیسوی کی بحث کرنے لگے حتے
کہ آیۂ کریمہ مباہلہ اونکے جواب مین اوتری قصہ تیسرا جو ملک فارس مین واقع ہوا چنانچہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ دراصل اہل فارس کتابی دین حق پر تھے مگر قدرے شراب بغرض
فائدۂ بدنی اوس مذہب مین حلال تھی۔ ناگاہ بعالم بے ہوشی زیادہ شرابخوری سے بادشاہ نے
اپنی بہن حقیقی سے حرکت بیجا کی جب نشہ اوترا اوتوار خود شرمندہ بلکہ زندہ درگور ہوگیا تب اوس
خواہر خوار نے کہا کہ تو دعوی حلال ہونے عقد نکاح بہن بھائی حقیقی کا کر جیسا کہ اول اولاد حضرت

آدم میں جاری تھا بادشاہ نے سبکو بلا کر یہ مسئلہ سنایا اور ہر طرح سمجھا کر ڈرایا مگر وہ لوگ کمال ایمان دار تھے کوئی راضی نہوا آخر بادشاہ نے جلکر ایک گہری خندق پر از آتش درست کرا کے کہا جو کوئی اس مسئلہ کو نمانیگا اس آگ میں جلایا جائیگا ناگاہ قدرت خدا سے خود بادشاہ اس آگ میں گر کر کوئلہ ہو گیا اوس روز عقد باہم بہن بھائی کا قوم مجوس میں جاری ہوا اور آتش پرستی بھی قسم عبادات سے ٹھہری قصہ چوتھا تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ ایک سال شہر اسلام قوم بنی اسرائیل میں قحط پڑا اہل شہر ملک حبش کو بھاگنے لگے جب حبش میں اہل قحط پہونچے تو بادشاہ نے بنظر گرانی غلہ کے تدبیر کی کہ ایک خندق گہری شہر کے گرد آتش سے بھروا کر بادشاہ بت پرست وہاں آکر بیٹھا اور ایک بت نہایت طویل مثل فیل کھڑا کر کے کہا جو مسافر شہر میں آئیں اس بت کو سجدہ کریں ورنہ اس آگ میں جلائے جاویں۔ اتفاقاً ایک بچہ والی عورت آئی ہر چند اوس سے کہا لیکن اوسنے سجدہ نکیا آخر بادشاہ نے جلکر اوسکے بچہ کو آگ میں ڈالدیا وہ جگر پارہ بچے کا یہ حال دیکھکر اوسکے جگر میں آگ بھڑکی جاتی تھی کہ کلمہ کفر زبان پر لاوے کہ یکایک قدرت خدا سے اوس بچے نے آواز دی کہ اے مادر مضطر نہ گھبرا تو بھی اس گلزار میں در آکہ یہ انوار پروردگار ہے نہ نار ہر دم گلزار بہشتی ہی فرح افزا ہے گی یہ حال اوسکی بھی قالب میں آئی بکمال گریہ وزاری جناب باری میں حمد و ثنا کرنے لگی کہ ناگاہ شعلہ آتش خیمہ گرد کفار بد اطوار کے ہو گیا اور سبکو جلا کر خاکستر کر دیا فقط

فضائل خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بکمال روشندلی سے پشت و رو سے یکسان دیکھتے تھے اور اندھیری رات میں مانند روز روشن کے ہر چیز کو ملاحظہ فرماتے تھے اور آپ دہن سے آب شور شیرین ہوتا تھا حتی کہ جس بچہ شیر خوار کے منہ کو لب مبارک لگا دیا تمام روز شکم سیر رہتا تھا اور طالب شیر مادر نکرتا چنانچہ روز عاشورہ طفلان اہلبیت میں بخوبی تجربہ ہوا اور بغل شریف انحد سپید اور خوشبودار تھی اور آواز مبارک

[illegible]

[illegible]

نزدیک سے بلند معلوم ہوتی تھی مگر بہت دور جاتی تھی اور آپ بہت دور کی آواز گوش فرماتے تھے
اور ہمیشہ دل حضرت کا خواب میں بیدار رہتا تھا صرف چشم خواب آلودہ ہوتی تھیں اور جمائی کبھی نہ آتی
اور احتلام کبھی نہوتا اور پسینہ بدن مبارک سے ایسی خوشبو آتی کہ مشک عنبر کو شرماتی تھی جس راہ سے
حضرت گذر فرماتے وہاں کی ہوا خوشبودار ہو کر طالب زیارت کو آنحضرت رہبری کرتی تھی اور پیشاب
پاخانہ کا اصلا زمین پر اثر نہ رہتا تھا کہ زمین فورًا نگل جاتی تھی ہاں البتہ اوس مقام سے خوشبو مشک
کی آتی تھی اور وقت تولد حضرت ناف بریدہ پیدا ہوے اور ہرگز بدن شریف پر اثر نجاست کا نتھا اور
پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور انگشت شہادت آسمان کی طرف اوٹھائی اور اوسوقت ایسا نور عالمگیر
اندر زمین تا آسمان منتشر ہوا کہ آپکی والدۂ ماجدہ نے شہر ہاے شام کے ملاحظہ فرماے اور فرشتے آپکو
پالنے میں جھلاتے تھے چاند اوس حالت میں آپ سے کلام کرتا تھا اور جب آپ چاند کو اشارہ فرماتے
فورًا متوجہ ہوتا اور بارہا بعالم شیرخوارگی اور روتے کلام فرماتے ہمیشہ ایام گرما میں ابر سر مبارک
پر سایہ کرتا تھا اور حضرت جس درخت کے نیچے تشریف لیجاتے وہ درخت گھوم کر آپ پر سایہ کرتا اور
اوس سایۂ خدا کا زمین پر سایہ نتھا اور پوشاک پر کبھی مکھی نہ بیٹھتی تھی اور نہ کبھی جوں بدن شریف کو
ایذا دیتی تھی اور ہر سواری تا رونق افروزی آپکے کمال ادب سے پیشاب و چرک نکرتی اور عالم
ارواح میں سب سے پہلے آپ پیدا ہوے اور سب سے پہلے درجواب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے آپ نے بلیٰ
فرمایا اور سیر شب معراج شریف کی مانند سواری براق در فرف کے آپکو مخصوص تھی عروج فرماکر
آسمانوں پر اور بمقام عالی مقام قاب قوسین کے فائز ہونا اور بدیدار الٰہی مشرف ہونا اور فرشتوں
کو اونکی فوج بنا کر کفار کو جنگ میں قتل کرنا اور بہت سے معجزات عجیب و غریب آپ ہی پر مخصوص تھے اور حشر میں
جو کچھ مراتب آپکو عطا ہونگے کسیکو نہونگے اور سب سے پہلی قبر سے آپ باہر تشریف لاوینگے اور روز حشر آپ سب سے پہلے ہوش میں آوینگے اور
براق پر سوار کراکے مع ستر ہزار فرشتوں کے خدا آپکو بلا دیگا اور سیدھی طرف عرش معلے کے کرسی پر بٹھا دیگا
اور نشان الحمد کا آپکو عطا ہوگا کہ اوسکے نیچے حضرت آدم اور سب اولاد آدم کی ہوگی اور سب انبیا آپکے
پس رو ہونگے اور سب سے پہلے آپکو دیدار الٰہی عنایت ہوگا اور شفاعت عظمیٰ آپکو عطا ہوگی اور سب سے
پہلے آپ پل صراط سے گذر فرماوینگے اوسوقت تمام اہل محشر کو حکم ہوگا کہ آنکھیں بند کرو کہ فاطمہ دختر محمد صلی اللہ

۱۲ یعنی ہمراہ [illegible] ف

علیہ وسلم گذرتی ہین اور سب سے پہلے دروازے جنت کے آپ کھولین گے اور سب سے بڑھکے
عالی رتبہ یہ ہے کہ روز حشر کے آپ مانند وزیر اعظم اوس شاہنشاہ معظم کے ہونگے۔

عرض مصنف اے نیکوکاران امت مجوبہ خوشا حال تمہارا ہزار طرح سے اپنے اوپر نازان اور
شادان ہو بلکہ صدہا آفرین کرو کہ فرمان برداری ایسے رسول عالی جاہ والا رتبہ کی تمکو نصیب ہوئی
پس اونکی حکم برداری شبانہ روز مین جانبازی کو سرخ روئی دارین جانکر ہر لحظہ اور ہر دم اوسمین
ہا کام اور سرگرم رہو اور صحبت بد اور فریب نفس مفسد سے ہر دم بچو کہ اس مکار غدار دلآزار نے تمام جہان
کے دل اور جان اور اہل ایمان مین ایک آفت برپا کر دی ہے۔ اور اے گنہگاران امت مرحومہ واسے
اوپر حال تمہارے کے کمال ندامت سے مٹ جاؤ اور عرق ندامت مین غرق ہو جاؤ ہزار دن نفرین
اپنے حال اور قال پر کہ ایسے پیشواے ذیشان عالی و برتر کی امت ہو کر اور انتم خیر امۃ کہلا کے اسیر پنجہ
حرص او ہوا کے ہو گئے کہ بالکل آدمیت سے گزر گئے بہیمیت سے جا ملے روز حشر کے کیا منھ
دکھاؤ گے اور اس اپنی کمائی کا کیا پہل پاؤ گے ناحق آگے حق کے رسوا اور روسیاہ ہو گے ابتک بھی ذرا
دل مین شرماؤ تا کرنی سے باز آؤ گریہ و زاری سے بجناب باری دامان گنہگاری کو پاک کرو کہ
سچی توبہ گنہگار کو پاک و صاف مانند بے گناہ کے کر دیتی ہے۔

آغاز اصل کتاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ معاذ ابن جبل سے روایت کرتے ہین کہ مین ایک دن زار زار
روتا ہوا خدمت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوا۔ فرمایا اے معاذ کس چیز نے
تجکو رلایا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ڈرتا ہون کہ کہین آفات لذات دنیا مین گرفتار ہو کر دولت
آخرت سے محروم نہو جاؤن اور متاع ایمانی کو اس مقام گمنامی مین گم نکر جاؤن کچھ نصیحت فرمائیے
کہ حب دنیا جی سے جائے اور حب عقبےٰ جی مین سمائے۔ ارشاد کیا اے معاذ ذات پروردگار

بلا شک بے شیار ہے ہر دم گناہ سے بچتا رہے اور لذت دنیا سے بھاگتا رہے کہ کہیں تجکو مغرور کر کے نعمت جنت
سے محروم نہ کرے اور مستحق عذاب آخرت کا کرے اور عذاب آخرت کا ایسا سخت ہے کہ ایک ساعت بلکہ ایک
پل بھی کوئی اوسکی تاب نہ لا سکیگا۔ اور آخر زمانہ میں بڑی خرابی برپا ہوگی کہ ہر طرف برائی بروئی کی پھیلیگی
اور بھلائی مانند بھلونکے گم ہوگی۔ سچ ہے اور شریعت صرف اسم اور طریقت محض رسم ہو جاویگی یہ جو
مثل مشہور ہے کہ بزرگان در گور و بزرگی در کتاب پس جو کوئی اپنا بھلا چاہے اپنے جی کی پناہ کر بچا ہے
اور مصاحبت بُرائیوں اور صحبت بُروں سے بچے اور رفاقت بھلائی اور بھلونکی کرے احکام خدا
بدل و جان مانے اور ہر دم کو دم آخر جانے جیسا جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں اندرین رہ میتراش و میخراش
تا دم آخر دمے فارغ مباش + اور اچھوں کی پیروی کرے اور ہر دم حکم خدا اور رسول پر مرے تو عالی درجہ
مانند عالی درجوں کے پاوے اور کوئی چیز مفید صحبت و نصیحت علماء اہل شریعت اور عرفاء حقا طریقت
سے نہیں پس جو کوئی اس سعادت سرمدی اور دولت ابدی سے محروم رہا بلا شک اوسنے دین و دنیا کو
تباہ کیا اور زندہ در گور ہوا اور حال اسکا مانند اوس مریض کے ہے کہ اول اپنے مرض کا علاج نہ کیا
جب وہ مرض لا علاج ہو گیا پھر کوئی علاج مفید نہوا آخر کار وہ مریض مر گیا خواری دارین سر پر لیگیا
اسیواسطے لکھا ہے کہ جو کوئی ہر روز تلاوت کلام اللہ اور کلمات اہل اللہ سے مشرف نہوگا سیاہ دل
اور گم کردہ منزل ہو جائیگا اور نڈر ہو کر رات دن گنہگاری اور نافرمانی جناب باری میں گزرتا
رہیگا بھلائی کا کیا ذکر ہے بھلوں کے نام سے برا مانتا اور جلتا رہیگا اسواسطے میں نے یہ کتاب بیان
حدیثوں اور احوال اصحابیوں اور افعال صدیقوں اور حالات عارفوں اور معاملات عابدوں
اور واردات متقیوں اور حکایات زاہدوں اور ریاضات حق پرستوں اور طاعات مقبولوں
اور شب بیداری بیداروں اور گریہ و زاری بخوف جناب باری اور خموشی از کلام بیجا اور
بجان کوشی بہ کلام بجا اور نفع رسانی واسطے ہر خاص و عام اور کمال وفاداری بداون طعام

بحکم خالق انام نہ برائے شہرت و نام لکھی بلکہ اہل اسلام شرافت و خوبی اسلام کی بخوبی جانین اور
بدل مانین اور خلاف مذہب غیر مذہب وجاہت اسلام دیکھکر جی جان سے کھو جائین اور حصول
دولت ایمان کو اسی ملت مین منحصر جانین چنانچہ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کہ نورانی
کرو اپنے مُنھ کو نور اونون سے کہ ذکر ہے اور اللہ دانا ہے اور اوسی پر بھروسا کرتا ہون اور اوسی سے
چاہتا ہون توفیق اور معافی بھول چوک کی بیشک وہی ہے معاف کرنیوالا خطا وارون اور بخشنیوالا
گنہگارون کا روایت ہے موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ میری مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص عاقل کسی قوم غافل کی خیر خواہی کرے اور اوس
قوم سے بلاے ناگہانی اور طوفان بلا اور لشکر پُر جفا تمہاری بربادی کو آتا ہے اور مین نے بچشم خود
دیکھا ہے۔ پس اپنا بھلا چاہو تو کسی طرف بھاگ جاؤ ورنہ ناحق قتل ہو جاؤ گے اور بجز حسرت کے
کچھ پھل نہ پاؤ گے۔ پس ایک فرقہ اوس سچے قول کو سچا جانکر اوسیوقت بھاگ گیا اور سب سامان
آسائش اور آرائش اور مکان کو چھوڑ گیا اور دولت جان و ایمان سلامت لیگیا اور ہر ایک گروہ
نے اوس پر عمل نہ کیا بلکہ اوسکو جھٹلایا کہ ایسے قصہ کہانی بہتیرے سنے ہین وقت پر دیکھا جاویگا
جو کچھ ہوگا ابھی سے کیون راحت مکانی چھوڑین اور مصیبت جانی اختیار کرین کہ آب نادیدہ
موزہ از پا کشیدہ۔ پس وہ فرقہ سب قتل ہو گیا جان و ایمان سے جاتا رہا۔ فرنیرہ حسرت سر لیگیا۔
پس اسی طرح جنے میری تابعداری کی دونون جہان کی راحت اور آبرو پائی اور جسنے سرتابی کی وہی
خواہی ناسر میلی روایت ہے کہ حجاج بن یوسف بڑا ظالم تھا کہ اوسنے ہزارون اہل حق کو ناحق
قتل کیا چنانچہ حالت حیات مین اللہ تعالی نے اوس پر عذاب دوزخ نازل کیا یعنے ایک بڑا بچھو ہر دم اوسکو
ڈنک مارتا تھا اور وہ زار زار روتا تھا ہر چند اوسکے مارنیکی تدبیرین کرتا تھا مگر کسی طرح وہ بچھو بعذاب
مارنہ سکتا تھا اور اگر وہ اتفاقاً کبھی مرجاتا تو قدرت خدا سے فوراً زندہ ہو جاتا اور بزبان فصیح کہتا

کہ اسے دوزخ میں عذاب دو زخ ہوا حکم خدا سے تجھپر مسلط ہوا ہون تجھکو اس جہان سے مٹاؤنگا اور
مین پھر گز نہ مٹونگا۔ آخرکار وہ بدا طوار اوسی عذاب مین گرفتار زار و نزار رہا اور وبال آخرت کا اوسکے
سر پر لیگیا اور دنیا سے گذر گیا اور بعض روایت ضعیفہ مین یون بھی ہے کہ کسی شخص نے اوسکو خواب
مین دیکھا پوچھا کیا حال ہے کہا اچھا حال ہے بسبب عمر کی بھی تمنا کرتا تہا اوسکے سبب سے
چھٹکارا ہو گیا۔ اور منقول ہے کہ فرعون باوصف خود آرائی اور دعوی خدائی کے چار سو برس جیا
اور خوب عیش و آرام مین رہا اور درد سر کا نام کبھی عمر بھی نہ دیکھا ہر چند حضرت موسی علیہ السلام نے
جناب باری مین عرض کی کہ خداوندا اسکو غارت کر کہ اسکی گمراہی سے سارا جہان گمراہ ہے حکم ہوا
اے موسی عرض تمہاری قابل قبول ہے مگر چند باتین اس ناپسند کی مجکو پسند ہین۔ اسواسطے
یہ خود آرائی اور دعوی خدائی کرتا ہے اور اپنی سزا کو نہین پہونچتا ہے وہ یہ کہ کسی پر ظالم نہین۔
غرض آشنا کا آشنا نہین۔ اپنے آرام کے واسطے کسیکو ایذا رسان نہین۔ بدی اور بدون کا وہان
گذر نہین نیکون اور درست کردارون کو نہین چھیڑتا ہے اور فقراؤن کا نام و نشان نہین چھوڑتا اور
ہر وقت لنگر خانہ جاری رکھتا ہے اور بھوکون کو بخوبی کھلاتا پلاتا ہے بھوکون کا کھلانا اوسکا مجکو
بہت بھاتا ہے جب حضرت موسی نے بہت دعا و زاری کی تو جناب باری سے بلا سے قحط نازل کی
فرعون نے عاجز ہو کر لنگر خانہ بند کر دیا اوسیوقت مستحق عذاب ہو کر اپنے اوپر دروازہ مرگ کا کھول لیا
پھر ساتھ خواری و زاری کے اس جہان سے گذر گیا جیسا کہ اپنے مقام پر مفصل مرقوم ہے باب اول
اکل حلال اور صدق مقال مین حکایت روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اگر کوئی
عابد اسقدر عبادت کرے کہ اوسکی پیٹھ مانند گوشہ کمان کے جھک جاوے اور اسقدر روزے رکھے

کہ ماننید پتھر کمان سے لاغر ہو جاوے۔ قسم ہے اللہ کی نہ نفع دیگی اوسکو اسقدر عبادت اور مشقت اونکی مگر جبتک کہ وہ اکل حلال و صدقِ مقال بطور پیشہ اختیار نکرے گا۔

حکایت نقل ہے کہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے جب محبت خدا کا مزا پایا اور اکل حلال کو بھی پہچانا۔ تب لذت اور حکومت دنیا سے دفعتہ دل گھبرایا تو یکبارگی حب دنیا اور سلطنتِ دنیا کو چھوڑ دیا خیال کیا کہ خراسان میں اکل حلال میسر نہوگا ملک عراق کو گئے اور اوسکے چہار طرف پھرے کہیں اکل حلال نملا۔ لاچار ہوکر ملک طرطوس کو گئے۔ وہانپر باغبانی دس درم ماہواری کی اختیار کی۔ ایک دن مالک باغ باغ میں آیا۔ انار شیرین منگایا حضرت ابراہیم ایک انار لیگئے وہ ترش نکلا کہا ہمنے شیرین منگایا تھا یا ترش پھر اور خوشرنگ شیرین سمجھکر لائے اتفاقاً وہ بھی ترش نکلا پھر بہت ترش ہوکر اوسنے کہا شیرین کیوں نہیں لاتا۔ ابراہیم نے ناخوش ہوکر کہا کہ شیرین کہاں سے کہا میں کیا جانوں شیرین کونسا ہے اور ترش کونسا ہے میں میوہ رکھنے کا نوکر ہوں نہ کھانیکا مالک نے ازروی طعن کہا تو مدت سے باغبانی کرتا ہے اور میٹھے کھٹے کو ابتک نہیں جانتا کیا تو ابراہیم ادہم ہے جو ایسی دیانت داری اور پرہیزگاری میں دم مارتا ہے یہ سنتے ہی نوکری چھوڑ دی اور کنجی باغ کی پھینکدی مالک فوراً جان گیا کہ یہی ابراہیم ادہم ہیں پھر ہرچند اوسنے معذرت اور خوشامد کی اونہوں نے قبول نکی فرمایا پہلے تو مزدوری تھی اور اب بزرگی ہے اور ہم محنت کا کھاتے ہیں۔ تقوی طہارت کو نہیں بیچتے پھر وہانسے ملک شام کو گئے وہاں شفیق بلخی سے ملاقات ہوئی کہا اے برادر ابراہیم کیا حال ہے کہا کیا کہوں اکل حلال کی تلاش میں شہروں شہروں جنگلوں جنگلوں پہاڑوں پہاڑوں مارا مارا پھرتا ہوں

کہین میسر نہین آتا۔ ف[۱]

حکایت نقل ہے کہ ایک شخص شبیر نامی بڑے اتقیا مین سے تھے کہ ہمیشہ اونکی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تھی ایک دوست اونکا جوان صالح تھا اوسے بھی ایک مرتبہ واسطے ملاقات خضر علیہ السلام کے ہمراہ اپنے لیگئے جنگل مین ایک مکان مین ملاقات ہوئی حضرت خضر نے شبیر سے پوچھا یہ جوان کون ہے۔ کہا یہ بڑا متقی ہے حضرت خضر نے جوان سے پوچھا تو کبھی کسی لشکر مین بھی رہا ہے کہا نہین کہا کبھی صحبت پدر مین بھی رہا ہے کہا نہین کہا کچھ ترکہ ریاست پدری سے پایا ہے کہا ہان بعد اسکے ف[۲] نہ وہان مکان تھا نہ خضر پھر شبیر کو بھی ملاقات حضرت خضر کی کبھی میسر نہوئی۔

حکایت ابراہیم شہبانی ایک بادشاہ روم سے نقل کرتے ہین کہ بہدایت الٰہی بیٹا اوسکا مسلمان ہوگیا باپ نے یہ خبر سنکر اوسکے مارنیکا قصد کیا وہ بدریافت اس حال کے دار السلام کو بھاگ گیا وہان عبادت الٰہی مین ساٹھ برس مشغول رہا اتفاقاً بیمار ہوا مین اوسکا حال پوچھنے گیا دیکھا کہ خاک پر پڑا ہے اور کچھ سر تلے دھرا ہے۔ مجکو کمال افسوس ہوا مین نے کہا کہ کسی چیز کو جی چاہتا ہے کہا ہان انار شیرین کو پس مین سنکر پاس پڑوس سے لکڑی کاٹنے کو کچھ لیکر جنگل کو گیا اور گٹھا لکڑیون کا لایا اوسکو بیچکر انار شیرین لیا اور جلدی سے لا کر دیا کہا کہا سے لائے مین نے تمام حقیقت اوسکی بیان کی کہا جسکے ہتیار سے تم لکڑی کاٹکر لائے ہو دریافت کرو کہ وہ نیک چلن ہے یا بدچلن بعدہ دریافت کرنیکے معلوم ہوا کہ وہ بدچلن ہے ف[۳] اوسیوقت انار پھینکدیا کہ مین ایسے انار کو نہین کھاتا پھر کہا شیخ ممشاد کو ملنے کو میرا جی چاہتا ہے ناگاہ شیخ ممشاد بعد مغرب کے آگئے مین نے پوچھا کہ کسوقت چلے تھے اور یہانسے کسقدر فاصلہ ہے کہا سات آٹھ منزل ہے بعد نماز مغرب کے الہام ہوا کہ فلانا جوان بیمار ہے تمہاری ملاقات کا

ف[۱] ...

مشتاق ہے اوسیوقت وہانسے چلا جوان اونکی ملاقات سے بہت خوش ہوا بعد اسکی جان بحق تسلیم کی۔

حکایت نقل ہے کہ ایک متقی خراسانی کی کہ اکلِ حلال کی تلاش مین ملکِ شام تک گئے وہانکے لوگون نے کہا سواے حضرت حسن بصری کے قوت حلال کہین میسر نہوگا تم چاہو ساری جہان پھرو پھر وہ تب حسن بصری کے پاس گئے اونہون نے کہا میرے پاس قوت حلال کہان مجھے فقیر جانکر لوگ کچھ بھیجدیتے ہین بعد تین دن کے کہ حرام بھی حلال ہوجاتا ہے بقدر سد رمق کے کھالیتا ہون ہان گاؤن مین ایک شخص کے پاس اکلِ حلال سنا ہے وہان جاؤ شاید ملجاوے وہان بھی گیا دیکھا کہ وہ شخص ہل جوتتا ہے اور بیلون کو پانی پلاتا ہے اور چارہ کھلاکر بآسانی تمام کام لیتا ہے کسیوقت اونکو چھوڑ دیتا تھا اوسنے بعد سلام علیک کے اکل حلال اوس سے طلب کیا کہا اگر پہلے سے آتے تو ملجاتا اب نہین رہا اسواسطے کہ ایک روز یہ بیل آپسمین لڑتے ہوے دوسرے کے کھیت مین جا پڑے اور اوسکے کھیت کی مٹی اونکے پاؤن مین لگکر اس کھیت مین ملگئی اب اناج اس کھیت کا قسم حلال سے نرہا مجبور ہون فقط

حکایت نقل ہے کہ رہیب بن الفرد الملکی متلاشی قوت حلال کے تھے ایکدن کہین صفا مروہ کے پاس چھوارے فروش کو دیکھا اوس سے پوچھا کیسے چھوارے ہین اور کہانسے لایا ہے وہ ناخوش ہو کر کہنے لگا کیون ناحق جھگڑا کرتے ہو لینا ہو تو نہ لینا ہو مت لو۔ کہا مین شبہہ کی چیز سے پرہیز کرتا ہون وہ بولا سبحان اللہ مصر کی روٹی جو مشکوک ہے بلا شبہہ حلال جانکر نوش فرماتے ہو اور چھوارے لینے مین اسقدر تحقیقات کو کام فرماتے ہو یہ سنتے ہی بہت روئے اور قسم کھائی کہ نہ کھاؤنگا کھانا مگر بعد تین دن کے کہ مردار بھی حلال ہے پھر ویسا ہی کرتے کہ بعد تین دن کے اول جناب باری مین گریہ و زاری کرتے کہ اے خدا تو خوب جانتا ہے کہ شدت بھوک سے جان بلب ہون اور زندگی سے عاری تب بقدر سد رمق کے

پہلی رکعت مین سورۂ بقرہ اور دوسری مین آل عمران پڑھی نفس کو بہت شاق گزرا تنگ ہو کر کہنے لگا
کہ شدت گرمی مین سفر کرنا اور اسقدر مشقت اوٹھانا پھر بھوکے پیاسے مرنا اور شام کو بھی روزہ
افطار نکرنا کیا ضرور تھا مین نے کہا ذرا صبر کر اسقدر بیقرار نہو کہ یکایک ایک شخص خوان مین کچھ کھانا
اور پانی سر دلایا بعد سلام علیک کے میرے آگے رکھدیا مین نے کہا یہ کیا ہے بولا مجکو خواب مین حکم
ہوا تھا کہ جا اوٹھ اور جو کچھ یا حضر ہو فلانے مقام پر لیکر حاضر ہو کہ ایک خاص بندۂ خدا نے ابھی تک روزہ
افطار نہین کیا پس جو کچھ حاضر تھا خدمت مین حاضر کیا معاف کیجیے پھر مین نے پوچھا مکان تیرا کتنی دور ہے
کہا ساتھ آٹھ کوس ہوگا۔ ف ١

حکایت نقل ہے مالک ابن دینار کی کہ قسم سالن اور میوہ جات سے کچھ نکھاتے تھے صرف دو چار
چپاتی روکھی رات کو تناول کرتے تھے اور جو گرم ہوتی تو مانند سالن کے مزے سے کھاتے تھے کہ گرم ہونا
روٹی کا بجاے سالن کے سمجھتے تھے اتفاقاً بیمار ہو گئے پھر فضل الٰہی سے اچھے ہو گئے ایکبار نفس نے
گوشت کھانیکی خواہش کی اور بہت تنگ کیا ناچار ہو کر تھوڑا سا گوشت لیکر بیمار پڑ گئے اور گوشت
کی خوشبو نفس کو سنگھاتے تھے اور نادان لڑکے بچلے کی طرح اوس دانا دشمن کو سمجھاتے تھے اور
ہر طرح اوس خبیث جبلی کو تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے اے نفس مطمئنہ بظاہر مین تجکو دکھ دیتا ہون اور
حقیقت مین تجکو سکھ پہونچاتا ہون کہ دنیا کے مزے سے باز رکھتا ہون اور آخرت کا مزہ چکھاتا ہون
تاکہ تو لذات دنیا سے باز رہے اور عذاب آخرت سے نجات پاوے اور قیامت مین ذلیل نہووے
اور قرب الٰہی مین ہمیشہ خوش رہے اور زار زار روتے تھے اور اس مضمون کے اشعار پڑھتے تھے
کہ اسقدر مین نے صبر کیا لذت دنیا سے کہ نفس ناچار ہو کر میرا دوست ہو گیا پھر جو مین نے کہا
اوسنے کیا اور کچھ عذر نکیا اور بہت خواہشین جی مین مانند دریا کے اوبلتین اور جوش
مارتی تھین مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے صبر میرا سب پی جاتا تھا اور کچھ خیال مین نہ لاتا تھا۔ ف ٢

حکایت نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ مین حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
اپنے اوستاد کی خدمت مین حاضر ہوا اونکو بہت اُداس پاکر عرض کیا کہ یا حضرت آج مزاج کیسا ہے اور
اسقدر ملال کیون ہے فرمایا کیا کہون کل عجیب واردات گذری کہ نفس نے بہت تنگ کیا اور سرد پانی
نئے کوزے سے پینا چاہا بہت ہٹاتا رہا مگر وہ باز نہ آیا آخر مجبور ہوکر ایک نیا کوزہ خادم سے منگایا اوسنے
لاکر خوب صاف کرکے پانی سرد بھرکر میرے پاس رکھدیا جب مین اپنے معمولات سے فارغ ہوا چاہا کہ پانی
پیون لیکن ایک آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہون کہ ایک عورت سراپا نور نہایت خوبصورت حلہ بہشتی سے آراستہ
میرے پاس کھڑی ہے مین متحیر ہوگیا۔ الٰہی یہ حسن و جمال باکمال کس صاحب حسن و جمال کا ہے کہ مین نے
آجتک دیکھا نہ سنا پھر مین نے کہا یہ زیبائش و آرائش کس لیے ہے وہ حور منہ پھیر کے بھوین چڑھاکر
تیوری بدلکر کہنے لگی کہ جو سرد پانی نئے کوزہ کا پینا چاہتے ہین اور خواہش جی کی بجھاتے ہین ہم اونکے واسطے
نہین ہین پھر وہ کوزہ کو ٹھوکر مارکر چلی گئی جب مین نیند سے چونکا تو دیکھا وہ کوزہ ٹوٹا پڑا ہے۔ ف ۱

حکایت نقل ہے کہ حبیب عجمی کے نفس نے سات برس تک گوشت کی خواہش کی اور نہ کھایا جب
بہت تنگ کیا مجبور ہوکر آدھا درم لیکر بازار کو گئے اوسمین سے آدھے درم کی روٹی لی اور آدھے
درم کے کباب لیکر چلے۔ ناگاہ راہ مین ایک لڑکا کسی غریب کا ملا اوس سے پوچھا کہ تو کسکا لڑکا ہے اوسنے کہا
کہ میرا باپ مرگیا اور اوسکا یہ نام تھا اتفاقاً باپ اوس لڑکے کا حضرت حبیب عجمی کا آشنا تھا یہ سنکر
کباب اور روٹی اوسکو دیدی اور بہت افسوس کیا۔ ف ۲

حکایت نقل ہے کہ دو بزرگ صاحب کرامت بلا کشتی دریا سے عبور کرتے تھے اتفاقاً ایک جاے
ٹھیرے ایک شخص نے اونکی دعوت کی اور قسم قسم سالن سے کھانا تیار کیا ایک صاحب نے خوب کھایا
دوسرے نے کم کھایا جب دریا کے کنارے پہونچے جسنے کم کھایا تھا وہ پانی پر چلا گیا اور جسنے بہت

کھایا تھا وہ شخص دیکھتا رہا چپا تار گیا رات کو اپنے اوستاد کو خواب مین دیکھا اور اپنی سب پریشانی
کا حال بیان کیا فرمایا کیا تو نہین جانتا کہ جو کوئی نفس کی تابعداری اور شکم پروری کرتا ہے خواہش دلی
سے محروم رہتا ہے اور دولت معرفت کو نہین پاتا ہے اسواسطے کہ جب تو شکم سیر ہوگا تو مثل دیوار
بیکار پڑا رہیگا اور جو بھوکا رہیگا تو مانند سگ گزیدہ کیکو آزار دیگا ارشاد جناب مولانا مرشد ناست

چون شدی تو سیر مرداری شدی + بیخبر و افتادہ دیوارے شدی + چون گرسنہ میشوی سگ میشوی
تند و بدپیوند و بدرگ میشوی + پس میان مردار و دیگر دم سگے + چون کند در راہ شیران خویش تگے فق

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حاتم اصم نے اپنے شاگرد سے گوشت منگایا وہ گوشت لینے گیا دیکھا
کہ ایک بزرگ گوشت بیچتے ہین اونسے کہا کہ ایک دانگ کا گوشت دیجیے اونہون نے گوشت تازہ اور زیادہ
دیا جب اصم کے پاس لایا وہ دیکھکر خوش ہوے کہا ہر روز اونہین سے لایا کر جب خادم پھر گوشت لینے گیا
گوشت بیچنے والے بزرگ نے کہا تو ہر روز گوشت کھاتا ہے کہا مین نہین کھاتا ہون بلکہ حاتم کیواسطے
لیجاتا ہون متعجب ہوکر کہا کہ حاتم سے بڑا تعجب ہے کہ جو جی چاہتا ہے وہی کھاتا ہے مجکو تیس برس گوشت
بیچتے گزرے آجتک لذت گوشت سے واقف نہین ہون - اگرچہ نفس مجکو بہت تنگ کرتا ہے - فق

حکایت نقل ہے ابو القاسم قادسیہ سے کہ ایک مرتبہ قادسیہ مین رات کو آواز آئی کہ اے لوگو فلانے
جنگل مین ایک اولیاء اللہ کسی مصیبت مین گرفتار ہین جلد جاکر اونکی خبر لو کہ زیادہ دکھ نہ پاوین
سنتے ہی سب شہر والے اوس مقام پر پہونچے دیکھا تو ابو الحسن نوری ایک گڑھے مین پڑے ہین
سب نے اونکو بکمال ادب و حفاظت جلدی سے نکالکر سوار کرکے شہر مین لائے مین نے اپنے مکان مین
اوتارا دو چار روز کے بعد اونہون نے پھر قصد سفر کا کیا مین نے کمال ادب سے عرض کیا کہ یا حضرت
اسقدر مصیبت اختیار کرنے مین کیا حکمت ہے فرمایا مین مدت سے جنگل کی سیر کرتا پھرتا تھا جب
اس شہر کے قریب آیا تو میرا نفس نہایت خوش ہوا کہ یہان ہمارے بہت دوست اور آشنا ہین خوب
دعوتین کھاینگے اور چین اوڑائینگے اور سب دکھ سفر کے بھول جاینگے مجکو اوسکی خوشی سے نہایت رنج ہوا

[illegible]

کہ یہ صرف کہانے کے خیال سے اسقدر رات سے اوچھلتا کودتا ہے اگر پاؤنگا تو خدا جانے کیا آفت و قیامت
بپا کریگا یہین سے سمجھ لو کہ اقسام حرص اپنے نفس کی پہچانو کہ صورت اس شہر کی خوب دیکھ لو نگا اگرچہ تو بھی تونگر ہو جاوے ۔ ف

حکایت نقل ہے مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ایک مرتبہ مین نے خواب مین دیکھا کہ ایک شخص
کہتا ہے کہ فلانے مقام پر ایک اولیاء اللہ ہین تم ملاقات کے مشتاق ہو پہلی خواب کو خیال سمجھا
بعدہ جب کئی رات دن برابر یہی خواب دیکھا پھر جلدی اوس مقام پر گیا دیکھا کہ ایک بزرگ مسجد کے
دروازہ پر اذان کہہ رہے ہین مین نے سلام علیک کی کہا وعلیکم السلام اے مالک ابن دینار مین متحیر
ہوگیا کہ اونہون نے میرا نام کیونکر جانا کہا جس نے تم کو یہان بھیجا اوسی نے تمہارا نام مجھے بتایا پھر بعد نماز کے
مجکو گھر مین لیگئے اور روکھی روٹی جو کی سامنے لے آئے کہ مین نے کہا اگر نمک ہوتا تو اوس سے لگا کر کہاتا
شیخ نے خادم سے اشارہ کیا وہ لوٹا گرو رکھکر نمک لائے پھر مین روٹی کہا کہ شکر خدا کا بجا لایا کہ الحمدللہ
مجکو اسقدر صبر و قناعت حاصل ہے کہ نمک کو بچا بے سالن کے گرے شرف سے روٹی کہائی خادم نے کہا
سبحان اللہ اگر تم قانع ہوتے تو ہمارا لوٹا کیون گرو ہوتا ہم ستر برس سے نمک سے واقف نہین ہین یہ
سنتے ہی مالک ابن دینار نے ایک چیخ ماری اور کپڑے پھاڑتے روتے چلاتے ہوے جنگل کو چلے گئے ۔ ف

باب تیسرا ریاضت اور عبادت اہل اللہ مین

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت مین لوگون نے عرض کی کہ آپ
اسقدر مشقت شاقہ کیون اوٹھاتے ہو کہ نہ دن کو چین نہ رات کو آرام کرتے ہو فرمایا اگر دن کو آرام
کرون تو رعیت بے آرام ہو اور اگر رات کو چین کرون تو رعیت بے چین رہے اور نفس امارہ فرصت
پاکر خوار کرکے مستحق عذاب قیامت کا کرے پس جو کوئی دوسرے کی راحت اور اپنی نجات چاہے
وہ اس دنیا مین کیسے آرام پائے ۔ ف

[illegible]

حکایت نقل ہے مسروق بن الاخدام رحمہ اللہ کی کہ وہ ہمیشہ تہجد گزار رہتے تھے اسقدر نماز مین کھڑے
رہتے تھے کہ پیر سوج جاتے تھے گھر والے یہ حال دیکھکر بہت گریہ وزاری کرتے تھے ایک مرتبہ اونکی مان
نے نہایت تنگ ہوکر کہا اے بیٹا اسقدر کیون مشقت اوٹھاتے ہو اور اپنی جان ناتوان کو دکھ
دیتے ہو اللہ تعالی نے کیا تمہارے اکیلے ہی کے لیے دوزخ بنائی ہے جو ایسا ڈرتے ہو بلکہ سارے
جہان کیواسطے بنائی ہے پس مرگ انبوہ جشنے دارد عرض کیا کہ آپنے بجا فرمایا مگر بندہ کو ایک لمحہ
بندگی سے غفلت نچاہیے آگے اوسے اختیار ہے مارے چاہے نوازے پھر جب وقت مرگ قریب ہوا
رونا شروع کیا لوگون نے کہا تم اسقدر کیون روتے ہو تمام عمر تمنے عبادت الہی مین گزاری ہے کہا یہی تو
ڈر ہے کہ اب وقت امتحان ایمان کا ہے مبادا عمر بھر کی کمائی برباد ہو جائے اور قہر الہی سر پر آجاوے
نیکی برباد گنہ لازم ہو واللہ اعلم مستحق ثواب ہون یالائق عذاب اے کاش کیا اچھا ہوتا جو مین پیدا نہوتا سے
کاشکے مادر نزادے مر مرا + یا مرا شیری بخوردی در چرا + تو مین اس دکھ مین کیون مبتلا ہوتا۔ ف ۱
حکایت محمد ابن جریح سے نقل ہے کہ ایک مرتبہ مقام عبادان حضرت وکیع اوستاد امام شافعی رحمہ اللہ
کی خدمت مین گیا چالیس دن وہان رہا ہر روز یہی معاملہ دیکھا کہ وہ ہر روز ایک قرآن مجید ختم کرتے
اور پھر اوسکو ہم قصد کو بخشدیتے اور سو حدیث شریف پڑھاتے اور رات دن آرام نہ لیتے۔ ف ۲
حکایت نقل ہے ابراہیم ادہم کی کہ ایک مرتبہ جوش خروش حب خدا مین بھر گئے خودی سے گزر گئے
زیارت بیت اللہ کو سر کے بل چلے کہ ایسے مکان مقدس کو پیر سے جانا کمال بے ادبی ہو اگرچہ بجاو
دولت حج مدت دراز مین نصیب ہوگی اور پیر سے جانیوالے ہر سال حج کرتے ہین پھر ایک قدم چلتے اور
سجدہ کرتے موافق ارشاد مولانا کے ۵ شنیدم کہ مردی براہ حجاز + بہر خطوہ کردے دو رکعت نماز + اسی طرح
سے سات برس مین مکہ معظمہ مین پہونچے بارہ برس حرم محترم مین عشا کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی
بعد اسکے رات کو رحلت کی جانب آسمان سے آواز آئی کہ زمین کے سردار نے آج رحلت کی پھر دن کو

ف ۱ [illegible] ۱۲ — ف ۲ [illegible] سبحان اللہ [illegible] ۱۲ — ف ۳ [illegible]

تمام شہر میں شہرت ہوئی کہ ابراہیم ادہم نے انتقال کیا۔ فــ

حکایت نقل ہے سلیمان دارانی سے کہ میں ایک مرتبہ حسب معمول نماز تہجد میں مشغول تھا بعد فراغ کے غلبہ نیند سے ذرا آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ حور سراپا نور نہایت شکیلہ بزیور حسن خوبی بخوبی آراستہ و بلباس حلہ بہشتی پیراستہ ہے اور اوسکی چہرہ کی چمک سے در و دیوار مانند آفتاب کے چمکتے ہیں میں دیکھکر متحیر ہوگیا کہ یا الٰہی یہ نور ظہور کس سراپا نور کا ہے آیا یہ حسن و جمال ہے یا خواب و خیال ہے کہ کبھی ایسا دیکھا نہ سنا پھر مجکو پیر سے ٹھوکر مار کر جگایا کہ سبحان اللہ آپ خواب غفلت میں پڑے ہیں اور ہم انتظار محبت میں کھڑے ہیں پھر میں فوراً کھڑا ہوا اور اوسوقت کے سوز و تب و تاب ہوا اللہ اللہ اوس حسین کے حسن کا وہ عالم تھا کہ اگر وہ ذرا سا جلوہ دکھاتا تو تمام عالم پر عالم بیہوشی کا ہوتا بولی اے بیتاب کیا تجکو حقیقت اس آب و تاب عالمتاب کی معلوم نہیں جو بعد بیقراری اور اضطرابی بیتاب ہے میں نے کہا بخدا مجکو آگاہی نہیں کہا ایک مرتبہ کڑاکے کے جاڑے میں تو بکمال ادب نماز تہجد پڑھتا تھا اور خوف الٰہی سے بعد بیقراری و اضطراب چشم پر آب اور بیتاب تھا تجکو حکم ہوا کہ فردوس اعلیٰ میں جلد جا اور اوسکے سرخ آنسو کا اپنے چہرہ پر گلگونہ لگا پھر میں نے ایسا ہی کیا چہرہ میرا مثل آفتاب کے روشن ہوگیا جیسا کہ اب تو نے دیکھا فــ

حکایت نقل ہے ایک عورت رابعۃ العدویہ سے کہ وہ ہمیشہ اپنے نفس کو کہتی تھیں کہ یہ رات آخر ہے جسقدر ہو سکے بندگی الٰہی کر لے کل تو دنیا سے کوچ کر جائیگی سواے حسرت کے اور ساتھ کچھ نہ لیجائیگی اسی طرح دم دلاسا نفس کو دیتیں اور سب کام اوس سے بخوبی لیتیں اور تمام رات یاد الٰہی میں مشغول رہتیں بعد نماز صبح کے دن کو بھی اسی طرح سے نفس کو دم دیکر عبادت الٰہی بخوبی بجالاتیں جب نیند کا غلبہ ہوتا تو گھر میں ٹہلتیں اور نفس کو بہلاتیں اور کہتیں یہ ذرا سا سونا اور پھر اوٹھنا کس کام کا آخر بعد مرگ کے تا قیام قیامت سونا اور راحت پانا ہے اسی انداز سے پچاس برس تک

راتان عبادت خدا مین گزاری اور کبھی ستر تکیہ کے زمین پر پیٹھ نہ لگائی آخر کو اسی حال مین رحلت کر گئین ف۱

حکایت نقل ہے رابعہ بصری رحمہا اللہ کی کہ وہ ہمیشہ شب بیدار رہتین اور چار سو رکعت نماز ادا کرتین پھر صبح کی نماز پڑھکر سستی رفع کرنیکو ذرا جانماز پر بیٹھ جاتین پھر آنکھ لگتی اوچھل پڑتین اور نفس کو بہت لعنت و ملامت کرتین کہ تو کبتک خواب غفلت مین رہیگا کیا تجکو معلوم نہین کہ موت سر پر کھڑی ہے

بیت جاگنا ہو جاگ لے افلاک کے سایہ تلے + حشر تک سویا کریگا خاک کے سایہ تلے + اور کرتا موٹا ململ کا پہنے رہتین لوگون نے بعد مرگ بموجب وصیت کے اوسین کفنا دیا پھر کسی عورت نے رابعہ کو خواب مین دیکھا کہ ریشمین سبز کرتا مکلف پہنے ہوے ہین کہا وہ کرتا کمبل کا کہان ہے بولین اوسکے بدلے اللہ تعالی نے مجکو یہ عطا کیا کہا کہ اے رابعہ کوئی ایسی بات بتا جس سے قرب الٰہی حاصل ہو کہا یاد الٰہی سے زیادہ کوئی ذریعہ قرب الٰہی کا نہین ہے ف۲

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ صفوان نے سونے پر قسم کھائی چنانچہ چالیس برس لیٹنے کی نوبت نہ آئی جب کبھی نیند غلبہ کرتی تو زانو پر سر رکھکر سستی رفع کرتے اور پھر بدستور عبادت الٰہی مین مشغول ہو جاتے جب قریب المرگ ہوے اور نہایت تکلیف ہوئی تو لوگون نے کہا ذرا دیوار سے تکیہ لگا بیٹھیے یا ذرا لیٹ جائیے اور ذرا آرام کر لیجیے کہا مرتے وقت کیا عہد کو توڑون اور دیوار پر تکیہ لگاؤن پھر جان بحق تسلیم کی غسل دینے والا کہتا ہے کہ مین نے بچشم خود دیکھا کہ کثرت سجدہ سے اونکی پیشانی پر نقش ہو گئی تھی ف۳

باب چوتھا خوف جناب باری اور گریہ و زاری مین

حکایت روایت ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت یحیی علیہ السلام خوف الٰہی سے استقدر روتے تھے کہ تمام گوشت اور پوست رخسارون کا آنسوون سے اوڑ گیا تھا اور رخسار ہو گیا

ف۱ [illegible] مغفرت کی اور جنت بخش دی [illegible] ۱۲

ف۲ [illegible] یاد الٰہی [illegible] سورۂ رعد مین ارشاد ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب [illegible] سبحان اللہ

ف۳ [illegible] ۱۲

یہانتک کہ دانت نظر آتے تھے مادر مشفقہ یہ حال اونکا دیکھکر زار زار روتین اور آنسوون کا دریا بہتا تھا لاچار ہوکر اون زخمون پر کپڑا رکھدیتین پھر جسوقت حضرت یحیٰی علیہ السلام کے دل مین خوف الٰہی کا دریا جوش مارتا تھا آنکھون کی راہ سے نالے بہاتا تھا تو زخمون سے سب کپڑے کھچ جاتے بالا اوس زاری ذوق خوف جناب باری سے حسب ارشاد جناب لا ناکسے عشق صادق بر جادی بہ ہینہ + چہ عجب گر بر دل وا نار زند پتھر کے جگر پانی ہوکر بہ جاتے غرض حضرت یحیٰی علیہ السلام کو دن رات روتے گزرتا تھا اور مادر مشفقہ کو اون زخمون پر کپڑے رکھتے گزرتا تھا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا دستور تھا کہ جب یحیٰی علیہ السلام ہوتے تو وعظ فرماتے کہ انکو ہرگز تاب عذاب قبر اور حشر کے سننے کی نتھی اتفاقاً ایک مرتبہ مجلس وعظ مین حضرت یحیٰی علیہ السلام سر سے چادر اوڑھے ہوے ایک طرف چپکے سمٹے ہوے بیٹھے تھے حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا دیکھو یہان یحیٰی ہے یا نہین چونکہ ہر ایک اشتیاق سننے ذکر اللہ مین ہمہ تن مصروف تھا اور معاملات دنیا اور مافیہا سے بیہوش تھا کسینے کچھ جواب نہ دیا معلوم ہوا کہ نہین ہین پھر آپنے وعظ فرمایا اور عذاب دوزخ سے ڈرایا اور فرمایا کہ ابھی میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لیکر آے تھے اللہ تعالیٰ نے دوزخ مین ایک گڑھا عظیم الشان بنایا ہے اوسکا نام سکران ہے اور ایک پہاڑ بہت بلند بنایا ہے اوسکا نام غضبان رکھا ہے اور اوس عذاب سخت سے کوئی پناہ نپاویگا مگر وہ شخص کہ جو خوف جناب باری سے رات دن اشکباری مانند بارش باری کے کرتا رہیگا پس یکایک حضرت یحیٰی علیہ السلام نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے جب ذرا افاقہ ہوا روتے اور چلاتے کپڑے پھاڑتے ہوے سر مین خاک ڈالتے ہوے جنگل کو چلے اور سب اہل جماعت زار زار بصد اضطرابی و دل بیقرار روتے چلاتے اونکے پیچھے ہوے مگر واللہ اعلم وہ اہل نظر کہان نظر سے گم ہو گئے کسیکو نظر نہ آے پھر یہ سب راہ گم کردہ مجبور ہوکر اولٹ آئے دیکھا تو یہان زکریا علیہ السلام بیہوش پڑے ہوے چلاتی ہین تب ہاتھون ہاتھ کمال حفاظت سے اونکے گھر لیگئے پس مادر مشفقہ حضرت یحیٰی علیہ السلام کا یہ حال دیکھکر گھبرا گئین اور پریشان ہوکر پوچھنے لگین کہ میرا یحیٰی کہان ہے سب نے وہ واردات گزشتہ بیان کی پھر لاٹھی لیکر با دل مضطر انکا پتا و نشان پوچھتی ہوئین جنگل کو چلین تین رات دن برابر پہاڑون مین پھرکی

پیاسی ڈھونڈھتی پھرین کہین پتا نپایا - اتفاقًا چرواہے بکریان چراتے نظر آئے اونسے پوچھا کہ کوئی آدمی
روتا چلاتا سر مین خاک ڈالتا تمنے دیکھا یا سنا ہے کہا کہ ہان کل شام کو اس پہاڑ کی طرف سے رونے
چلانے کی آواز آتی تھی کہ واحسیبتا عذاب سکرات سے اور واویلا تختی غضبان سے مجکو نجات دیجیو الفاظ
کوئی کہتا تھا پھر اوس پہاڑ مین جا کر مادر مشفقہ نے دیکھا کہ ایک گڑھے مین حضرت یحییٰ نگون بیٹھے ہین اور
کہتے ہین عذاب دوزخ سے واویلا کرتے ہین مادر مشفقہ نے کلیجے سے لگا لیا اور بہت تسلی اور دلاسا فرما کے
گھر لے آئین پھر گوشت روٹی انکے آگے رکھدی کہا برائے خدا اور حق برادرے تو کچھ کھا لو اور ذرا
سو لو کہ تمہارا جی ٹھکانے ہو جائے اور کلفت پریشانی ہٹ جائے کہ بہت تم زار زار جنگلون مین بھوکے پیاسے
پھرتے رہے ہو حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بہت رونا آیا مگر بپاس خاطر مادر مشفقہ کچھ تھوڑا سا کھا کر سو رہے
صبح کو حضرت جبرئیل آئے اور اونکو جگا کر کہا اے یحییٰ خدا تعالے نے پھر رحمت کاملہ بھیجا ہے اور فرماتا ہی
کہ خاطر جمع رکھو تم عنقریب داخل جنت ہوگے اور یحییٰ وہان راحت پاؤگے اے یحییٰ اگر تو ایک
نظر جنت کو دیکھتا تو اوسیوقت اوسکے خوف سے پانی ہو کر بہجاتا پھر یحییٰ خوش ہو کر کوہ
و در جنگل کو چلے گئے پھر مادر مشفقہ کو اونکا پتا نہ ملا کہ کہان گم ہو گئے - ف

حکایت نقل ہے منصور بن عمار سے کہ وہ ایک مرتبہ نصف شب کو شہر کے گلی کوچہ مین پھرتا تھا ناگاہ
ایک مکان سے آواز رونے اور چلانے کی آئی کہ کوئی شخص جناب الٰہی مین گڑگڑاتا ہے کہ الٰہی مولا میرے
اے آقا میرے ہر چند کہ مین گناہون سے اپنی جان بچاتا ہون مگر خواہش نفسانی اور شیطانی ہر وقت مجکو
گھیر کر لذت دنیا مین پھنسالیتی ہین اور عذاب دوزخ اور آفت قیامت کو بیچ سے بھلا دیتی ہین اس حال مین

سواے تیرے فضل وکرم کے کون میرا حمایتی اور مددگار ہے یہ سنکر مین نے باہر سے آیۃ کریمہ پارۂ ۲۸ سورۂ تحریم کی قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا پڑھی یعنے اے ایمان والو بچاؤ تم آپکو اور اپنے گھر والون کو عذاب دوزخ سے یہ کلام سنتے ہی بیقرار ہوکر اوسنے ایک چیخ ماری اور گریہ وزاری شروع کی پھر مین اپنے کام کو چلا گیا دوسرے دن صبح کو اوس طرف سے نکلا دیکھا تو لوگ جمع ہین اور ایک جنازہ رکھا ہے اور کفن دفن کا سامان ہو رہا ہے مین نے کہا یہ جنازہ کسکا ہے لوگون نے کہا رات کو عجیب معاملہ گذرا کہ یہ جوان رات بھر خوفِ الٰہی سے روتا چلاتا رہا صبحکو مرگیا۔ فقط

حکایت روایت ہے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے کہ میری طرح حالت جوانی مین جھک گئی تھی کسینے کہا کہ کیا سبب ہوا کچھ جواب نہ دیا جب شاگرد خاص نے بہت خوشامد کی کہا کیا کہون کچھ کہنیکی بات نہین ہے اتفاقاً وقت مرگ اپنے اوستاد کی خدمت مین کہ اولیا کاملین مین سے تھے حاضر ہوا تھا فرمایا اے سفیان دیکھتا ہے توکیا معاملہ کرتا ہے رب میرا میرے ساتھ یعنے پچاس برس وعظ اور نصیحت سے لوگونکو برائی سے بچایا راہِ حق پر چلایا اب مجھکو حکم ہوا کہ تو ہمارے دربار کے قابل نہین ہے پس سنتے ہی اس کلام کے میرے ہوش وحواس اوڑ گئے اور اوسان خطا ہو گئے اور فوراً بارغم والم سے کمر جھک گئی جب ایسے کاملون کا یہ حال ہے تو واللہ اعلم ہم اور تم جیسونکا کیا حالی ہوگا پھر چند بار حضرت سفیان بیچین زار زار روتے رہے اور اکثر آنکھون سے بجاے آنسوون کے خون ٹپکتا تھا جب بیمار ہوے ہر چند علاج کیا مفید نہوا بلا کوئی حکیم اونکے مرض سے آگاہ نہوا کہ کیا مرض ہے ایک طبیب نصرانی نے اونکا قارورہ دیکھکر متحیر ہو کر کہا کہ اللہ اکبر مین نہین جانتا کہ مسلمانون مین بھی ایسے کامل ہوتے ہین کہ اونکا جگر خوف الٰہی سے ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ریزہ ہوگیا ہو چنانچہ آیۂ کریمہ ستائیس پارہ سورۂ حدید مین ارشاد ہے اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ یعنے کیا نہین آیا ہے وقت کہ ڈر جاوین دل اللہ والون کے اللہ کی یاد سے۔ فقط

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسینے کہا کہ آپ ہمیشہ کیون غمگین اور اداس رہتے ہین اور رات دن روتے ہین کہا خوف الٰہی سے ہردم ڈرتا اور تھراتا ہون کہ مبادا شیطان اور نفس کے فریب مین اکر مستحق عذاب نہو جاؤن کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بے پرواہ ہے وہان کسیکی پروا نہین ہے اتفاقاً بیمار ہوے۔ ایک سردار اونکے دیکھنے کو آیا دیکھا تو اونکے تمام گھر مین پانی بہتا ہے خادم سے کہا کہ یہ پانی کہانسے آیا ہے کیا کوئی پانی کا برتن ٹوٹ گیا ہے کہا نہین مین نے ایکبار آگ روشن کی بس شیخ دیکھتے ہی اسقدر روئے کہ تمام مکان آنسوؤن سے بھر گیا۔ ف ۱

حکایت نقل ہے فتح الموصلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ بڑے عابد زاہد تھے حسب مقدور راہ خدا مین فقیر کو دیتے تھے ایک دن کوئی خادم خدمت مین آیا دیکھا تو جانماز پر بیٹھے دیوار سے لگے ہوے مُنھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے روتے ہین اور انکھون سے سُرخ آنسو بہتے ہین یہ حال دیکھکر حیران ہو گیا عرض کیا یا حضرت خیر ہے اسقدر گریہ و زاری کیون کرتے ہو فرمایا کچھ کہنے کی بات ہو تو کہون اگرچہ خوف الٰہی ہمیشہ رہتا تھا مگر دو برس سے خوف الٰہی ایسا جی مین سمایا کہ آنکھون سے سُرخ آنسو نکلا دیا بہایا بعد انتقال کسینے خواب مین دیکھا کہا کیا معاملہ جناب الٰہی مین گذرا فرمایا اوسنے ہم پر بڑا رحم اور کرم کو کام فرمایا اور اپنے قریب مین عرش معلی پر مقام عطا کیا پھر فرمایا اے میرے بندے تو کیون اسقدر روتا اور چلاتا تھا مین نے عرض کیا کہ مالک میرے غلام ہر وقت آقا سے ڈرتا رہتا ہے واللہ اعلم کونسی بات سے خوش ہو جاوے اور کونسی بات سے ناخوش فرمایا تیرے رونے نے سب تیرے گناہ مٹا دیے ف ۲

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ مالک ابن دینار کسی قبرستان مین گئے وہان کچھ لوگ مردے کو دفنا رہے تھے اون حال سے ایسا خوف الٰہی انپر چھا گیا کہ بیہوش ہو گئے اور عالم بیہوشی مین اس قسم کے مضامین ادا کرتے تھے **بیت** اس زندگی پہ آج جو مغرور یار ہین + ایسی ہی صورتین ہین جو اتنے مزار ہین پھر لوگ اونکو اوٹھا لائے جب ہوش ہوا کہا اس بات سے ڈرتا ہون کہ لوگ دیوانہ پایا ولا کہینگے اور لڑکے اینٹ

ف ۱ [illegible] کیا یاد الٰہی [illegible] زار زار روئے آنسوؤن کا نالہ بہایا ۱۲

ف ۲ سبحان اللہ کیا اچھی [illegible] جو خوف الٰہی سے آنسوؤن نے کیا دیا [illegible] ۱۲

وہ پتھر مارینگے اور تالی دینگے ورنہ سب کپڑے پھاڑ ڈالتا اور ایک کمبل اوڑھ لیتا - اور خاک دھول پر
ملجاتا اور ہر گلی کوچہ مین کہتا پھرتا کہ بھائیو کہین نفسِ شیطان کے دھوکے مین آکر دین کو دنیا کے لیے
برباد نکر دینا اور عذابِ دوزخ سے جان بچانا کہ موت ہر وقت سر پر کھڑی ہوئی ہے اور حیات مستعار
گھڑی دو گھڑی کی ہے فضلِ الٰہی سے بہت لوگ حق کو مانتے اور ناحق سے پھر کے دین و دنیا کو کھوتے
پھر وقت مرگ کے خادمون کو بلا کر وصیت کی کہ خبردار سر مو اسمین فرق نکرنا یعنے بعد موت کے
میری پیشانی پر لکھنا کہ مالک ابن دینار اپنے مالک کی تابعداری سے بھاگا ہے اوسکا جنازہ کوئی
نہ اوٹھانا پھر ہاتھ باندھکر رسّی گلے مین ڈالکر اوندھے منہ گھسیٹنا جیسے غلام بھاگے کو آقا گھسیٹتے
اور ذلیل و خوار کرتے لاتے ہین اور تین مقام پر میرا حال دریافت کرنا اوّل قبر مین رکھکر منہ میرا
کھولکر دیکھنا کہ سیاہ ہے یا نورانی دوسرے روز حشر کہ اعمالنامہ سیدھے ہاتھ مین دیتے ہین یا اولٹے مین
تیسرے جب اعمال تلتے مین دیکھنا پلہ نیکی کا بھاری ہے یا بدی کا پھر مالک ابن ف دینار نے کہا اے کاش
مین پیدا نہوتا تو خوب ہوتا دنیا و آخرت کی مصیبت مین گرفتار نہوتا - قریب شام کے اوسی دم غیب
سے آواز آئی کہ بخشے مالک ابن دینار کو سب عذابون سے نجات دی اور مغفرت کی تب سب خادم
کود پڑے اور بہت خوش ہوے اوسوقت مالک ابن دینار نے اونگلی شہادت کی اوٹھائی اور کلمۂ شہادت
اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد رسول اللہ پڑھا اور جان بحق تسلیم کی - ف ۳

حکایت نقل ہے زین ابن افصی رحمہ اللہ سے کہ ایک مرتبہ موت کا خیال میرے دل پر چھا گیا لذّاتِ
دنیا اور مافیہا کو یک قلم دل سے بھول گیا مین نے اپنے بیٹے سے کہا میری ساٹھ برس کی عمر ہوئی جسکے
اکیس ہزار چھہ سو دن ہوے - کم سے کم ایک ہی گناہ ہر روز کا شمار کیا جاوے تو قیامت سے کیونکر

چیخ کا رہا ہوگا پھر تمام سرے پھینک یا کبھی منھ پیٹتے کبھی زمین پر پڑتے تھے اور زار زار روتے چلاتے تھے
چشمہ چشم سے اشکباری اور زبان سے وصف جناب باری جاری تھی آخر بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے
اور اوسی حالت میں جان بحق تسلیم ہوئے ف ۱

حکایت نقل ہے کہ عطاء سلمی نے چالیس برس آسمان کی طرف نہ دیکھا اور نہ کسی نے اونکو ہنستے دیکھا
جب جوش محبت خدا میں آتے رونا شروع کرتے تین رات دن برابر روتے تھے اور جب بادل
آتا اور بجلی چمکتی تو دل پھر آتا اور سارا بدن کانپتا اور ڈر کے مارے ہر دم اوٹھتے بیٹھتے اور کہتے جو آفت
اور مصیبت دنیا میں آتی ہے اور ہر ایک کو خوار و ذلیل کرتی ہے میرے ہی اعمال کی شامت سے ہے
اگر اسے کاش میں مر جاتا تو خوب تھا کہ سب آدمی اس آفت ناگہانی اور بلائے آسمانی سے نجات پاتے
جیسے سعدی علیہ الرحمہ کسی بزرگ کا مقولہ نقل کرتے ہیں بیت چہ بودی کہ دوزخ ز من پر شدی
مگر دیگران را رہائی بدی پھر کہتے اے نفس بلا شک موت آنیوالی ہے مقام تیرا قبر ہو اور گزرگاہ تیری
دوزخ ہے اور نگہبان تیرے منکر نکیر ہیں اور قاضی تیرا اللہ تعالیٰ ہے اور قید خانہ تیرا دوزخ ہے
اور داروغہ اوسکا مالک ہے پس قاضی جابر نہیں داروغہ رشوت خوار نہیں قید خانہ ٹوٹنے والا نہیں
پھر سختی عذاب سے نجات کیونکر ہوگی کیونکر معلوم ہو کہ میں مستحق دوزخ ہوں یا لائق بہشت اس قسم
کی باتیں کرتے تھے اور زار زار روتے تھے اور چشمہ چشم سے نالے بہاتے تھے اتفاقاً ایک شخص خدمت
میں آیا دیکھا تو ایک گوشہ مسجد میں بیٹھے ہیں اور ادھر اودھر پانی بہتا ہے خادم سے پوچھا کیا شیخ
آداب مسجد نہیں کرتے جو وضو کا پانی مسجد میں بہاتے ہیں اوسنے کہا یہ پانی وضو کا نہیں ہے بلکہ چشمہ چشم
سے بہا ہے پھر بعد مرگ کے کسی نے خواب میں دیکھا پوچھا تمہارا کیا حال گزرا کہا فضل الٰہی کی کچھ انتہا نہیں
اسقدر شکر پایا کہ سارے دکھ دنیا کے بھول گیا اور رب العزت نے فرمایا اے میرے بندے تو کیوں
اسقدر دنیا میں روتا تھا عرض کیا تیرے ڈر سے ارشاد کیا تو نہیں جانتا تھا کہ اللہ رحیم و کریم ہے ف ۲

ف ۱ [illegible] ... اجابت ہا کہ [illegible] ... بخاستہ دیکھا جیسا کہ مولانا [illegible] ... [illegible]

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ منصور ابن ذکین رحمہ اللہ خوف الٰہی سے ایسے روتے تھے کہ جیسے
کسیکا جوان بیٹا مرجاوے اور وہ روئے اور چلائے کسی نے کہا اے شیخ کیوں ایسے زار زار روتے چلاتے ہو
تم کچھ دنیا دار نہیں کہ کچھ معاملات دنیا سے صدمہ پہونچا ہو اسی برس عبادت الٰہی میں مشغول رہے
شیخ نے کہا عبادت سب کیسی ہیں اور گناہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کیا معلوم ہے کہ میری کوئی عبادت قبول ہوئی
یا نہیں اسواسطے روتا اور گڑگڑاتا ہوں کہ اس بندہ ناچیز کی ناچیز نیکی کو قبول فرماوے اور میرے گناہوں سے
درگذر کرے پھر بیٹے کو وصیت کی کہ وقت مرگ منہ میرا جانب قبلہ کر دینا پسینہ منہ پر اور آنسو
آنکھوں میں ڈبڈباتے دیکھو تو ساتھ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات سے
امید ہے کہ میرا خاتمہ بخیر ہو اور بعد دفن کے باواز بلند کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا کہ جواب
منکر نکیر سے آسانی ہوگی اسکے پاس نیکی کا نام نہیں ہے اگر تو عذاب کریگا تو وہ اسکے لائق ہے اور اگر بخشیگا
تو اسکے لائق ہے۔ بعد اسکے انتقال کیا وہ بیٹا سب وصیت اونکی بجالایا پھر دوسرے روز خواب میں دیکھا
پوچھا کیا حال گذرا کہا کچھ مت پوچھ بڑا نازک مقام ہے وقت حساب کے مجھسے کہا کیا نیک کمائی لایا ہے
میں نے کہا اسی حج لیکر لایا ہوں کہا ایک بھی قابل نہیں ہے سنتے ہی تھرا گیا اپنے کو کھو گیا حشر کا عالم
برپا ہو گیا پھر کہا اور بھی کچھ لایا ہے میں نے کہا ہاں پندرہ لڑائیاں کفار سے لڑا ہوں کہا یہ بھی قابل قبول
نہیں کہا اور بھی کچھ ہے عرض کیا سو ہزار درہم اللہ دیے ہیں حکم ہوا یہ بھی قبول نہیں ہے پھر تو
میں بہت گھبرا گیا کہ اب کوئی صورت نجات کی باقی نہیں جن چیزوں پر بھروسا تھا اونکا تو یہ
حال ہوا مایوس ہو رہا تھا کہ حکم ہوا کہ کیا تجھکو یاد نہیں ہے کہ تو نے راستے میں سے ایک کانٹا اوٹھا کر ایک طرف
پھینک دیا تھا کہ مبادا کوئی راہگیر ایذا پاوے اس سبب سے ہمنے تجھے بخش دیا فقط

باب پانچواں خاموشی اور حسن اخلاق اور دلجوئی میں

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسپ دینے کیواسطے غلاموں کے

کان ملے کہ کوئی قصور ہوگیا تھا غلام نے درد سے آہ کی فورًا چھوڑ دیا فرمایا تیری آہ تیری جی مین جالگی۔
تو بھی اسی طرح میرے کان مل تا بدلہ ہو جائے اور صدمہ دل مٹ جائے اوسنے عرض کیا کہ غلام سے ایسی
بے ادبی ہو گی مجکو معاف کیجئے فرمایا تابعدار کو تابعداری حکم آقا کی واجب ہے بس تمکو ہمارے حکم کی
متابعت ضرور ہے اور ہماری خوشی اسی بات مین ہے آخر غلام نے مجبور ہو کر بحکم الامر فوق الادب
بکمال تعظیم اور تکریم سے گوش سراپا ہوش کو ہاتھ لگایا اور حکم بجالایا فرمایا زور سے مل عرض کیا
اے آقا جیسے آپ زیادتی سے خوف کرتے ہین مین بھی بہت ڈرتا ہون کہ مبادا روز قیامت اس
مواخذہ مین گرفتار ہو جاؤن یہ سنکر حضرت بہت روئے اور اوسکو آزاد کر دیا فرمایا مین تجھسے راضی ہوا
پھر دعا کی الٰہی تو بھی اس سے راضی ہو اور اپنے فضل و کرم سے اسکو بخشدے قط

حکایت نقل ہے کہ ایکمرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجکو پانچ مرتبہ زہر دیا خدا کے
فضل سے کچھ اثر نکیا اگر چھٹی مرتبہ کارگر ہوگیا اور تمام جگر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بہ گیا۔ قریب وفات آپکے
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ روتے ہوئے تشریف لائے دونون چہرۂ نورانی کہ چاند سورج کی مانند
چمک رہے تھے اوسوقت کم نور تھے جیسے قریب شام کے سورج بے نور اور چاند سورج کی روشنی سے
بخوبی روشن نہین ہوتا اسواسطے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بمنزلہ سورج قریب غروب کے
کم روشن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بباعث غم کے مانند چاند کے کم نور تھے پھر حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا حضرت یہ حرکت آپکی خدمت مین کسنے کی فرمایا اس خیال سے تمہارا پریشان
حال ہوگا تم کچھ بازپرس نکرو بلکہ درگذر کرو کہ ہم خاندان اہل بیت اور اہل نبوت سے ہین اور درپے ایسے
امر کے ہونا ہرگز شایان شان اہل بیت اور خاندان عالی شان نبوت کو نہین ہے اسواسطے کہ جیسے بخشنے والے
اور شفاعت کرنیوالے گرفتار کرانیوالے اور پھنسانیوالے ہون تو چھڑانیوالے اور شفاعت کرنیوالے
کون ہونگے بیت جب مسیحا دشمن جان ہو تو کب ہو زندگی + کون رہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگے +

[illegible]

بلکہ قسم ہے عزت وجلال ذوالجلال کی کہ زہر دینے والے کو بھی جنت میں ہمراہ اپنے لیجاؤنگا۔ ف

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ مع چار سو یارون اور خادمون کے کہین تشریف فرما ہوے اور عمامہ عربی مانند رسول عربی سر سے اور ذوالفقار حضرت علی رضی اللہ عنہ کمر سے باندھے ہوے اون یارون مین مانند ستارون کے چاند سے چمکتے تھے ماشاء اللہ حسن خداداد کا وہ عالم تھا کہ تمام عالم کو بیتابی کا عالم تھا بیت بالا سرش ز ہوشمندی + میتافت ستارۂ بلندی + کسی مدہوش کی زبان سے یہ شعر بیساختہ نکلتا تھا بیت کاکل شکین بدوش انداختہ + ورنگا ہے کار عالم ساختہ + اور کوئی خموش زبان حال سے یہ شعر پڑھتا تھا بیت اے جمالت محو رویت محو سیما ئی کو + وی تماشا گاہ عالم در تماشائے گیے اللہ اللہ جہان وہ جان جہان گزرتے تھے وہان اہل جہان جان سے گزرتے تھے القصہ ایک عرب عالم بیتابی سے کوئی تاب لاکر بول اوٹھا کہ یہ حسین کون ہین کسی نے کہا حسین ہین پھر واسطے آزمائش اور دریافت کرنے اخلاق اوس شہرۂ آفاق فی الاخلاق کے چند کلام بیجا کہنے لگا ہمراہیان بادب نے تاب نہ لاکر چاہا کہ اس بے ادب کو سزا دین آپنے تبسم کیا اور اوس دور از عقل کو نزدیک بلاکر فرمایا کہ ای مدہوش ہوش پکڑ استغفار آدمیت سے نہ گزر اگر بھوکا ہے تو کھانا ہر قسم کا مہیا ہے اگر پیاسا ہے تو آب سرد موجود ہے اگر قرضدار ہے تو درہم ودینار بیشمار ہے اگر کوئی دشمن درپے آزار ہے تدارک اوسکا تیار ہے یہ شیرین کلامی اوس شیرین کلام کی سنتے ہی لوٹ پوٹ ہوگیا کبھی قدم چومتا تھا کبھی ہاتھ چومتا تھا اور بار ندامت سے سر نہ اوٹھا سکتا تھا اور کہتا تھا اے ابن رسول اللہ واللہ جیسا مین سنتا تھا اوس سے بھی زیادہ پایا ہ می شنیدم کہ راحت جانی + چون بدیدم ہزار چندانی + چہ نامی کہ مولائے نام توام + درم ناخریدہ غلام توام + پھر اپنے ہمراہیون سے ارشاد کیا کہ ہم دل او کھڑون کے سنبھالنے والے ہین جیسے ریتی کشتی بہتی ہوئی کو روک لیتی ہے یعنے بگڑ وانا سے دانت نے اس راز پر مطلع کیا اسواسطے

تمہارے کہنے پر عمل نکیا اور اللہ واسطے وہی کرتے ہین جو اللہ کرتا ہے چنانچہ اس کلام ہم کلام خدا کی کلام
جناب مولانا بھی تصدیق کرتا ہی ۞ بندگان خاص علام الغیوب + در جہان جان جواسیس القلوب
در درون دل درآید چون خیال + پیش او مکشوف باشد سر حال ۞ ہیچ ہرسے آنکہ واقف گشت بر اسرار ہو +
سر مخلوقات چہ بود پیش او ۞ چشم شان از اہم زنور اسر شتہ اند + تا ز روح و از ملک بگذشتہ اند +
آنکہ از حق یابد او وحی و جواب + ہرچہ فرماید بود عین صواب +

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حسان بن سفیان رحمۃ اللہ ہمراہ یارون کے جاتے تھے راہ مین ایک نیا مکان دیکھکر کہا یہ کسکا مکان ہے مین نے کبھی نہین دیکھا یہ کہتے ہی جی مین بہت پشیمان ہوے کہنا حق مین بیکار کیون کہا مجکو اس کا سے کیا سروکار تھا پھر قسم کھائی اور اوسکے بدلے سال بھر روزہ رکھا فقط

حکایت نقل ہے مالک ابن ضیغم رحمۃ اللہ سے کہ ہمیشہ میرے باپ بعد نماز ظہر کے شام تک سوتے تھے ایک مرتبہ ریاح القیسی رحمۃ اللہ بعد نماز عصر اونکی ملاقات کو آئے اونکو سوتا سنکر پلٹ گئے اور کہا کہ یہ کیا وقت سونیکا ہے پھر مین نے آدمی بھیجا کہ تو انکو جا کر لوٹا لا مین انکو ابھی اوٹھا دونگا وہ آدمی بعد نماز مغرب لوٹ کر آیا مین نے کہا خیر ہے جو اسقدر دیر مین آیا اور ریاح القیسی کو ساتھ نہ لایا کہا اسوقت عجب معاملہ گذرا کہ وہ یہاں سے روتے ہوے سیدھے قبرستان کو گئے مین بھی اونکے پیچھے گیا اونہون نے وہان جا کر بہت سی لعنت ملامت اپنے اوپر کرکے زار زار روئے اور چلاتے تھے کہ مین نے کیون کہا کہ یہ کیا وقت سونیکا ہے پھر قسم کھائی کہ ایک سال بھر نہ سوؤنگا پھر ہر چند مین نے اونسے بہتیری التجا کی اونہون نے کچھ التفات نکیا لاچار ہوکر مین وہان سے اولٹا آیا فقط

حکایت نقل ہے عبد اللہ ابن عون رحمۃ اللہ کی کہ وہ ہمیشہ چپ رہتے اور بے فائدہ بات نکرتے تھے کبھی اولاد یا غلام یا باندی وغیرہ پر غصہ ہوتے تو البتہ یہ کلمہ کہتے کہ بارک اللہ علیک ایک مرتبہ اتفاقا اونٹ کو

جو اونکو بہت پیارا تھا اور آپنے بہت حج اور سیر کیے تھے اور بہت لڑائیاں کفار سے لڑے تھے حتے کہ اپنے ہی ہاتھ سے دو سکو دانہ چارہ کھلاتی اور پانی پلاتی تھی اتفاقاً اوسکو ایک غلام پانی پلانیکو لیگیا راہ میں اسکی ایسی لکڑی ماری کہ اندھا ہوگیا گھر والون نے کہا آج خدا خیر کرے وہ بہت ناخوش ہونگے کہ اونکے پیارے اونٹ کو نکما کر دیا جب عبداللہ ابن عوف نے یہ خبر سنی غلام کو بلا کر کہا بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ اور کہا کہ اے لوگو گواہ رہو کہ مین نے اس غلام کو آزاد کیا پھر تا مرگ روتے رہے کہ مین نے یہ کلمہ بیفائدہ کیون کہا کہ لوگو گواہ رہو مین نے اس غلام کو آزاد کیا ف[۱]

حکایت نقل ہے ربیع اور ابن الخثیم رحمہم اللہ سے کہ تیس برس کے عرصہ مین اونہون نے تین کلام کیے اوّل یہ کہ ایک دوست سے پوچھا کہ تمہاری ماں زندہ ہین یا نہین دوسرے یہ کہ جب واقعہ کربلا کا واقع ہوا اور اہل بیت شہید ہوگئے اور باقی اولاد رسول اللہ پر شدت ظلم ظالمون کی شروع ہوئی کہ زمین و آسمان گریان اور دل جنگل اور پہاڑ کا بریان تھا اور تمام عالم مین حشر کا سا عالم برپا تھا جوش و خروش بہت اولاد رسول اللہ مین پھر گئے اور ایکبارگی دریا سے اوبل گئے اور جناب باری مین عرض کرنے لگے کہ الٰہی مالک دوجہان کے تو خوب جانتا ہے کہ جوان احمقون نے ظلم و زیادتی کی ہے اور اہل حق کو ناحق ایذا پہونچائی ہر انصاف دن انصاف کے تیرے ہاتھ ہے پھر تا بمرگ کچھ کلام نہ کیا ف[۲]

حکایت نقل ہے کہ ایک بار بہ مشائخ صورت جمع ہو کر کہین دعوت کھانے جاتے تھے ابراہیم ادہم کو بھی بلایا وہ بھی اوس جماعت مین شامل ہوے پھر ایک اور شخص کا انتظار تھا کسینے اوس جماعت مین سے کہا کہ وہ بڑے گران نفس ہین بڑی دیر مین آوینگے یہ کلام سنتے ہی ابراہیم چپکے چلے آئے کہ یہان غیبت ہوئی ہے پھر اکر اپنے نفس کو بہت لعنت ملامت کی کہ تو نے کھانیکی طمع سے مسلمان بھائی کی غیبت سنی اور پھر آئندہ ویسی دعوت کھانے سے توبہ کی کہ جسمین مومن کی غیبت ہو ف[۳]

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ جنگل مین پھرتے تھے اتفاقاً ایک اژدہا

[illegible]

اوسنے پوچھا آبادی کدھر ہے آپنے قبرستان کی طرف اشارہ کیا اوسنے ناخوش ہوکر کہا کیا تو مجھسے ٹھٹھا کرتا ہے
مین آبادی و مکان پوچھتا ہون اور یہ بربادی اور قبرستان کے نشان بتاتا ہے۔ پھر مارے کوڑون کے
ابراہیم کو لہو لہان کردیا اور شہر کو چلا گیا۔ جب قریب شہر کے پہونچا دیکھا کہ تمام شہر کے مرد و عورت کے
جتھے چلے آتے ہین سوار نے متحیر ہوکر کہا خیر ہے کیون شہر سے نکلے جاتے ہو کہا ہمنے سنا ہے کہ حضرت ابراہیم
ادہم اس جنگل مین تشریف لائے ہین اونکی زیارت کو جاتے ہین سوار اپنے جی مین کھٹک گیا اور
ڈر گیا کہ کہین وہی نہون جنکو مین نے مارا ہے لوگونسے اونکا رنگ ڈھنگ پوچھا لوگون نے بیان کیا
کہ اس صورت اور اس سیرت کے ہین پھر اپنے اوپر لعنت ملامت کرتا ہوا اوس گروہ کے ساتھ
اولٹ گیا دیکھا کہ حضرت خون اپنے کپڑون اور جسم سے دھو رہے ہین قدمون پر گر پڑا اور ہاتھ
جوڑ کر کہا قصور میرا معاف کیجیے واللہ مین آپسے واقف نتھا فرمایا مین نے تو معاف کیا کہ
اپنے بدلے کسیکو گرفتار کرانا منظور نہین کرتا اور مین نے تو خلاف نہ کہا تھا کہ آبادی حقیقت مین وہی ہے
جو رات دن آباد ہوتی ہے جیسے قبرستان آپکی خوش فہمی نے مجھے مصیبت اور تمھین ندامت مین ڈالا۔

باب چھٹا توبہ اور اسباب توبہ مین

حکایت نقل ہے کہ حضرت سری سقطی رحمہ اللہ بہت بڑے اولیاء کامل تھے چنانچہ پیر آپکے
حضرت پیران پیر ہین اور امام الاولیا اونکا لقب تھا اور بغداد شریف مین اکثر وعظ فرمایا
کرتے تھے ہزارون آدمی اوس سے ہدایت پاتے تھے ایک مرتبہ احمد بن یزید صاحب خلیفہ وقت
مع صدہا غلام ترکی وردی بڑے تزک و شان سے آئے اور ایک طرف مجلس وعظ مین
بیٹھ گئے حضرت فرما رہے تھے کہ حضرت آدم سے لیکر تا ایندم کہ آٹھ ہزار برس ہوے ہونگے کوئی
مخلوقات مین انسان سے ضعیف تر اور نافرمانی جناب باری مین دلیر تر اور حیلہ گر جیسا کہ انسان
ہے مطلق جناب باری نے پیدا نہین کیا چنانچہ ہزارون طرح سے رب العزت نے اسکو نجات
دارین کیواسطے سمجھایا اور صدہا طریقون سے اللہ والون نے سمجھایا مگر اوسکے ایک کارگر نہوا

۱۲ ... مقام رکھتے ہین ... تو جہان فانی ... ترک کر اور سامان باقی ... اور کیسا دلکی ... دیکھو دنیا ... کیا لوگ ... سبحان اللہ

چونکہ کلام الٰہی مثل اکسیر پُر تاثیر کے ہے کہ ایک دم میں قلب آدمی کو پھیر دیتا ہے اور حقیقت انسانی
کو انوار رحمانی سے مزین کر دیتا ہے حسب ارشاد جناب مولانا ع وردی مومن کند زندیق را +
یہ سنتے ہی احمد بن یزید کے تیر سا جگر میں پار ہو گیا روتے روتے بیہوش ہو گئے جب کچھ افاقہ ہوا
گرتا پڑتا اپنے گھر گیا وہاں کچھ کھایا نہ پیا نہ کچھ کلام کیا دوسرے دن تنہا آکر چپکے سے بیٹھ گیا وعظ
سنتا رہا بعد وعظ کے جب سب آدمی چلے گئے حضرت سری سقطی رحمہ اللہ کی خدمت میں عرض کیا
کہ یا حضرت وعظ آپکا میرے کارگر ہو گیا اور تیر سا جگر کے پار ہو گیا اور بالکل محبت دنیا کی جی سے
نکل گئی اور عظمت حق جی میں سما گئی اب دنیا اور اہل دنیا کی صورت سے مجکو نفرت اور وحشت
معلوم ہوتی ہے اور اسکے کوسوں جی بھاگتا ہے سچ ہے جب لذت ایمانی جی جان میں سما جاتی ہے
تو سب طرف سے دل سرد ہو جاتا ہے جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہیں
ع چون ازان اقبال شیرین شد دہان + سرد شد بر آدمی ملک جہان + پھر جنگل کو چلا گیا تھوڑے
دنکے بعد ایک عورت روتی چلاتی حضرت کی خدمت میں آئی کہ یا حضرت میرا بیٹا خوش رو
خوشخو خوبصورت خوب سیرت نازک اندام دل آرام آپکے وعظ میں اول مرتبہ بڑے کروفر سے
آیا تھا پھر جاتے فقیر ہو گیا دوبارہ سب سامان ریاست اور حشمت کا پھینک کر آیا تیسری بار
جو آیا اوسکا پھر پتا نہ پایا کیا ہوا اور کہاں گیا یہ کہتے تھے اور زار زار روتے تھے اور سر اپنا پٹک کر
بیٹھے کو روا لیتے تھے حضرت کو بھی رقت آگئی معلوم ہوا کہ احمد بن یزید کی ماں یہی ہے
فرمایا اے نیک بخت صبر کر اور ذرا قرار پکڑ جب وقت وہ یہاں آویگا فوراً تجکو اطلاع ہوگی حضرت
کے ارشاد سے اوس مسکین کے جی کو ٹک چین ہوا اور دل بیقرار نے ذرا قرار پکڑا پھر گھر کو
چلی گئی تھوڑے دن کے بعد رات کو آکر حضرت کے دروازہ کی [illegible] کنڈی کھٹکائی فرمایا
کون ہے کہا احمد بن یزید ہے خادم کو ارشاد کیا۔ دروازہ کھولدے اور اوسکی ماں کو جلد بلا لا
پھر اوسنے آکے حضرت سے سلام علیک کی آپنے بعد جواب کے فرمایا تیرا کیا حال ہے جو لیا
حقیر اور خوار ہے کہ کمر جھک گئی صورت بدل گئی کہا اے امام وقت میں بہت خوش ہوں

تم نے مجکو دنیا سے چھڑایا اور خدا سے ملایا مین تمہارا احسان کس دل و جان سے بیان کرون
اللہ تعالے تمکو اوسکی جزا دیگا ناگاہ اوسکی مان اور جورو و لڑکے روتے چلاتے آگئے اوسکا حال
دیکھکر نہایت پریشان حال ہوگئے اسقدر روتے چیخین مارتے تھے کہ در و دیوار کو رلاتے تھے
آدمی کا تو کیا ذکر ہے پھر مادر مشفقہ نے کہا اے میرے جگر پارہ کیا ان بچون کے حال پر بھی تجکو رحم
نہین آتا کیا ہوگیا کیا تیرے جی مین سما گیا پھر ہر طرح سے منت و خوشامد کی کہ کسی ڈھب سے گھر تک
چلے ہر گز نہ مانا تنگ ہو کر حضرت کی خدمت مین عرض کرنے لگا کہ یا حضرت آپنے یہ کیا بلا میرے پیچھے
لگا دی کہ مجکو جان چھڑانی مشکل ہوگئی فرمایا مین نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے پھر عورت واویلا کرنے لگی
ہاے میری جوانی کیونکر کٹیگی کہا تجکو اختیار ہے جو تیرا جی چاہے سو کر میرے خیال مین نہ پڑ مین
خودی سے گذر گیا خدا کی محبت مین ملگیا بی بی نے کہا اپنے بیٹے کو اپنے ساتھ لو کہا بہت اچھا پھر
ریشمین کپڑے اوتارنے شروع کیے اور اوسکے ہاتھ مین زنبیل دینے کا قصد کیا تب مان نے
واویلا کرکے لڑکے کو لیلیا کہا تمکو اختیار ہے میرے پاس یہ تو میری ہی صورت ہو کر رہیگا
یہ حال دیکھکر ہر کس و ناکس زار زار روتا تھا گویا وہان حشر برپا تھا پھر احمد بن یزید سبکو روتا چلاتا
چھوڑکر جنگل کو چلا گیا اور راہ خدا سے منھ نہ موڑا بعد دو برس کے حضرت کے پاس ایک آدمی آیا
کہ آپکو احمد بن یزید نے بلایا ہے اب اوسکا وقت آخر ہے آپ اوسکے ہمراہ گئے دیکھین تو قبرستان
شونیزیہ مین ایک جانب کو تنگ و تاریک جگہ مین پڑے ہین اور ایسے کلمات کہتے ہین
کہ بھلائی چاہنے والو بھلائی کرنا پھر آپ صبح تک وہان رہے پھر مکان کو آئے کہ تجہیز و تکفین کی کریں
دیکھا تو ہزارون آدمی شہر سے آتے ہین متحیر ہو کر کہا خیر ہے بولے خیر ہے رات کو ایک آواز غیب
سے آئی تھی کہ جسکو نماز جنازہ اولیاء اللہ کی پڑھنی ہو وہ مقبرہ شونیزیہ مین صبح کو جاوے اسواسطے
ہم شہر والے وہان جاتے ہین چنانچہ کثرت ہجوم سے قریب نماز عصر کے دفن کی نوبت پہونچی
حکایت نقل ہے کہ ایک شخص معمار سے کہ ایک مرتبہ میری دیوار گر پڑی مزدورون سے اوسی سبب گیا

کہ کسی مزدور کو لاکر دیوار درست کراؤن وہان جاکر دیکھا کہ ایک جوان بالباس خوش کلام نیک سیرت کے سوا اور کوئی مزدور نہین ہے ہو نے کہا کہ ہماری دیوار بنادو اور مزدوری اپنی تو کہا بہت اچھا مگر تین شرط پر کہ جو مزدوری مقرر ہوجاوے اوسمین فرق نہو اور ہماری طاقت سے زیادہ کام نہ لو اور نماز کیواسطے پہلے سے اجازت دیدو تو کہا مجکو سب بدل منظور ہے پھر گھر لاکر اونکو کام بتادیا اور مین اپنے کام کو چلا گیا بعد شام کو دیکھا تو دو مزدورون کے برابر کام کیا تھا مین نے بہت خوش ہوکر مزدوری مقررہ دیکر رخصت کردیا پھر صبح کو اونکا انتظار کیا جب بہت دیر ہوئی تو پھر مجمع مزدورون پر گیا اونکو وہان نہ پایا اور لوگون سے پتا اونکا پوچھا معلوم ہوا کہ وہ ہر روز مزدوری نہین کرتے بلکہ ہفتہ مین ایک دن کرتے ہین اور سات روز کھاتے ہین مین یہ سمجھا کہ وہ کوئی کاملین مین سے ہین کہ وقت ضرورت بقدر حاجت مزدوری کرلیتے ہین اور شب و روز عبادت الٰہی مین معروف رہتے ہین پھر اونکے مکان پر گیا دیکھا تو بیمار ہین اور زمین پر پڑے ہین اونکا یہ حال دیکھکر مجکو بہت افسوس ہوا پھر مین نے کہا آپ مسافر اور بیمار عالم تنہائی مین بہت تکلیف پاتے ہین میرے حال پر عنایت فرمایئے اور غریب خانہ کو تشریف لیچلیے کہا بہتر ہے مگر مجکو کچھ نہ کھلانا چنانچہ مین اونکو اپنے مکان پر لے آیا تین دن تک کچھ نہ کھایا نہ پیا نہ کچھ کلام کیا چوتھے روز مجکو بلاکر کہا میرا وقت قریب آیا مین چند وصیت کرتا ہون اوسکو بخوبی ادا کرنا۔ اول یہ کہ میرے گلے مین رسی باندھکر زمین پر خوب گھسیٹنا اور کہنا کہ جو کوئی اپنے مالک کی نافرمانی کریگا اوسکا یہی حال ہوگا شاید رحمتِ الٰہی جوش مین آوے اور میری مغفرت فرماوے اور مجکو انہین کپڑون مین کفنانا بعد اسکے بادشاہ وقت کے پاس جاکر یہ انگوٹھی اور قرآن شریف دیدینا اور کہنا کہ ذرا خوابِ غفلت سے ہوشیار ہو اور شرویتِ دنیا کو خواب بلکہ وبال سمجھنا ایسا نہو کہ یہ ملک ہاتھ سے جاوے اور سارا سامان غفلت کا خاک مین ملجاوے اوسوقت کوئی تدبیر مفید نہوگی بعد اسکے جان بحق تسلیم کی پھر بعد رنج والم کے بخوبی اونکو کفنا کر موافق وصیت کے چاہا کہ گلے مین رسی ڈالون اوسی وقت گوشہ مکان سے ایک آواز غیب آئی کہ خبردار ایسا نکرنا کہ اولیاء اللہ اہل مغفرت ہین نہ لائق ذلت پھر بخوبی اونکو دفنایا بعد اسکے انگوٹھی اور قرآن مجید لیکر جہان بادشاہ کی سواری جاتی تھی جاکر

کھڑا ہوا کہ دربار میں مجھکو کوئی جانے نہ دیگا پھر میں نے دور سے عرض معروض کی کسی نے نہ سنی ناگاہ بادشاہ کی
نظر مجھپر پڑ گئی بادشاہ نے مجھکو نزدیک بلا کر پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا کیا مطلب ہے میں نے عرض کیا میں
اسی شہر کا رہنے والا ہوں ایک شخص کا پیام اور یہ کلام اللہ شریف اور یہ انگشتری لایا ہوں بادشاہ نے وہ دونو
چیزیں لیکر کہا کہ وہ شخص کہاں ہے اور کس حال میں ہے کہا وہ مر گیا وہ دیوار بنایا کرتا تھا سنتے ہی بادشاہ
بدحواس ہو کر رونے لگا یہانتک کہ بیہوش ہو گیا میں متحیر تھا کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے بہت دیر کے بعد جب بادشاہ
ہوش میں آیا کہا کچھ وصیت بھی اوسنے کی ہے میں نے کہا کہ ہاں اس قسم کے کلمات آپکی جناب میں کہے ہیں
کہ ذرا خواب غفلت سے بیدار رہ مبادا اچانک موت آجاوے پھر سب سامان حشمت اور بادشاہت
بالائے طاق رہجاوے پھر تو بادشاہ کا یہ حال تھا کہ کپڑے پھاڑتا تھا اور سر میں خاک ڈالتا تھا اور کہتا تھا
اے ناصح میرے اے شفیق میرے پھر شب کو بادشاہ چادر اوڑھکر میرے ساتھ اوسکی قبر پر گیا پھر قبر سے لپٹکر
بہت رویا پھر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا تھا ہمیشہ شراب و کباب میں گرفتار تھا تائید غیبی سے ہدایت پائی کہ ایک مرتبہ
لہو و لعب میں مشغول تھا اور سب سامان عشرت مہیا تھا کوئی ادہر کوئی اودہر نشہ میں بیہوش پڑا تھا
ناگاہ مکتب سے کہ اوسکے مکان سے نزدیک تھا کسی لڑکے نے یہ آیہ کریمہ ستائیسویں پارہ سورۂ حدید کی
پڑھی اَلَمْ یَأْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ یعنے کیا وقت نہیں پہونچا ایمان والوں کو
کہ گڑگڑاویں اونکے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے یہ بات اوسکے دل پر جا لگی اور تیر سی پار ہو گئی پھر اوس
لڑکے کے پاس آکر کہا کہ ہاں آیا وقت کہ دل اللہ کی یاد سے تھرا گئے اور اپنا کام کر گئے پھر ترک لباس کیا اور
چلا گیا جب میں نے تلاش کیا کہیں پتا نہ ملا آج پتا لگا تو زخم کاری دل پر لگا فـ

حکایت بعضوں نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ گورخر کے شکار کو گئے تھے
آپ ہی شکار ہو گئے بادشاہی دنیا کی چھوڑکر بادشاہی عقبےٰ کی لی یعنے جب گورخر کے پیچھے گھوڑا اڑا لا اور لشکر
سے الگ ہو گئے اوسنے اولٹ کر بزبان فصیح کہا اے ابراہیم ادہم تو اس کام کے لیے پیدا نہیں ہوا جا
اپنا کام کر پس ابراہیم ادہم متحیر ہو کر غش کھا کر گھوڑے سے گر پڑے گھوڑا لشکر کو چلا گیا لشکر والوں نے گھوڑا

[illegible]

خالی دیکھا کہا کہ بادشاہ واللہ اعلم کہاں مارا گیا روتے چلاتے سب طرف ڈھونڈھنے بیٹھ رہے کہیں پتا نہ لگا جب ابراہیم کو ہوش ہوا او نکو جنگل کو چلے چرواہوں سے کہا ہمارا لباس اپنے لباس سے بدل لو اونھوں نے عرض کیا کہ ہم تو سب غلام شاہی ہیں ہم ہرگز لائق لباس شاہی کے نہیں القصہ بادشاہ نے سب بکریاں اونکو بخشدیں کہ شاید اللہ تعالی مجکو بھی ایسی ہی بخشدے اور الکاملی آپ اوڑھ لیا اور سب لباس اپنا اونکو دیدیا پھر اونھوں نے عرض کیا اے بادشاہ کیا حال ہوا تمہارا کس چیز نے بادشاہت تم سے چھڑائی اور فقیری دلائی کہا میں گورخر کے شکار کو آیا تھا خود شکار ہو گیا ۵ سودوکو لیے بر سر پا زار گئے ہم + ہاتھ اوسکے بکے جسکے خریدار ہوئے ہم + اور یہ حال کسی پر ظاہر نکرنا تمہارے حق میں بہتر ہوگا پھر سب جنگل میں الو روتے چلاتے تھے اور ابراہیم اس مضمون کے اشعار پڑھتے تھے کہ الہی تیری محبت در یتیم کے لیے اولاد ہیم سے اگر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں تیرے جمال کے خیال کے سوا کسی خیال کو جی میں راہ ندوں کہ تیرے جمال کی دولت سے میرا تمام جی جان مالا مال ہے اور باقی خواب و خیال بلکہ وبال ہے -

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ابراہیم ادہم دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے اپنا گرتا سیتے تھے کسی نے طعن سے کہا کہ بادشاہی چھوڑکر فقیری لی اور کملی اوڑھی اسمیں کیا دکھ پایا جو چھوڑا اسمیں کیا سکھ اور لطف دیکھا کہا کہ وہ بادشاہت نہ تھی بلکہ وبال جان تھی کہ سارے جہان کا وبال میری گردن پر تھا اور سلطنت اب یہ ہے کہ اپنی جان اور مال سے بھی سبکدوش ہوں یہ کہکر دریا میں وہ سوئی ڈالدی اور کہا اے دریا والو جلدی میری سوئی لادو اسیوقت سب جانور دریائی حاضر ہوئے اور ایک مچھلی وہی سوئی منہ میں لیے ہوئے آئی پھر ابراہیم نے طعن مارنیوالے سے کہا تو نے یہ تماشا قدرت خدا اور بادشاہت عشق کا دیکھا پہلا صرف آدمیوں پر حکومت تھی اور اب سب پر ہے فقط

حکایت نقل ہے ایک مرتبہ منصور بن عمار رحمہ اللہ بصرہ میں جا نکلے ایک مکان عظیم الشان بہت مکلف سونے چاندی کے نقش سے منقش دیکھا آگے اوسکے مکان وسیع تھا اوسمیں بہت سے پیادے اپنے اپنے قرینے سے صف بستہ کھڑے تھے اور صد ہا دربان دروازہ پر ٹہل رہے تھے اور اندر مکان کے

[illegible]

تخت بادشاہی بہت تکلف بچھا تھا اور ایک جوان حسین اوس پر جلوہ فرما تھا اور چارون طرف اوسکے خدام
خوش اندام خوش کلام مؤدب دست بستہ کھڑے تھے یہ حال دیکھکر میری عقل دنگ ہوگئی مین نے چاہا
کہ اندر جاکر حقیقت اوسکی دریافت کرون مگر دربانون نے مجھکو اندر نہ جانے دیا اتفاقاً وہ کسی مشغلہ
مین مشغول تھے مین جلدی سے اندر اوس مکان کے چلا گیا یکایک وس امیر نے عورتون کو بلایا سب
ہوا خواہون کو رخصت فرمایا اونکے آتے ہی سارا مکان ایسا روشن ہوگیا کہ جیسے رات کو آفتاب نکل آیا ہو
اور صدہا لونڈیان باندیان اونکے ساتھ کوئی خوشبو لگا کر دل اولجھاتی تھی کوئی زلف سلجھاتی
کوئی سرگردان اور حیران آئینہ دکھاتی خوشبو لگاتی تھی غرض ہر ایک ہر کام مین مصروف تھی مجھ
وہان کوئی مرد کسی قسم سے نہ تھا صرف مین اپنی جان پر کھیلکر یہ کھیل تماشا دیکھتا رہا۔ ناگاہ بادشاہ کی
نگاہ مجھ پر جا پڑی آتش غضب سے سلگ گیا مانند شعلہ کے افروختہ ہوکر کہا کہ تیرے سر پر موت کھیلتی ہے
جو تجھکو محل سرا مین کھیل تماشے کے حیلے سے لائی ہے مین خوف سے کانپ گیا زندگی سے مایوس ہوگیا
بعالم پریشانی خوشامد سے جان کو بچایا مصلحت وقت جانا کہ آتش غضب کو عاجزی کا پانی بجھاتا ہے
جیسا کہ گریہ وزاری بجناب باری مستحق عذاب کو لائق ثواب کر دیتی ہے اور قہر الٰہی کو مہر سے بدل
دیتی ہے جیسا کہ جناب مولانا فرماتے ہین ؎ تا نگرید طفل کے جوشد لبن + تا نگرید ابر کے خندد چمن جب
اوسکا غصہ کم ہوا کہا تو کون ہے کہانسے آیا ہے مین نے عرض کی خطاوار ہر سزا کا سزاوار ہون مگر طبیب
کہلاتا ہون کچھ امراض دل کا علاج جانتا ہون فرمایا ادھر آؤ اور کچھ کلام حق سناؤ تب مین نے نڈر ہوکر
صاف صاف علم حاکم حقیقی کا بیان کرنا شروع کیا کہ اے بادشاہ تیرے پاس عورتون کا ہجوم ہے
ملک مین ظالمون کے ظلم کی دھوم ہے بیخبری اور غفلت شاہ جہان کی باعث بربادی تمام جہان
ہے لہذا عدالت امیر کا درجہ عبادت فقیر سے زیادہ ہے۔ کیا نہین جانتا تو کہ اس وبال سے تیرا
اعمالنامہ مالامال ہوگا اور تو سخت خواری مین مبتلا ہوگا ذرا ہوش پکڑ اسقدر مستی حکومت سے اکڑ
خدا کو نہ بھول خودی کے نشے سے اسقدر نہ پھول انصاف کے دن ہر زبردست زیردست ہوگا اور
زیردست زبردست ہوگا۔ دودھ پانی سے اور پانی دودھ سے جدا ہوگا اور دوزخ ایسی سخت آواز

کریگی کہ پھر کیا جگہ پانی ہوجاویگا نیک کار سرخرو ہونگے اور بدکار زردرو ہونگے - فی الحقیقت دنیا اور
معاملات دنیا قابل دلدہی نہین ہے تو عورتون کی محبت مین چور ہے اور حوران بہشتی سے نفور ہے
اگر تو جنت کی نعمتون کا مزہ چکھتا اور حوران جنان کو ایک نظر دیکھتا واللہ لذت دنیا اور محبت زنان
مین تو ہرگز گرفتار نہوتا اور بعد مرنے ان عورتون کے اگر دیکھے تو سواے بدبو کے اور کچھ بو باس حسن
وجمال انکی نہ پائی جاویگی بلکہ سخت نفرت آویگی پس تو انکی صحبت سے درگذر کر اور حوران بہشتی کو طلب کر
کہ خلقت اونکی مشک کافور اور زعفران سے ہے اور وہ جمال باکمال ہے کہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی
کان نے سنا گویا لعل و یاقوت ہین کہ چمک رہے ہین یا موتی اور مرجان ہین کہ جھلک رہے ہین جیسا کہ
سورۂ رحمٰن مین ارشاد ہے لَمْ یَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ
یعنے نہ چھیا ہاتھ انکو اس سے پہلے کسی آدمی اور نہ کسی جن نے گویا وہ لعل اور مونگا ہین کہ جب یہ پند
وہ یہ باتین سنکر لوٹ پوٹ ہوگیا اور کہا اے طبیب تیری باتین میرے جی مین کارگر ہوگئین بلکہ
تیری باتین پار نکل گئین پھر کہو شاید برائی سے نجات پاؤن اور راہ راست پر آؤن کہ مین بہت بڑا گنہگار ہون
کیا عجب ہے کہ غفور رحیم اپنے فضل و کرم سے بخشدے مین نے کہا حقیقت مین وہ بڑا رحیم کریم ہے
سے اوسے فضل کرتے نہین لگتی بار نہو اوس سے مایوس امیدوار رہ پھر زار زار روتا تھا اور کپڑے بدن
کے پھاڑتا تھا آخر کو نکلکے چلا گیا مضمون کریمہ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ کا صادق آیا
جب عورتون نے دیکھا کہا سبحان اللہ سب حال مین ہم تمہارے شریک حال ہین ایک یہ مقتضا
مروت ہے کہ تم جاتے ہو اور ہمکو چھوڑے جاتے ہو پھر سب نے رات کو لباس شاہی دور کیا اور کپڑے
فقیری بدل لیا پھر راتے ہی رات کو ساتھ لیکر چلا گیا بعد عرصے کے جو مین اوس مجلس مین گیا تو اجڑا ہوا
دیکھا کہ دن کو وہان ڈر معلوم ہوتا تھا پھر تائید الٰہی سے اتفاقاً مین بیت اللہ کو گیا دیکھا تو عبد الملک
وہان موجود ہے اور طواف کعبہ مین مصروف ہے مجھسے سلام علیک کی مین یہ حال اوسکا دیکھکر
بہت خوش ہوا اون سے کہا وہ عورتین کہان ہین کہا سب حاضر ہین پھر وہ سب آئین اور آئین بندگی
مین مستعد پائین مجھکو دیکھکر بہت خوش ہوئین اور کہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے دل کی مراد

پوری کی جو تمہاری زیارت نصیب ہوئی یا حضرت ہمسے گنہگاروں کو بھی اللہ تعالیٰ بخشیگا کہ جان و مال سب اوسکی محبت میں کھو دیا میں نے کہا بلاشک اللہ تعالیٰ اپنے تابعداروں کو بخشیگا بلکہ موافق حکم کریمہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ دو جنت عطا فرمائیگا یہ سنتے ہی جی جان سے کھو گئے جوش و خروش میں آکر ایک نعرہ مارکے جان بحق تسلیم کی عبدالملک یہ حال دیکھکر بہت غمگین ہوا کہ افسوس ایسے وقت میں مجھسے الگ ہوئے پھر بخوبی کفنا دفنا بعد اسکے وہ بھی رحلت کر گیا تو اوسکو بھی کفنا دیا لوگوں نے بہت افسوس کیا میں نے اوسکی قبر پر وعظ کہا اور لوگوں کو عذاب قبر سے ڈرایا اور جنت کے آرام کا مژدہ سنایا۔

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ دریا کے کنارے پر کھڑے تھے دیکھا کہ ایک بڑا بچھو دوڑتا ہوا دریا کے کنارے آیا اور ایک مینڈک دریا سے نکلکر فوراً اوسکو سوار کرکے پرلے کنارے لیچلا یہ عجیب معاملہ دیکھکر میں بھی اوس کنارے پر گیا پھر وہ جلدی سے اوترکر ایک درخت کے نیچے گیا وہاں سانپ ایک سوتے مسافر کی چھاتی پر بیٹھا تھا چاہتا تھا کہ اوسے کاٹے اوسنے جاتے ہی سانپ کے ڈنک مارا وہ مر گیا مسافر بچ گیا پھر جلدی سے بچھو اسی طرح اپنے مکان کو چلا گیا میں نے جانا یہ آدمی کوئی کامل ہے کہ عنایت الٰہی نے اسقدر اوسکی حفاظت فرمائی کہ ایک موذی کو دوسرے موذی سے دفع کرایا اور اوسکو بچایا اوسکی ملازمت حاصل کرنا چاہئے جب اوسکے نزدیک گیا چاہا کہ قدم لوں۔ اوسنے آنکھ کھولدی دیکھا تو کوئی شرابی سا ہے مجکو کمال تعجب ہوا کہ اللہ اللہ اوسکا یہ حال ہے اور عنایت خدا کا وہ حال ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ ذوالنون کیوں متحیر ہے یہ بھی ہمارا بندہ ہے اگرچہ گندہ پراگندہ ہے اگر ہم بھلوں کی حفاظت کریں تو بُروں کا حفاظت کرنیوالا کون ہے پس جو جناب باری میں زاری کرتا ہے خداتعالیٰ اوسکی دستگیری فرماتا ہے جیسا کہ جناب مولانا فرماتے ہیں

؎ گفت حق گر فاسق و اہل صنم ÷ چون مرا خواندی اجابت میکنم ÷

جیسا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ یعنے جو بعنوان گریہ و زاری گناہ سے بیزاری چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اوسکو قبول فرماتا ہے یہ سنتے ہی ذوالنون پر ایک حالت جذب و جنون کی طاری تھی کہ گھومتے تھے اور کہتے تھے افسوس اوپر حال اس غافل کے اور ہزار افسوس

کہ رحمتِ الٰہی اِس جوش و خروش سے اوسکے ہمدوش اور وہ بیہوش خوابِ خرگوش مین مدہوش ہو
جب شام ہوئی اور ہوائے سرد چلی اوس غفلت زدہ کے حق مین صبح ہوئی نیند سے چونکا اور ذو النون
کو بیٹھا دیکھا متحیر و نادم ہوکر کہا اے مقتدا اسوقت تم یہان کہان آئے فرمایا تو اپنا حال بیان کر کہا
میرا حال بخوبی آپ پر روشن ہے کیا تراجہ بیان پھر مین نے اوسکو وہ سانپ دکھایا دیکھتے ہی تھرا گیا
جب سب قصہ سنایا تو رونے اور چلانے اور سر مین خاک ڈالنے لگا چیخین مارتا کپڑے پھاڑتا جنگل کو
چلا گیا اور نفس کو بہت لعنت و ملامت کرتا تھا کہ جب بُرون کے حال پر اسقدر خدا کا کرم ہے تو
بھلون کے حال پر کسقدر عنایت ہوگی سہ دوستان را کجا کنی محروم * تو کہ با دشمنان نظر داری * پھر تائب ہوکر
تا مرگ عبادتِ الٰہی مین مصروف رہا اور مستجاب الدعوات ہوگیا جس بیمار پر دم کرتا اوسی دم اچھا ہوجاتا
اگرچہ مدت کا بیمار ہوتا -

حکایت نقل ہے کہ بصرہ مین ایک عورت بدنامی مین نامی شعوانہ نامی بہت مالدار بدا طوار نہایت
شکیلہ اور جمیلہ خوش آواز دلنواز آرائشِ بدن مین مصروف گانے بجانے مین مشہور و معروف دلشاد
فن دلبری مین اوستاد تھی جہان کہین تقریب شادی غمی کی ہوتی وہ ضرور پہونچتی اور سب جگہ
سے حصہ پاتی - ایک روز اتفاقاً کہین جاتی تھی اور لونڈیان باندیان بھی اوسکے ہمراہ تھین ایک
مقام پر وعظ ہوتا تھا بکمالِ تاثیر کلام حق سبکی چشم بچشم سے اشک جاری تھا تمام اہلِ مجلس پر
ایک حالت طاری تھی روتے چلاتے چیخین مارتے تھے یہ سنتے ہی آگ ہوگئی کہ یہان تقریب
غمی کی ہے اور مجکو خبر نہوئی یہ تو بڑا غضب ہوا جو میری آمدنی مین فتور پڑا جلدی ایک لونڈی
کو بھیجا کہ تو جاکر دیکھ کیا واردات ہے اوسنے جاکر دیکھا تو وعظ ہو رہا ہے اور شدت عذاب قبر اور
حشر کا بیان ہے گویا حشر برپا ہے کوئی ادھر گرا کوئی اودھر پڑا ہے بیخود دیکھے اس حالت کو لونڈی
پر بھی ایک حالت مدہوشی طاری ہوگئی اوسنے انتظار کرکے دوسری لونڈی بھیجی وہ بھی جاکر
اوسی حال مین شامل ہوگئی تنگ ہوکر تیسری بھیجی وہ بھی نہ آئی چوتھی بھیجی وہ بھی خبر کو گئی آپ بیخبر
ہوگئی سہ ہر کہ در کانِ نمک رفت نمک شد * تھوڑی دیر مین ایک لونڈی آئی کہا تقریب شادی

کچھ کمی نہین ہے مگر وعدہ ہوتا ہے اور ہر ایک عذاب خوف الٰہی سے بیہوش ہو رہا ہے کوئی روتا ہے کوئی چلاتا ہے
یہ سنکر مسکرائی اور آپ بھی بطور تماشا دیکھنے کو آئی ہوپنچتے ہی مقلب القلوب نے اوسکا قلب
پھیر دیا اور اپنے خوف سے اوسکا دل پھیر دیا کہتی تھی کہ ہاے افسوس ساری عمر میری گنہگاری مین
گذری اے اللہ کیونکر میری نجات ہوگی اور زار زار روتی اور آنسوون کا مینہ برساتی تھی عالم نے فرمایا
اللہ تعالیٰ کی ذات سے ناامید مت ہو کہ وہ بڑا کریم ہے تو سچے جی سے توبہ کر اور گڑگڑا وہ سب گناہ تیرے
پاک کردیگا اگرچہ تیرے گناہ مانند شعوانہ کے بیحد و بیشمار ہون پھر چیخ ماری کہ ہاے افسوس مین ایسی
جو برائی مین ضرب المثل ہون پھر سب کپڑے پھاڑ ڈالے اور سب مال کھڑے کھڑے لٹا دیا اور سب
لونڈیان آزاد کردین اور گوشۂ عافیت مین بیٹھ رہی پھر تا لب گور عبادت الٰہی مین مشغول رہی
اسی حالت مین جان بحق تسلیم کی اور عند اللہ و عند الناس مقبول ہوئی ف ۱

حکایت نقل ہے بشر حافی رحمہ اللہ کی وہ ہمیشہ نشہ مین سرشار اور شراب و کباب مین گرفتار
رہتے تھے حتے کہ بارہ شرابخانہ رات دن جاری تھے اتفاقاً ایک مرتبہ راہ مین ایک کاغذ بسم اللہ
لکھا ہوا زمین پر پڑا دیکھا جلدی سے بکمال تعظیم و تکریم اوسکو اوٹھا لیا چوما اور آنکھون سے لگایا
اور کہا یہ نام نامی اور اسم گرامی میرے مالک و محسن و کریم و رحیم کا ہے پھر مشک خالص سے معطر
کرکے اوسکو عمدہ کپڑے مین نہایت تکلف سے لپیٹ کر ایک جاے بلند محفوظ مین رکھدیا یہ کام اس
ناکام کا اللہ کریم کو پسند آگیا پھر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ جلد جاؤ اور بشر حافی کو مژدہ
سناؤ کہ تو نے ہمارے نام کی تعظیم کی اور گرد و غبار سے صاف کرکے عمدہ مقام پر رکھدیا ہمنے تجھکو
گرد و غبار گناہ سے پاک و صاف کرکے فرش سے عرش تک تیرا نام بلند کردیا پھر حسن بصری جلدی
سے بشر حافی کے پاس گئے وہ دیکھتے ہی تھرا گیا کہ خدا خیر کرے ایسے اولیاء اللہ کا یہان آنا گویا
قہر الٰہی کا نازل ہوتا ہے پھر آپنے بہت اخلاق فرمایا اور بکمال محبت سے انکو بلا کر وہ سب مژدہ
سنایا سنتے ہی زمین پر لوٹنے اور چیخین مارتے تھے اور نفس پر صد ہا لعنت اور ملامت کرتے تھے

ف ۱ [illegible]

کہ ہائے افسوس ہین تیرے دم ہین اگر اس دم تک گنہگاری جناب باری مین ہردم رہا اور اسقدر انعام
اور اکرام اوسکے سے مطلع تھا جو اس روسیاہ سراپا گناہ پر خدا نے فرمایا پھر زار زار روتے تھے اور
بار ندامت سے جان کھوتے تھے یہانتک کہ بیہوش ہو گئے جب کچھ افاقہ ہوا اوٹھکر چلے اور سب
سامان و اسباب گھر کے لٹانے لگے اور سب کپڑے پھاڑ کر پھینک دیے اور لباس فقیری پہن لیا
اور ننگے پاؤن ہو گئے کسینے کہا آپ ننگے پاؤن کیون پھرتے ہین کہا اللہ تعالی اونتیسوین پارہ سورہ
نوح مین فرماتا ہے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا یعنے زمین کو ہمنے بچھونا بنایا تمہاری آرام
کیواسطے پس اللہ تعالی کے بچھونے پر کیونکر جوتا رکھون پھر ہر شہر و دیار اور ہر کوچہ و بازار مین ننگے پاؤن
پھرتے تھے اور زندہ و مردہ اولیاء اللہ کی زیارت کرتے تھے حکم خدا سے جانورون نے گندگی کرنا کوچہ
و بازار مین چھوڑ دیا کہ مبادا پاؤن بشر حافی کا بھر جاے اور اسی سبب سے بشر حافی کہلاتے تھے کہ حافی
ننگے پاؤن والے کو کہتے ہین ورنہ پہلے اونکا نام صرف بشر تھا چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے کسی کوچہ مین
گندگی دیکھی کہا بشر حافی نے رحلت فرمائی۔ بعد اسکے دریافت کیا تو حقیقت مین اوسیوقت
انتقال فرمایا تھا اور توبہ کے چالیس حج کیے اور چالیس لڑائی کفار سے لڑے بعد انتقال کے کسینے خواب
مین دیکھا کہ ہمراہ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے سبز گھوڑے پر سوار ہوا پر اوڑتے ہین ف ا
حکایت نقل ہے کہ حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ دجلہ کے کنارہ وعظ فرماتے تھے اتفاقا
قافلہ عراق کا حج کو جاتا تھا اوس طرف سے گزرا ایک اونٹ والا حضرت کی خدمت مین آیا عرض کیا
مجکو کوئی ایسی بات بتلا دیجیے جو سفر حضر مین کام آوے فرمایا تین باتین یاد رکھ اللہ کے فضل سے
دارین مین آرام پاویگا ایک یہ کہ جو اپنے واسطے چاہے ہمراہی کیواسطے بھی چاہنا دوسری یہ کہ جو کچھ
نفس کو درکار ہو مالک ہی سے مانگنا تیسرے جو مالک سے ملے اوسپر راضی رہنا اور ناخوش نہ ہونا
پس وہ یہ تین باتین اپنے دامان جان مین گرہ باندھکر چلا گیا بعد مدت دراز کے اتفاقا پھر اوسکا اوس

راہ سے گزر ہوا حضرت نے دیکھا تو وہی اونٹ والا پانی پر چلا جاتا ہے آپنے بلایا کہ تو وہی اونٹ والا ہے
جو تین باتین مجھسے پوچھ گیا تھا کہا کہ ہان مین وہی ہون اور تم وہی عالم باعمل ہو کہ تمھاری بان کی تاثیر
اور کلام حق کی برکت سے مجھکو یہ رتبہ حاصل ہوا صرف دو ہی باتون پر عمل کیا فضل الہی سے پانی پر چلنے لگا
اور جو تیسری پر بھی عمل نصیب ہوتا تو خدا جانے کس درجہ بلند و بالا پر پہونچتا مگر اوسکی مجھ مین طاقت
نہ تھی لہذا مجبور ہوگیا **ف ا**

حکایت نقل ہے ایک پارسا کی کہ ایک مرتبہ آدھی رات کو قبرستان بصرہ مین گیا کیا دیکھتا ہون
کہ چار آدمی جنازہ لائے ہین مین نے خیال کیا کہ شاید یہ قزاق ہین لوٹ مار کر اسوقت گاڑنیکو
آئے ہین کہ کوئی خبر نہو مین نے پوچھا سچ بتاؤ اسکو کسنے مارا ہے کہا اپنی موت سے مر گیا ہم چارون
مزدور اسکی مان کے ساتھ آئے ہین پھر اوس عورت سے پوچھا کہ اسوقت گاڑنیکا کیا سبب ہے
بڑھیا نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے بڑا فاسق و بدکار شہرۂ آفاق تھا مرتے وقت تین باتین وصیت کین
اول یہ کہ میرے مرنیکے بعد گلے مین رسی ڈالکر چارون طرف مکان کے گھسیٹنا اور یہ آواز بلند کہنا
کہ جو کوئی اپنے حاکم حقیقی کے حکم سے پھریگا وہ ایسا ہی ذلیل ہوگا دوسرے آدھی رات کو دفنانا
کہ دن مین جو کوئی میرا جنازہ دیکھیگا لعنت و ملامت کریگا تیسرے اپنا ایک سفید بال جنازہ کے
ساتھ قبر مین رکھدینا کہ شاید اللہ تعالیٰ اوسکے سبب سے میری نجات کرے **بیت**
دلم میدہد وقت این امید را کہ حق شرم دارد ز موے سفید + پھر انتقال کیا بعد غم و الم کے
مین نے کفن دفن کا سامان کر کے چاہا کہ وصیت اول ادا کرون یکایک غیب سے آواز آئی کہ اے
بڑھیا اس کام سے باز آ ہمنے اوسکو بخشدیا پھر اوس پارسا نے اوسکی نماز پڑھکر بخوبی دفنا دیا
اور ایک سفید بال بڑھیا کا اوسکے ساتھ رکھدیا یکایک مردہ ہاتھ اوٹھا کر آنکھین کھولکر کہنے لگا
ای شیخ اللہ تعالیٰ بخشنا ہی ہے بھلا اور تجکو پھر آنکھین بند کرلین اور سب قبر درست کر کے چلے آئے **ف ۲**

[illegible]

باب ساتوان کرامت اولیاء اللہ مین

حکایت حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ مین ایک مرتبہ مسجد مین بیٹھا تھا دو جوان آئے اور سلام علیک کی پھر بعد نماز کے کہا اولیاء اللہ سے کرامت ہوتی ہے مین نے کہا ہان ہوتی ہے وہ خوش ہوکر چلے گئے دوسرے دن پھر آئے بعد سلام علیک اور نماز کے کہا کرامت اولیاء اللہ سے صادر ہوتی ہے یا نہین ناگاہ میری زبان سے بیساختہ نکلگیا کہ نہین ہوتی بولے سبحان اللہ کیا کہتے ہو کہ اللہ تعالی نے اولیاء اللہ کو وہ عظمت اور کرامت عطا کی ہے کہ اگر ان دیوارون کو کہین کہ سونے کی ہوجاؤ اور ستونون کو کہین کہ زبرجد کے بنجاؤ اور مٹی کو کہین کہ موتی مونگا ہوجاؤ اوسیوقت سب ہوجاوین ناگاہ اوسیوقت نظر اوٹھا کر دیکھا مین نے کہ دیوارین سونے کی اور ستون زبرجد کے اور مٹی زر و جواہر ہوگئی یہ دیکھکر مین اچنبے سے مسکرایا کہا کیون مسکراتے ہو ہمتو ایک بات کہی تھی پھر سب بدستور جیسے تھے ویسے ہی ہوگئے ف

حکایت نقل ہے ایک بزرگ ایک مرتبہ سفر مین قافلے سے جدا ہوکر راہ بھول گئے دو تین دن خوار و زار رہے لیکن راہ کا پتا نہ لگا تھک کر زندگی سے مایوس ہوکر ایک جگہ پر بیٹھ گئے ناگاہ دیکھا کہ ایک ٹیلے پر ایک مکان مختصر سا بنا ہے اور ایک آدمی وہان بیٹھا ہے اوسکو دیکھکر فی الجملہ اطمینان ہوا لیٹ بیٹھکر آرام لیا وقت شام کے کیا دیکھتا ہون کہ ایک جوان حسین عمدہ پوشاک سے آراستہ آیا اور زمین پر پیر مارا وہان ایک چشمہ شیرین پانی کا جاری ہوگیا وضو کر کے پانی پیا مین نے بھی اوس نعمت الہی کو غنیمت جانکر بعد وضو کے پانی پیا پانی پیتے ہی بھوک پیاس اور کلفت سفر کی سب دور ہوگئی سبحان اللہ پانی تھا یا معجون روحانی یا سامان شادمانی اور آب و تاب ایکائی کہ جی وجان تن بدن کو شاداب و سیراب کردیا پھر مین شکر خدا کا بجالایا اونکے ساتھ نماز ادا کی بعد نماز کے جب وہ چلے تو مین نے عرض کیا کہ مین راہ بھولگیا اور قافلہ مجھسے چھوٹ گیا کہا ہمارے پیچھے چلا آ چند قدم چلا تھا کہ مشعل کی روشنی معلوم ہوئی اور اونٹ والون کی آواز آئی فرمایا یہی تیرا قافلہ ہے مین نے کہا یا

ف [illegible]

پھر مین نے کمال ادب سے عرض کیا کہ آپ اپنے نام سے مجھکو مشرف فرمائیے فرمایا ہمارا نام علی زین العابدین ہے ف ۱

حکایت نقل ہے کہ محمد بن مالک رحمہ اللہ سے کہ مین ایک مرتبہ مکہ معظمہ سے بطحا کو جاتا تھا ناگاہ اوپر کو ایک آواز آئی مین نے دیکھا تو احمد بن خلق بن یحیی سونے کے تخت پر بیٹھے ہوا پر اوڑے جاتے ہین سلام علیک ہوئی مین نے کہا کہان جاتے ہو کہا ایک ولی کی ملاقات کو جاتا ہون مین نے عرض کیا اللہ تعالی نے تمکو بڑا رتبہ دیا ہے اونکو اپنے پاس کیون نہ بلا لیا فرمایا بزرگون کی خدمت مین جانا بلانے سے بہتر ہے ف ۲

حکایت نقل ہے ایک پارسا کی کہ ایک مرتبہ رات کو طواف بیت اللہ کرتا تھا صبح کے وقت ناگاہ ایک آدمی سر سے چادر اوڑھے ہوے چاہ زمزم پر آیا اور ڈول سے پانی نکالکر پیا اور ڈول رکھکر چلا گیا مین نے جلدی سے جاکر اوس ڈول مین سے پانی پیا پیتے ہی تمام جان و زبان شیرین ہوگئی سبحان اللہ وہ لذت تھی کہ دیکھی نہ سنی۔ بظاہر ایسی کیفیت تھی جیسے عمدہ ستوون مین نفیس قند ملا ہو دوسرے دن پھر اوسی طور سے آئے اور ڈول بھر کے پانی پی کے چلے پھر مین نے پیا تو دودھ شکر کا مزہ تھا پھر تو مین نے دوڑ کر اونکا پلہ پکڑکر عرض کیا کہ براے خدا مجھے اپنا نام بتائیے فرمایا مین سفیان ثوری ہون مگر کسی پہ یہ راز ظاہر نکرنا۔ ف ۳

حکایت نقل ہے سہیل عبد اللہ تستری سے کہ مین ایک مرتبہ حج کو جاتا تھا راہ مین بیمار ہوگیا قافلہ چلا گیا اتفاقاً قافلہ ابدالون کا اوس راہ سے گزرا اوسمین ایک ابدال بسبب آشنائی سابق مجھ اور ابدالون کے میرے پاس آئے بعد سلام علیک کے کہا یہان کیون پڑے ہو ہمارے ساتھ چلو مین نے کہا بیمار ہون خون ڈالتا ہون تمہارے ساتھ کیونکر چلون ایک نے کہا شاید تمہاری ماں کو تمہارے دیکھنے کا شوق ہے اچھے ہو کر چلے جانا پھر کہا یہان خبرگیران تمہارا کون ہے مین نے کہا ایک موذن ہے پھر مجھکو اوسکے سپرد کرکے کہا اسکو بہت آرام دینا ہماری امانت جاننا ایک نے مٹی بھر

ریتا او ٹھا کر اوسکے دامن میں ڈالدیا پھر سب چلے گئے موذن نے دیکھا تو چالیس دینار سرخ تھے تھوڑے دنوں کے بعد میں اللہ کے فضل سے اچھا ہو گیا موذن نے کہا کچھ امانت تمہاری میرے پاس بھی کچھ تمہاری دوا وغیرہ میں صرف ہوئی باقی موجود ہے کہو تو تمہارے واسطے سواری مول لیدیں میں نے کہا مجھکو حاجت نہیں سب بانٹ دو تھوڑی دور چلا تھا کہ کباب اور روٹی کو جی چاہا اور ایسا بیقرار ہوا کہ ایک قدم چلنا دشوار ہو گیا ناگاہ ایک آدمی نظر آیا اور گرم کباب روٹی اور سرد پانی لایا میں نے کہا کے شکر الٰہی ادا کیا پھر چلا شام ہو گئی بادل آیا اور پانی برسنا شروع ہوا ایک رات دن برابر پانی برسا اور بوند بند ہوئی اللہ تعالیٰ کے فضل سے سہیل کا ذرا دامن تر نہوا اور بخوبی اپنے مکان کو پہونچ گیا ف۱

حکایت ابراہیم بن شیبان بن ابراہیم ادہم رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں اتفاقاً ایک مرتبہ بارہ دن کا بھوکا پیاسا جنگل میں رہا مجکو اپنے حال پر بہت اچنبا آیا کہ باوصف اتنے دنوں بھوکے پیاسے رہنے کے قوت اور طاقت میری بفضلہ تعالیٰ ویسی ہی ہے ناگاہ ایک طرف سے ایک بزرگ پیر کٹے نے باواز بلند کہا اے ابراہیم کیوں اچنبا کرتے ہو میں نے سولہ دن سے نہ کھایا نہ پیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ اگر کہوں کہ یہ درخت سونیکا ہوجا اسیوقت ہوجاے ابراہیم کہتے ہیں میں نے دیکھا تو اوسیوقت خدا کی قدرت سے وہ درخت سونیکا ہو گیا ف۲

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے شراکت میں اونٹ کرایہ کیا ایک طرف آپنے اسباب رکھا اور دوسری طرف دوسرے شریک نے رکھا پھر حضرت بایزید سے کہا اتنے اسباب زیادہ رکھا اور حیوان بیزبان پر ناحق ظلم کیا بایزید نے فرمایا ایسی باتوں سے ناحق گنہگار نہو اسباب اگر دیکھ لو اگر زیادہ ہو کم کردو دیکھا تو بالکل اسباب معلوم نہوا متعجب ہو کر چلانے لگا بایزید کو کہا تم عجب طور کا آدمی ہو اگر بھید ظاہر کریں تو ملامت کرو اور چھپاویں تو رسوا کرو تمھی خدا تعالیٰ پناہ دے ف۳

[illegible]

حکایت نقل ہے سعد بن لیث سے کہ مین ایک مرتبہ حرم محترم مین بیٹھا تھا اور مقام ابراہیم پر کوئی آدمی دعا جناب باری سے مانگتا تھا کہ الٰہی مین کھانے پینے سے عاجز ہون اپنے کرم اور فضل سے جلد میری یہ حاجت رفع کر مین بھی اوسکے پیچھے کھڑا تھا ناگاہ ایک خوان آسمان سے اوترا اوسمین میوہ جات اور عمدہ پوشاک تھی مین نے کہا مین بھی اسمین شریک ہون کہا کیونکر مین نے کہا تمنے دعا کی مین نے آمین کہی بولے سبحان اللہ روزہ کوئی رکھے اور عید کوئی کرے خیر تو مستحق ہے ورنہ تو میری تمنا اور عطیہ الٰہی مین شریک نہوتا خیر تو بھی کھا مجھکو کھلانے مین کچھ عذر نہین مگر یہ انداز کچھ پسند نہین ہے پھر مین نے بسم اللہ کہکر اوسکے ساتھ کھانا شروع کیا اللہ اللہ حلوا سے بیدہ دیکھا یا شہد سراپا سود کہ جی جان کو شیرین کر دیا اور گٹھلی کا نام نتھا - دونون نے بخوبی سیر ہوکر کھایا اور خوان ویسا ہی بھرا رہا پھر وہ پوشاک بھی مجھکو دینے لگے - مین نے کہا اسکی مجھے حاجت نہین پھر وہ پوشاک پہنکر چلے گئے مین نے لوگون سے پوچھا یہ کون تھے - کہا حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ تھے پھر مین بہت پچھتایا کہ مین نے وہ پوشاک کیون نہ لیلی کہ موجب برکت کا ہوتا -

حکایت نقل ہے کہ حضرت اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ بڑے کامل اولیا تھے چنانچہ عالی درجہ اونکا حکم محکم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بخوبی روشن ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے ارشاد کیا کہ قرن مین ایک شخص اویس نام بڑا ایمان والا ہے مگر باعث خدمتگذاری اپنی ماں کے معذور ہے اور حسب اجازت ہمارے ہماری خدمت سے بظاہر معذور رہا اے عمر اور اے علی بعد ہماری وفات کے تم دونو بہار عرفات پر جا کر اوس سے ملاقات کرنا اور ہماری طرف سے سلام علیک کہنا اور ہمارے واسطے دعا کرانا یہ سنتے ہی دونون صاحب حیران ہوگئے عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ اس درجہ کا وہ عالی درجہ رکھتا ہے فرمایا کہ ہان اللہ تعالیٰ اوسکی دعا سے بقدر شمار بال بکریون بنی کلب کے میری امت کے لوگون کو بخشیگا ف ۱

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ اویس قرنی نے تین رات دن برابر کچھ کھایا نہ کچھ پیا جب بھوک کا نہایت غلبہ ہوا پہاڑ پر چلے گئے وہاں جاکر پتے کھانا شروع کیا ناگاہ دیکھیں تو زمین پر دینار سرخ پڑے ہیں کچھ خیال نہ کیا پھر دیکھا تو ایک بکری گرم روٹی لیکر آئی التفات نہ کیا کہ واللہ اعلم اسکی لیکر آئی ہے جب اوس بکری نے بزبان فصیح کہا کہ اے اویس یہ تیرا ہی رزق ہے رازق حقیقی نے بھیجا ہے تب منھ سے روٹی لیلی اور بکری کی طرف نگاہ نکی بلکہ بزبانِ حال یہ شعر وردِ زبان تھا ؏

از قناعت در دلِ من عالمیست	حاشاللہ طمع من از خلق نیست

باب آٹھوان جلد دعا قبول ہونے اولیاء اللہ مین

حکایت نقل ہے حضرت ابوبکر کتانی رحمۃ اللہ علیہ کی کہ وہ بڑے اولیاء کامل تھے ایک مرتبہ چادر اوڑھے ہوے نماز پڑھتے تھے اور بندگی خدا مین بیخود تھے چور اونکی چادر اوتار کر لیگیا اور بازار مین دلال کو بیچنے کو دیتا تھا کہ ناگاہ ہاتھ وہین خشک ہو گیا ہر چند ہلاتا تھا ہاتھ جنبش نکرتا تھا یہ حال اور زاری اوسکی دیکھکر سب بازاری جمع ہو گئے اور دست تاسف ملتے ہوے اوس سے پوچھنے لگے کہ اے پریشان حال تیرا کیا حال ہے یہ کچھ کیا وبال ہے لاچار ہو کر اوسنے سب حقیقت چوری کی بیان کی سب نے کہا ارے خدا اب تو اوس خدا والے کی خدمت مین جلد جا اور چادر لیجا اور اپنا قصور معاف کرا چور دوڑا گیا دیکھا تو حضرت بدستور عبادت مین مشغول ہین چپکے سے جیسے چادر اوتاری تھی ویسے ہی اوڑھا دی۔ اور ایک طرف مودب بیٹھ گیا۔ بعد فراغ نماز کے اونکے پیرون پر گر پڑا اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ یہ میرا قصور معاف کیجے فرمایا تونے کیا قصور کیا ہے جو معاف کراتا ہے تب اوسنے وہ واردات بیان کی فرمایا واللہ مجکو ہرگز معلوم نہین کہ کب تو نے چادر چرائی اور کب پھر اوڑھائی پھر دعا کی الٰہی اسنے چادر میری پھیر دی تو بھی اسکا ہاتھ پھیر دے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اوسیوقت ہاتھ اوسکا اچھا ہو گیا فقط

حکایت نقل ہے ایک عورت حضرت حبیب عجمی کی خدمت مین آئی عرض کیا یا حضرت میرا

ایک غلام بہت ہوشیار دیانت دارکارگزار بھاگ گیا ہے اس باعث سے مین سخت حیران اور پریشان
ہون آپ دعا کیجیے کہ وہ جلد آجاوے اللہ تعالیٰ نے اللہ والون کی زبان مین بہت تاثیر دی ہے
فرمایا کچھ تیرے پاس ہے اوس عورت نے کہا کہ ہان دو درہم ہین آپنے لیکر کچھ پڑھا اور وہ فقرا کو
تقسیم کر دیا ناگاہ وہ غلام سرگردان وحیران دو سیر گوشت ہاتھ مین لیے ہوے آیا سب نے متعجب ہو کر
پوچھا کہان سے آتا ہے بولا فارس سے چور مجھے پکڑ کر وہان لیگئے اور ہمیشہ اپنا کام خدمت لیتے رہے چنانچہ
آج اتفاقاً مجکو گوشت کو بھیجا گوشت لیچکا تھا کہ یکایک ہوا کا جھوکا آیا مجکو پہاسا اوڑا کے یہان لیآیا
حیران ہون اور خیال کرتا ہون کہ یہان سے فارس تک ہزارون کوس کا فاصلہ ہے مین کیونکر ایکدم مین آگیا
حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ بصرہ مین بباعث کمی بارش کے قحط پڑا سب شہر والے برابر تین دن
نماز استسقا کو باہر شہر کے گئے اور ہر طرح سے گریہ وزاری کی مگر ایک بوند نہ برسی ایک شخص ناقل
ہین کہ تیسری بار ایک آدمی اوسی صف سے اوٹھا او جناب الٰہی مین گڑگڑا کے دعا کرنے لگا کہ اے
خداوند بطفیل ان دونون چیزون سرکے پانی برسا اور اپنے بندون کو اس آفت قحط سے بچا کہ ناگاہ
بادل آیا اور خوب پانی برسا پھر مین نے حیرت مین آکر اوس آدمی سے پوچھا کہ وہ دو چیزین سر مین
کیا ہین جنکے طفیل سے تمنے پانی برسنے کی دعا کی اور فضل الٰہی سے دعا تمہاری قبول ہوئی اور فوراً
پانی برسا بولا وہ دو آنکھین ہین کہ اونسے بایزید بسطامی کو دیکھا یہ کچھ بڑی بات لائق کرامات نہین ہے
کہا ہے غافل جنہون نے اللہ والون کی آنکھین باعتقاد وارادت ولی کے دیکھی ہین وہ چیزین
دیکھتی ہین جو کوئی نہین دیکھتا اور وہ کسی حال مین خدا سے آس نہین توڑتے **ف**
حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ یعقوب رحمۃ اللہ بن لیث بیمار ہوے ہرچند معالجہ کیا کچھ افاقہ نہوا
جب قریب المرگ ہوے حکیمون نے جواب دیکر کہا اب وقت دوا نہین وقت دعا ہے جب سب
مایوس ہوگئے اور حضرت سہیل تستری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین گئے عرض کیا کہ دوا کیطرف سے
آس ٹوٹ گئی دعا کی اثر کی امید باقی ہے اگر حضرت قدم رنجہ فرماوین تو کمال بندہ نوازی ہے

کہ اللہ تعالی نے اللہ والون کی زبان کو بہت اثر دیا ہے ازانجا کہ دلجوئی خاصۂ خاصان الہ و خوبندگان خدا ہے
حضرت تشریف لائے اور اوسکے پریشان حال پر رحم فرمایا اور جناب الہی مین دعا کی کہ ای مالک میرے
اسکے گناہ کی سزا تو تو نے اسکو دکھا دی اب اس غلام کی طاعت کی عزت تو ذرا دکھا دے خدا کے حکم
سے وہ اوسیوقت اچھا ہوگیا اور ہر طرف سے خوشنودی اور مبارکبادی کا شور و غل مچا یعقوب نے
بیشمار زر و جواہر بطور نذر حضرت کے پیشکش کیا حضرت نے ہرگز التفات نکیا اور فرمایا اگر ہم یہ چیزین
قبول کرتے تو قابل قبول خدا نہ ہوتے پھر جلدی سے سوار ہوکر چلے گئے راہ مین ایک خادم نے عرض کیا
کہ حضرت نے کیون نہ قبول کیا صدہا فقرا کا بھلا ہوتا گو آپکے کام کا نہ تھا فرمایا اپنے پیر کے تلے دیکھ دیکھا
تو سارا جنگل سونے کا ہے ارشاد کیا جسکے مالک کے خزانہ مین اسقدر زر و جواہر ہون وہ
کیون یعقوب کا مال لیکر احسانمند ہووے فل

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ہرم بن حیان سفر مین راہ بھولکر پہاڑون مین جا پڑے
ہرچند راہ تلاش کرتے تھے کہین پتا نہ لگتا تھا جب سخت لاچار ہوے زندگی سے مایوس ہو گئے
چند روز تک دانہ پانی کی صورت نہ دیکھی تب کمال نالہ و زاری سے جناب باری مین دعا کی
کہ الہی مین نے جبسے ہدایت پائی ہمیشہ تیری حکم برداری کی اور کبھی نفس و شیطان کی پیروی
نکی ہرچند ان دشمنان جان و ایمان نے مجکو لذت دنیا کا مزا چکھانا چاہا مگر تیرے فضل سے مین نے
دھوکا نہ کھایا اگر یہ گزارش میری سچی ہے تو مجکو راہ بتا اور اس مصیبت سے چھڑا کہ تو سب چیز پر قادر ہے
پھر یکایک اللہ کی قدرت سے پہاڑ پھٹ گیا راستہ ہوگیا مین وہان سے نکل آیا پھر وہ پہاڑ بدستور مل گیا ف

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ بیبی ابن قلابہ کی کشتی مین سوار تھی اتفاقا کشتی ٹوٹ گئی ایک
تختے پر یہ اور ایک عورت دوسرے تختہ پر چلی موج دریا تختے کو اودھر سے ادھر اور ادھر سے
اودھر بہاتی تھی اوس حالت بیقراری مین دوسری عورت کو شدت سے پیاس لگی متحیر ہوکر کہا
اری بیبی ابن قلابہ واللہ مین پیاس سے جان بلب ہون کیا کرون پانی کیونکر پیون اوسنے

جناب باری میں گڑگڑا کر دعا کی کہ اے میرے مالک تیری لونڈی پیاسی مری جاتی ہے پانی پلوا دے
کیا دیکھتی ہوں کہ ناگاہ ایک صراحی جواہر کی بھری پانی سے لبریز چاندی کی زنجیر سے بندھی آسمان سے
معلق میرے پاس آئی میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا پھر اوپر چلی گئی جب میں نے اوپر نظر کی دیکھوں
تو ایک شخص ہوا میں معلق بیٹھا ہے اور زنجیر صراحی کی اوسکے ہاتھ میں ہے میں نے متعجب ہو کر کہا کہ
صاحب تم کون ہو جو اس عالی درجہ پر ہو کہا امت محمد صلعم سے ہوں میں نے پوچھا کیونکر یہ مرتبہ
تم نے پایا کہا خواہش جی کی چھوڑ دی اور چادر رضائے الہی کی اوڑھی بیٹھی ابن قلابہ نے جب
اوس طوفان سے نجات پائی تو پھر یہ قصہ بیان کیا ف

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی شہر میں بباعث امساک بارش قحط پڑا اہل شہر نماز استسقا
کو باہر شہر کے گئے بادل آیا آدمی دیکھکر بہت خوش ہوئے یکایک ایسی ہوا چلی کہ بادل کو ہوا سا
اوڑا لیگئی پھر تمام اہل شہر اوداس ہو گئے اونمیں سے ایک بڑھیا کسی گانوں کی تھی وہ بھی شکستہ دل
اپنے گھر کو واپس جاتی تھی راہ میں ایک شخص سر بندھے کو دیکھا بڑھیا نے اوسکو سلام کیا بعد جواب کے اوسنے بڑھیا کا نام
لیکر کہا تو کون نماز استسقا کی پڑھی بادل آیا اور پانی نہ برسا بڑھیا نے جانا یہ شخص کامل ہے جو میں دیکھے سنے
احوال مفصل بیان کر دئیے ہیں کہا اگر تم سو دو سو آدمیوں کو تمہاری خدمت میں لاؤں آپ پانی کی دعا کریں
کہ سب شہر والوں کی آس ٹوٹ گئی ہے کہا تو جلد جا تیرے گھر پانی میں تر نہو جاویں پھر اوسکے جاتی ہی
ایسی بارش شروع ہوئی کہ تمام ندی نالے بھر گئے ف ۲۰

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ نامی چور گرفتار ہو گیا حاکم وقت نے اوسکو سولی دیدی اتفاقاً
حضرت معروف کرخی اوس راہ سے گذرے چور کو سولی پر چڑھا زار دیکھکر بیتاب ہو گئے اوسکے
واسطے دعا کرنے لگے کہ الہی اسنے اپنے کیے کی سزا پائی اب تو اسکی خطا سے درگذر اور اوسکو مغفرت
وارین کر یکایک غیب سے تمام شہر میں آواز آئی کہ جو کوئی سولی والے چور کی نماز پڑھیگا وہ جنتی
ہوگا سنتے ہی تمام شہر جمع ہو گیا اور ہاتھوں ہاتھ اوس چور کو سولی سے اوتار کر بخوبی غسل دیکر

کفنا دفنا دیا چنانچہ کثرت اژدحام سے نماز جنازہ کے بعد نماز عصر کی ہوئی بعد اوسکے کسی نے خواب میں
دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور وہ مع سب نمازیون کے کمال زرق برق سے وہان موجود ہے
پوچھا یہ تونے دولت اور نعمت کیونکر پائی کہا حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت
مع سب نمازیون اپنے جنازہ کے مغفرت اور عزت پائی ف

حکایت سعید بن محمد رازی رحمہ اللہ سے نقل ہے کہ مین دو برس حاتم اصم کی رفاقت مین
رہا کبھی اونکو غصہ ہوتے نہین دیکھا مگر ایک مرتبہ بازار مین جاتے تھے کوئی شخص اونکے آشنا سے
اپنا قرض مانگتا تھا اور جھگڑا کرتا تھا حاتم نے کہا جھگڑا نکر اپنا قرض آسانی سے وصول کر ہر چند
اونہون نے سمجھایا اوسنے نہ مانا لاچار ہو کر غصہ سے چادر زمین پر ماری اوس سے بہت دینار سرخ
بکھر پڑے کہا بقدر اپنے قرض کے لے زیادہ ہر گز نہ لینا اوس حریص ناعاقبت اندیش نے بہت دینار
دیکھکر زیادہ لے لیے اوسیوقت ہاتھ اوسکا خشک ہو گیا ف

باب نوان نیک نیتی کے بیان مین

حکایت نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے کہ مین نے ایک مرتبہ خواب مین دیکھا کہ
شیطان علیہ اللعن بازار مین ننگا پھرتا ہے مین نے کہا اسے بیحیا حقیقت مین بیحیائی تجھپر ختم ہے
کہ بازار مین تو ہزارون آدمیون کے آگے ننگا پھرتا ہے کچھ حیا ہے نہ کچھ شرم کہا اے حضرت آدمیون سے
بلاشک حیا کرتا ہون مگر بازاری کہ محض نادان اور قسم حیوان سے ہین اونسے البتہ شرم نہین کرتا
ایک اشارہ مین اونکو جو ناچ کہیے نچاؤن اور جو کھیل کہیے کھلاؤن اور مثل لوٹن کبوتر کے
لٹاؤن بلکہ مجکو آپکے اچھنبے پر بہت اچنبا آتا کہ آپ انکو آدمی جانتے ہین حضرت نے کہا آدمی کہان ہین
اور کیسے ہوتے ہین کہا آدمی ایسے ہوتے ہین جیسے مسجد شونیزیہ مین تین آدمی عبادت الٰہی مین غرق ہین جنکو مارے میری کمر
جھک گئی اور بہت تھک گئی کہ مین ہزار طرح سے اونکو ابھارتا ہون اور صد ہا طور کے شوشے
چھوڑتا ہون اور وہ نظر اوٹھا کر بھی نہین دیکھتے کہ کون کتا بھونکتا ہے مین ناگاہ خواب سے چونکا

جناب باری مین گڑگڑا کر دعا کی کہ اے میرے مالک تیری لونڈی پیاسی مری جاتی ہے پانی پلوا دے کیا دیکھتی ہون کہ ناگاہ ایک صراحی جواہر کی بھری پانی سے لبریز چاندی کی زنجیر سے بندھی آسمان سے معاً میرے پاس آ گئی مین نے خوب سیر ہو کر پانی پیا پھر اوپر چلی گئی جب مین نے اوپر نظر کی دیکھتی ہون تو ایک شخص ہوا مین معلق بیٹھا ہے اور زنجیر صراحی کی اوسکے ہاتھ مین ہے مین نے متعجب ہو کر کہا اے صاحب تم کون ہو جو اس عالی درجہ پر ہو کہا امت محمد صلعم سے ہون مین نے پوچھا کیونکر یہ مرتبہ بلند تمنے پایا کہا خواہش جی کی چھوڑ دی اور چادر رضاے الٰہی کی اوڑھی بیٹی ابن قلابہ نے سبب اوس طوفان سے نجات پائی تو پھر یہ قصہ بیان کیا ف ۱

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی شہر مین بباعث امساک بارش قحط پڑا اہل شہر نماز استسقا کو باہر شہر کے گئے بادل آیا آدمی دیکھکر بہت خوش ہوے یکایک ایسی ہوا چلی کہ بادل کو ہوا اسما اوڑا لیگئی پھر تمام اہل شہر اداس ہو گئے اوسی سے ایک بڑھیا کسی گانون کی تھی وہ بھی شکستہ دل اپنے گھر کو واپس جاتی تھی راہ مین ایک شخص سر بندھے کو دیکھا بڑھیا نے اوسکو سلام کیا بعد جواب کے اوسنے بڑھیا کا نام لیکر کہا لوگون نے نماز استسقا کی پھر بھی بادل آیا اور پانی نہ برسا بڑھیا نے جانا یہ شخص کامل ہے جو بن دیکھے احوال مفصل بیان کرتے ہین کہا اگر تم کہو تو مین سب آدمیون کو تمہاری خدمت مین لاؤن آپ پانی کی دعا کرین کہ سب شہر والون کی آس ٹوٹ گئی ہو کہا تو جلد جا کہ تیرے کپڑے پانی مین تر نہو جاوین پھر اوسکے جاتے ہی ایسی بارش شروع ہوئی کہ تمام ندی نالے بھر گئے ف ۲۹

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک چور گرفتار ہو گیا حاکم وقت نے اوسکو سولی دیدی اتفاقاً حضرت معروف کرخی اوس راہ سے گزرے چور کو سولی پر خوار و زار دیکھکر بیتاب ہو گئے اوسکے واسطے دعا کرنے لگے کہ الٰہی اسنے اپنے کیے کی سزا پائی اب تو اسکی خطا سے درگزر اور اوسکو مغفرت دارین کر یکایک غیب سے تمام شہر مین آواز آئی کہ جو کوئی سولی والے چور کی نماز پڑھیگا وہ جنتی ہوگا سنتے ہی تمام شہر جمع ہو گیا اور سب ہاتھون ہاتھ اوس چور کو سولی سے اوتار کر بخوبی غسل دیکر

کفنا دفنا دیا چنانچہ کثرت اژدحام سے نماز جنازہ کے بعد نماز عصر کی ہوئی بعد اوسکے کسینے خواب میں
دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور وہ چور مع سب نمازیون کے کمال زرق برق سے وہان موجود ہے
پوچھا یہ تو نے دولت اور نعمت کیونکر پائی کہا حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی بدولت
مع سب نمازیون اپنے جنازہ کے مغفرت اور عزت پائی ف

حکایت سعید بن محمد رازی رحمہ اللہ سے نقل ہے کہ مین دو برس حاتم اصم کی رفاقت مین
رہا کبھی اونکو غصہ ہوتے نہین دیکھا مگر ایک مرتبہ بازار مین جاتے تھے کوئی شخص اونکے آشنا سے
اپنا قرض مانگتا تھا اور جھگڑا کرتا تھا حاتم نے کہا جھگڑا نکر اپنا قرض آسانی سے وصول کر ہر چند
اونھون نے سمجھایا اوسنے نمانا لاچار ہو کر غصہ سے چادر زمین پر ماری اوس سے بہت دینار سرخ
بکھر پڑے کہا بقدر اپنے قرض کے لینا زیادہ ہرگز نہ لینا اوس حریص نا عاقبت اندیش نے بہت دینار
دیکھکر زیادہ لے لیے اوسیوقت ہاتھ اوسکا خشک ہو گیا ف

باب نوان نیک نیتی اور بد نیتی کے بیان مین

حکایت نقل ہے حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ سے کہ مین نے ایک مرتبہ خواب مین دیکھا کہ
شیطان علیہ اللعن بازار مین ننگا پھرتا ہے مین نے کہا اسے بیحیا حقیقت مین بیحیائی تجھپر ختم ہے
کہ بازار مین تو ہزارون آدمیون کے آگے ننگا پھرتا ہے نہ کچھ حیا ہے نہ کچھ شرم کہا اے حضرت آدمیون سے
بلاشک حیا کرتا ہون مگر بازاری کہ محض نادان اور قسم حیوان سے ہین اونسے البتہ شرم نہین کرتا
ایک اشارہ مین انکو جو ناچ کہیے نچاؤن اور جو کھیل کہیے کھلاؤن اور مثل لوٹن کبوتر کے
لٹاؤن بلکہ مجکو آپکے اچنبھے پر بہت اچنبا آیا کہ آپ انکو آدمی جانتے ہین حضرت نے کہا آدمی کہان ہین
اور کیسے ہوتے ہین کہا آدمی ایسے ہوتے ہین جیسے مسجد شونیزیہ مین تین آدمی عبادت الٰہی مین غرق ہین جنکی مار سے میری کمر
جھک گئی اور بہت تھک گئی کہ مین ہزار طرح سے اونکو ورغلاتا ہون اور صدہا طور کے شوشے
چھوڑتا ہون اور وہ نظر اوٹھا کر بھی نہین دیکھتے کہ کون کتا جھکتا ہے مین ناگاہ خواب سے چونکا

آدھی رات کو مسجد شونیزیہ مین پہونچا دیکھون تو تین آدمی خودی سے گزر رہے ہین اور جوش فرط
محبت خدا مین دریا سے ادبل رہے ہین سر جھکائے یاد الٰہی مین مدہوش ہین اور دنیا و ما فیہا سے
بیہوش میری پیر کی آہٹ پاکر ایک صاحب نے سر اوٹھا کر کہا ای جنید تو سب باتین اوس ملعون کی سچی نجانا ف[1]

حکایت نقل ہے کہ بایزید بسطامی رحمہ اللہ ہمیشہ اذان اور تکبیر کہتے تھے۔ ایک مرتبہ ظہر کی اذان
کہکر تکبیر کہنے کو تھے کہ ایک شخص جماعت مین مسافر سے معلوم ہوے اونکے پاس جاکر چپکے سے کہا
کہ مسافر کو بلا ضرورت شرعی شہر مین تیمم کرنا درست نہین ہے اوسنے اوسوقت صف ہی الگ ہوکر
وضو کرکے نماز ادا کی کسی نے کہا کہ شیخ بایزید نے تمسے کیا کہا بولے مین نے صبح کی نماز باہر شہر کے
بھولکر تیمم سے پڑھی تھی شیخ نے یاد دلا دیا مین نے وضو کرکے ادا کر لی ف[2]

حکایت نقل ہے عمرو بن مالک سے کہ ایک مرتبہ اتفاقاً مجھپر تین سو درہم قرض ہوگئے اور کوئی صورت
ادا کی نظر نہ آئی قرضخواہون نے مجھکو آگھیرا اور تنگ کرنا شروع کیا۔ مجبور ہوکر حضرت ابو الحسن نوری
کی خدمت مین گیا مکان پر نہ پایا جنگل مین پتا لگا دیکھون تو درخت کے نیچے لیٹے ہوے ہین مجھے
دیکھتے ہی ناخوش ہوکر فرمایا اے شخص رازق حقیقی موجود ہے صبر کر مجکو ناحق تنگ نہ کر پھر ایک
مٹھی کنکریان میری طرف پھینک دین اور کہا جا قرض ادا کر اور پھر آنیکا قصد نہ کر دیکھا تو پورے
تین سو درہم تھے پھر مین جلد گیا اور سب قرضہ ادا کر دیا بعد اوسکے حضرت سمنون المجنون کو خواب
مین دیکھا فرمایا تو نے کیون ایسے اولیاے کامل کو تکلیف دی پھر مین نے خواب سے چونک کے
توبہ کی کہ اب کسی امر کی حضرت ابو الحسن نوری رحمہ اللہ کو تکلیف نہ دونگا۔

[illegible]

ف[1] [illegible]

حکایت نقل ہے انبازی سے کہ مین ایک مرتبہ چادر رنگین اوڑھکر حضرت شیخ شبلی کی خدمت مین گیا دیکھا کہ وہ عمدہ قیمتی ٹوپی پہنے ہوے بیٹھے ہین مین نے اپنے دل مین کہا کہ یہ ٹوپی تو میری لباس کے لائق ہے اگر شیخ مجکو عنایت کرین تو عین عنایت ہے پھر میری چادر اور اپنی ٹوپی دونونکو آگ مین جلاکر فرمایا سواے شوق دیدار لقاے پروردگار کے کوئی آرزو جی مین رکھنے کے لائق نہین ہے ف ۱

حکایت نقل ہے عبد اللہ بن تستری رحمہ اللہ سے کہ مین نے دو برس علم ادب اور علم دین حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے پڑھا پھر وہ اپنے مکان کو تشریف لیگئے وہان مدت تک رہے کہتے ہین کہ عبد اللہ کبھی پالتی مار کر اور تکیہ لگاکر نہ بیٹھتے اور فتوی نہ دیتے۔ ایک مرتبہ کسی نے دیکھا کہ پالتی مارے تکیہ لگاے بیٹھے ہین۔ کہا آپ کو اس طرح کبھی بیٹھے نہین دیکھا آج کیا سبب ہے۔ فرمایا زندگی مرشد مین اس طور سے بیٹھنا بے ادبی تھی مگر اونہون نے ابھی انتقال فرمایا اب کچھ مضائقہ نہین پھر اوس شخص نے وہ دن اور تاریخ لکھ رکھی دریافت کیا تو واقعی ذو النون مصری رحمہ اللہ نے اوسی دن اوسی تاریخ رحلت فرمائی تھی ف ۲

حکایت نقل ہے ابراہیم رحمہ اللہ خواص سے کہ بارہ برس تک اونکے جی نے دودھ چپاتی کی خواہش کی اور نہ کھائی۔ ایک دن کسی مریض کو پوچھنے گئے اوس سے کہا کسی چیز کو تمہارا جی چاہتا ہے بولا سبحان اللہ بارہ برس سے تو آپ کو اپنے جی کی آرزو حاصل نہین دوسرے کی آرزو کیونکر پوری کروگے ابراہیم متحیر ہوکر کہنے لگے سچ ہے اللہ والون کو سواے اللہ کے کوئی نہین جانتا ف ۳

حکایت نقل ہے کہ ایک شخص نے دو درہم کو جوتہ مول لیا۔ پہنکر حضرت شبلی کی خدمت مین گیا۔ کہا محبت الہی کیا چیز ہے اور کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ فرمایا جو شخص دو درہم کا جوتہ پہنتا ہے اور خواہش نفسانی پر پھر رہا ہے اور لذت خودی مین بیخود ہو رہا ہے اوسکو خدا اور محبت خدا سے کیا سروکار ہے ف ۴

باب دسوان توکل اور ڈرنے خدا اور نہ ڈرنے بغیر خدا مین

حکایت نقل ہے حامد اسود رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مین ایک مرتبہ خواص رحمۃ اللہ کے ہمراہ سفر مین تھا۔ اتفاقاً ہم سانپون کے جنگل مین پہونچے۔ مین نے کہا یہان سے جلد نکل چلو ایسا نہو کہ رات ہو جاوے اور ہم سانپون مین گھر جائین پھر اونسے جان بچانی دشوار ہوگی۔ لیس ابراہیم نے یہ سنتے ہی وہین بستر کر دیا۔ مین بھی مجبور ہو کر پڑ رہا۔ رات کو چارون طرف سے سانپون نے گھیر لیا۔ مین ڈر کر چیخنے لگا سانپ سانپ ابراہیم نے کہا چپ رہو اور یاد خدا مین مشغول رہو لیس مین نے ذکر اللہ کا شروع کیا سانپون نے بھاگنا شروع کیا۔ پھر غفلت نیند سے مین ذرا غافل ہو گیا پھر ایک سانپون نے آگھیرا۔ ڈر کر چلایا کہ بھاگو۔ ابراہیم نے جھڑک کر کہا ذکر اللہ کیون نہین کرتا۔ غرض اسی دکدا شکی سے وہ تمام رات گذری۔ شیخ بعد نماز صبح اور وظیفہ معمولی کے چلے دیکھون تو اوسی مقام پر جہان جا نماز شیخ کی بچھی تھی ایک بڑا کالا سانپ ہے۔ مین نے متعجب ہو کر شیخ سے پوچھا فرمایا کیا تعجب کرتا ہے لیکن کی بو باس ابھی تجھ مین باقی ہے رات کو جو فضل الٰہی سے باوصف اور ہجوم سانپون کے محفوظ رہے وہ اچنبا نہ تھا ف ١

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیبان راعی باہم سفر کرتے تھے جب جنگل مین پہونچے ناگاہ دیکھا کہ ایک شیر ڈکارتا ہوا آیا۔ سفیان نے ڈر کر کہا کہ ہم خالی ہاتھ ہین کیونکر اوسکے حملہ سے نجات پاوینگے۔ شیبان راعی نے کہا اے امام وقت کچھ خطرہ نکرو کیا اوسکا خالق سوا خدا کے کوئی اور ہے۔ پھر شیبان نے پاس جا کر اوسکا کان پکڑ لیا اور جھکارا اور وہ عاجزی سے دُم ہلانے لگا۔ سفیان نے یہ معاملہ دیکھکر کہا یہ بات تو قابل شہرت ہے۔ شیبان نے کہا ہرگز شہرت نکرنا ہم سب سامان اسپر لادکر اسکو مکہ معظمہ تک لیچلین گے ف ٢

ف

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی شہر کے بازار میں آگ لگی اور سب مال و اسباب لونڈی غلام جو اوس میں تھے جل گئے مگر دو غلام رومی جو نہایت حسین بڑی قیمتی تھے اتفاقاً قدرت خدا سے بچ گئے قریب تھا کہ جل جاوین دلال وسط بازار میں کہتے تھے اور کہتے تھے جو کوئی انکو سلامت نکالدے ہزار دینار سرخ مجھ سے لے ناگاہ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ اوس طرف سے گذرے اون دونون غلامون کو جلتی آگ میں گرا دیکھکر جی میں کہا اگر مین جلجاؤن بلا سے مگر یہ دونون اس بلا سے نجات پاوین چنانچہ بسم اللہ کہکر جلتی آگ میں کود پڑے اور دونو کو صاف نکال لائے سبکو اچنبا ہوا سارے شہر میں شہرہ ہوا پھر دلال آپکے قدم چومنے لگے اور درہم اور دینار نذر گذراننے لگے حضرت نے فرمایا مین نے دینار کے لالچ سے یہ کام نہین کیا بلکہ خدا کی مرضی چاہنی کو کیا۔ اگر دینار کے لالچ کیواسطے کرتا تو خود نہ بچتا اور ونکی طرح مین بھی جلجاتا ق ا

حکایت نقل ہے کہ ایک حجرہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کا بصرہ کی بازار کے چوراہے پر تھا کبھی کبھی کسی مصلحت اور حکمت کے واسطے وہان بھی آ بیٹھتے تھے۔ ایک مرتبہ پوستین چھوڑکر وضو کو چلے گئے ناگاہ حضرت حسن بصری پوستین پڑا دیکھکر کھڑے ہو گئے کہا حبیب عجمی کو بعض وقت کچھ خیال نہین ہوتا پوستین چوراہے مین ڈالکر چلے گئے یہ خیال نہ کیا کہ کوئی لیجاتا اچانک وہ بھی آگئے سلام علیک ہوئی۔ کہا ای امام وقت تم کہان کہا تمہاری پوستین اور حجرے کی نگہبانی کرتا تھا تمنے بہت اچنبا کیا کہ چوراہے مین سب سامان کسکو بھروسے پر چھوڑکر چلے گئے کہا اوسکے بھروسہ پر جسنے تمکو نگہبانی کیواسطے بھیجدیا ق ۲

حکایت نقل ہے کہ عامر بن اسود سے کہ جو لطف نماز میں عامر رحمہ اللہ کو حاصل تھا ایسا کسیکو دیکھا نہ سنا بارہا شیطان علیہ اللعن بصورت بڑے کالے سانپ کے مسجد میں آیا اور سب نمازی ڈرکر بھاگ گئے لیکن یہ اور عامر نماز میں ویسے ہی مشغول رہا اور جنبش بھی نکی

پھر وہ خبیث عاجز ہوکر جھک مارکر ادنکے کرتے ہین کھسکے گریبان سے سر نکالتا اور اونکو ڈراتا تب بھی
آپ خبر نہوتے کہ کیا ہے اور کون جھک مارتا ہے آپ بدستور ویسے ہی عبادت الٰہی مین مشغول رہے آخر کو وہ
ملعون لاچار ہوکر چلا جاتا کسینے کہا یا حضرت آپ اس کالے سانپ سے نہین ڈرتے فرمایا ہم سواے خدا کے
کسی سے نہین ڈرتے ہین ف۱

حکایت نقل ہے کہ جب امیر معاویہ سردار ہوے تو عامر بن قیس پہاڑون پر چلے گئے اور وہان
بیٹھکر کلام اللہ پڑھنے لگے ناگاہ شام ہوگئی۔ ایک نصرانی عابد وہان آیا کہا تو کون ہے کہا مسافر ہون
کہا آج رات کو میری پاس رہو ورنہ تم جیتے نہ بچوگے کہ جنگل سانپون کا ہے تمکو پھاڑ کھاوینگے کہا خلاف مذہب
کے پاس میرا گذر نہوگا وہ مجبور ہوکر چلا گیا آدھی رات ڈھلے عابد نے چھت پر سے دیکھا کہ حضرت عامر
عبادت الٰہی مین مصروف ہین اور ایک شیر اونکے گرد پہرہ دینے والی کی طرح ٹہلتا ہے جب نماز سے فارغ
ہوے شیر سے کہا مجکو کچھ کہنا ہو تو کہہ ورنہ رخصت ہو ناحق خلل انداز نہو پھر وہ عاجزی کرتا دم ہلاتا چلا گیا
نصرانی عابد یہ حال دیکھکر حیران رہگیا اور بے اختیار آکر عامر کے قدم چومنے لگا اور بکمال ادب سے عرض کیا
کہ آپ کون ہین اور کیا مذہب رکھتے ہین کہا مین ایک غریب مسلمان ہون کہ قابل رہنے شہر کے نہ تھا
اسواسطے نکل آیا اوسنے کہا اللہ اکبر جب غریب گنہگار اس مذہب کے ایسے صاحب کرامت ہین تو
واللہ اعلم نیک کیسے ہونگے پس اوسیوقت مسلمان ہوگیا ف۲

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے شہید
کرنیکا قصد کیا آپ یہ خبر سنکر حبیب عجمی رحمہ اللہ کے پاس چلے گئے اور یہ قصہ بیان کیا اونہون نے
کہا آپ اس عبادت خانہ مین جاچھپے خدا کے حکم سے محفوظ رہوگے تب وہان جاکر عبادت الٰہی
مین مصروف ہوے۔ کسی مخبر بد اطوار نے مخبری کی کہ حسن بصری فلانی جگہ ہین اوس خونخوار

ف۱ [illegible]

ف۲ [illegible]

دل آزار نے بیس سپاہی بھیجے کہ جا کر جلد حسن بصری کو پکڑ لاؤ سپاہیوں نے آکر حبیب عجمی سے پوچھا کہ حسن بصری کہاں ہیں کہا عبادتخانہ میں ہیں سپاہی گئے قدرت خدا سے حسن بصری رحمہ اللہ اونکو نظر نہ آئے پھر نکل آئے اور کہا اے بڈھا عابد زاہد ہو کر جھوٹ بولتا ہے۔ کہا میں تو جھوٹا نہیں ہوں بلکہ اللہ تعالی نے تمکو اندھا کر دیا پھر گئے پھر نظر نہ آئے تب سب جھک مار کر چلے گئے جب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے باہر آکر کہا تم نے مجکو کیوں میرے قاتلوں کو بتا دیا کہا شیخ نے بتا دیا ورنہ ہم تم دونوں مارے جاتے ف۱

حکایت نقل ہے طاؤس یمانی رحمہ اللہ سے کہ میں ایک مرتبہ حرم محترم میں حاضر تھا ناگاہ ایک اعرابی اونٹ پر سوار آیا پھر اونٹ بٹھا کر ہاتھ پیر باندھکر کہا ای خدا یہ اونٹ مع سامان تیری سپرد ہے میں تیری حضوری میں اور جی جان سے تیرے گھر میں حاضر ہوتا ہوں جب حرم محترم میں نماز ادا کر کے باہر آیا اونٹ نہ پایا معلوم ہوا کہ چور چرا لیگیا تب جناب باری میں عرض کیا کہ خداوندا تیرا اونٹ چوری گیا ہے میرا نہیں گیا کیونکہ میں تیرے سپرد کر گیا تھا میں جسکی نگہبانی میں سے گیا ہو وہ ڈھونڈے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی پہاڑ ابی قبیس سے اوترتا ہے بائیں طرف ہاتھ میں اونٹ کی نکیل ہے اور سیدھا ہاتھ کٹا ہوا گلے میں پڑا ہے اعرابی سے آکر کہا کہ اپنا اونٹ مع اسباب کے لیے اعرابی نے متحیر ہو کر اوسکا یہ حال دیکھکر کہا یہ کیا واردات ہے کہا جسوقت میں اونٹ چرا کر اس پہاڑ پہ چڑھا ایک سوار ہوا کی طرح گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور میرا ہاتھ کاٹکر گلے میں ڈالکے کہا جلد اونٹ مع سامان اوسکے مالک صاحب ایمان کو پہونچا یہ کہکر وہ سوار پھر ہوا ہو گیا۔ ف۲

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بقصد لڑائی لشکر آراستہ فرماتے تھے ناگاہ دو آدمی ایک شکل کے نظر آئے کہ سر مو اونکی کسی بات میں فرق نتھا آپ دیکھکر بہت متعجب ہوئے فرمایا کیا تم دونوں توام ہو یعنے ایک ساتھ پیدا ہوئے ہو ایک نے عرض کیا یا امیر المومنین میں باپ

اور یہ بیٹا ہے اور اسکا قصہ عجیب ہے کہ ایک مرتبہ مین ہمراہ رکاب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کے جہاد کو گیا تھا اور اسکو پیٹ مین چھوڑ گیا تھا فضل الٰہی سے تھوڑی سی مدت کے بعد فتحیاب ہو کر آیا
معلوم ہوا کہ اسکی مان نے انتقال کیا رات کو کیا دیکھتا ہون کہ ناگاہ ایک نور اوسکی قبر سے نکلا اور
آسمان کو چلا گیا مجکو کمال تعجب ہوا مجاورون اور پاس والون سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے
اونھون نے کہا جس روز سے اوسنے انتقال کیا ہے ہم ہر شب یہی معاملہ دیکھتے ہین پھر مین نے جاکر
وہ قبر کھولی دیکھون تو ایک لڑکا دودھ پیتا ہوا چلاتا ہے اور وہ عورت مردہ ہے پس مین نے
لڑکے کو اوٹھا لیا ناگاہ غیب سے آواز آئی کہ تو نے اپنی امانت پائی اگر اسکی مان کو بھی امانت
چھوڑتا اور ہمارے سپرد کرتا تو اسکو بھی زندہ پاتا چنانچہ یہ وہی بندہ زادہ ہے جو اسوقت
خدمت والا مین حاضر ہے ف ا

حکایت نقل ہے ابو مطیع رحمہ اللہ سے کہ مین نے ایک مرتبہ حاتم اصم رحمہ اللہ سے کہا یہ بات
مشہور ہے کہ آپ بدون زاد راہ اور راحلہ کے ہمیشہ سفر کرتے ہین اور کچھ تکلیف نہین پاتے مجکو بھی
وہ بات بتلایئے کہ مین بھی اوسپر عمل کرون اور اس فکر سے بیفکر ہو جاون کہا حقیقت مین
فضل الٰہی سے میرا یہی حال ہے چار باتون پر میرا عمل ہے۔ اول یہ کہ خوب جانتا ہون کہ مالک
سارے جہان کا اللہ ہی ہے۔ دوسرے یہ کہ سارا جہان اللہ ہی کے علم مین ہے تیسرے یہ کہ سبکا
رزاق وہی ہے اور ہر جگہ رزق پہونچاتا ہے چوتھے یہ کہ جہان مین ہونگا خدا کے حکم سے باہر نہونگا
اس سبب سے بے پروا جہان میرا جی چاہتا ہے وہان پھرتا ہون اور کسی قسم کا دکھ اور مصیبت
نہین پاتا ہون پھر ابو مطیع نے کہا یہ وہ زاد اور راحلہ ہے کہ جس سے دونون جہان کا سفر کمال
آسانی اور راحت جانی سے طے ہوتا ہے۔

باب گیارھوان سخاوت اور خیرات اہل اللہ مین

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس سے پوچھا کہ تو کس قسم کے آدمی سے

اگر یہ کہتا کہ اے خدا یہ حمل اور حاملہ تیرے سپرد ہین تو دونون کو بچاتا ۱۲

بہت محبت رکھتا ہے کہا اونسے جو صرف نام کے مسلمان ہین اور اللہ تعالی کے نام پر کوڑی خرچ
نہین کرتے ہین۔ اسواسطے کہ بخیل کی بندگی قبول نہین اگرچہ کیسی ہی بندگی کرے
بخیل ار بود زاہد بحر و بر بہشتی نباشد بحکم خبر۔ فرمایا تو عداوت کس قسم کے لوگونسی رکھتا ہے
کہا جو جان و مال سے اللہ پر نثار ہین اور نام و نشان ظاہری سے بیزار ہین اسواسطے کہ سخی کی
عبادت قبول ہے اگرچہ تھوڑی اور ناقص ہو۔ ف ۱

حکایت نقل ہے کہ اتفاقاً ایک شخص بہت قرضدار ہوگئے ہرچند اوسکی فکر کی لیکن ادا نہوسکا
قرضخواہ اوسکی آبرو کے خواہان ہوے جب جان سے عاجز آیا اور کہین ٹھکانہ نہ لگا لاچار ہوکر
ایک دوست کے پاس گیا وہ محبت اور رخسار اور تواضع سے پیش آیا اور حال پوچھنے لگا کہ ان دنون
کیسی گزرتی ہے کہا کیا کہون بہرحال شکر ہے مگر آج کل چار سو درہم قرضہ کی بہت فکر ہے کہ قرضخواہ
رات دن چین نہین لینے دیتے جان سے عاجز ہوکر تمہین دوست جانکے آیا ہون کہ خانہ دوستان بروب
و در دشمنان مکوب مثل مشہور ہے وہ سنتے ہی عرق ندامت مین غرق ہوگیا جی جان سے کھر گیا نفرت
کہا کے اندر اوٹھ گیا جلدی سے چار سو درہم لے آیا کہا جلد جایئے اور قرضخواہون سے اپنا پیچھا چھڑایئے
پھر گھر مین جاکر زار زار رونے لگا اوسکی عورت نے کہا خیر ہے کیون روتے ہو جا ہے شکر گزاری
جناب باری ہے نہ مقام گریہ و زاری کہ دوست دلی کی حاجت تجھسے روا ہوئی پس اب تمکو
غم درہم ہے یا غم ہمدم ہے برائے خدا سچ فرمایئے اور اس غمدیدہ کو غمسے چھڑایئے کہا اے عورت نادان
غم درہم بندہ درہم کو ہوتا ہے اور طالب دنیا کو بیقرار کرتا ہے بلکہ مین اسواسطے روتا ہون کہ مین
اوسکے حال سے ایسا کیون غافل رہا وہ جو اس بلا مین مبتلا ہوکر حاجتمندون اور فقیرون کیطرح
میرے پاس آیا تب مین نے اوسکو اس بلا سے چھڑایا پس کچھ حق دوستی ادا نہین ہوا بلکہ مجتاجون
کا سا دینا ہوا حقیقت مین ذلت اوسکی نتھی بلکہ میری تھی پس ایسی غفلت کی زندگی پر تف ہے
جو ہم آپ چین اوڑاوین اور دوست بے چین رہین۔ ف ۲

حکایت نقل ہے کہ دو سچے دوست باہم دوستی دلی رکھتے تھے اتفاقاً دونوں قرضدار ہو گئے
مگر مدت تک ایک کو دوسرے کی قرضداری سے آگاہی نہ تھی جب خبر ہوئی تو ایک دوسرے کے قرضہ
ادا کرنیکی فکر میں سرگرم ہوا اور اپنے قرضہ کا کچھ خیال نکیا گو ہر وقت قرضخواہوں کا تقاضا رہتا تھا
آخرکار ایک نے دوسرے کا قرضہ ادا کر دیا اور آپس میں کبھی ذکر نہ آیا بعد مدت دراز کسی دوسرے سے اطلاع ہوئی۔
حکایت نقل ہے کہ وقت خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عبداللہ ابن عباسؓ بصرہ کے حاکم تھے
ایک مرتبہ کچھ لوگ جمع ہوکر آپکی خدمت میں آئے عرض کیا یا حضرت ہماری پڑوس میں ایک بزرگ
کی لڑکی کا نکاح ہے اور اونکے پاس ایک کوڑی خرچ کو نہیں ہے آپ کچھ اعانت اور عنایت کریں
تو بہت بڑی عنایت ہے سنتے ہی آپ اندر چلے گئے چھ توڑے درہم کے لائے ایک آپ نے لیا اور باقی
اور دونکے ساتھ لیکر اون بزرگ کے پاس جاکر رکھدیا اور کہا یہ شادی میں صرف کیجے اور یہ کچھ نذر ہے
پھر پلٹ آئے اوسیوقت راہ میں یہ خیال آیا ہمراہیوں سے کہا کہ ہمنے برا کیا جو اہل اللہ کو ناحق یہ زر
واسطے اہتمام لوازم عقد کے حوالہ کیا اور اونکو یاد الٰہی سے باز رکھا پھر پلٹ گئے اور سب سامان شادی کا
درست کرکے بکمال اعزاز و اکرام بخوبی جہیز دیکر رخصت کرکے چلے آئے۔ ف ۱
حکایت نقل ہے کہ عبداللہ بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے کہ انہوں نے ایک مرتبہ بازار سے ایک
لونڈی ہزار درہم کو مول لی سواری کی تلاش تھی تاکہ اسکو سوار کرکے گھر بھیجوں ناگاہ ایک شخص نے
آکر عرض کی یا حضرت سواری میرے پاس حاضر ہے حکم ہو تو حاضر کروں حضرت نے اوسکا حسن سلوک
دریافت کرکے خادم سے فرمایا کہ اس لونڈی کو سوار کرکے اس شخص کے گھر پہونچا دے ف ۲
حکایت روایت ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کی خلافت میں قحط پڑا سب لوگ آپکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کچھ فکر فرمائیے
تمام مخلوق بھوک سے ہلاک ہوئی جاتی ہے فرمایا آج انشاء اللہ کچھ تدبیر ہوگی خاطر جمع رکھو کہ شام تک
ملک شام سے دو سو اونٹ غلہ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آئے سب آدمی خوش ہوگئے سو لال

حضرت کی خدمت مین گئے اور شیخ غلہ کا دس گیارہ سیر کر بتلائے حضرت نے فرمایا سواے تمہارے اور ہمکو زیادہ نفع دیتے ہین دلالون نے کہا اس شہر کا تو کوئی اس نرخ سے کم نہ لیگا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالی ایک کے بدلے سات سو بلکہ زیادہ دیتا ہے ہم ایسی منفعت کثیر کو چھوڑکر کیون کسی اور کے ہاتھ بیچین اور تمسارے گواہ رہو مین خدا ہی کے ہاتھ بیچونگا اور کسی کو ایک دانہ نہ دونگا پھر سب غلہ غربا اور فقرا کو جمع کرکے کوٹرے کوٹرے بانٹتے اور لٹاتے اور خوش ہوتے غرضکہ قبل نماز مغرب کے فارغ ہوگئے اوسی رات کو حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے کہ جناب رسالت مآب بکمال آب و تاب اونٹ پر سوار ہشاش بشاش ہین مین نے عرض کیا یا حضرت کہان تشریف فرما ہو کہ عبد اللہ تو بہت سے مشتاق دولت دیدار تھا آج اللہ تعالی نے اوسکی آرزو پوری کی۔ ارشاد کیا آج عثمان کا غلہ خیرات کیا ہوا دینا اللہ تعالی کو بہت پسند آیا اور مقبول فرمایا اسکے بدلے مین اللہ نے عثمان کو بہت سی حوریں جمیلہ اور شکیلہ حلہ بہشتی سے بخوبی آراستہ کمال اعزاز و احترام سے عطا فرمائی ہین مجھکو بھی ارشاد ہوا کہ اگر تمہارا بھی تزک و شان اپنے عثمان کی دیکھو جو اوسکے مالک نے اوسکو عنایت کی ہے سو مین اوس رحمت اور دولت خداداد کی رونق دیکھنے جاتا ہون۔

حکایت نقل ہے کہ ایکمرتبہ امیر معاویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین ہزار درم نذر بھیجے آپنے اوسیوقت سب بانٹ دیئے کسی خادمہ نے عرض کیا یا ام المومنین کچھ روزے کے افطار کو بھی رکھا ہو فرمایا اب تو کچھ نہین ہاں اگر تم کہتی تو شاید کچھ رکھ لیا جاتا ف[۲]

حکایت نقل ہے کہ مصر سے کسی وقت مین کسی شہر کا حاکم بڑا ظالم خونخوار مردم آزار تھا یہانتک

[illegible]

کہ تمام شہر مین منادی کرادی جو کوئی کسی فقیر کو کچھ دیگا اوسکا ہاتھ کاٹکے شہر بدر کر دیا جاویگا
اتفاقاً ایک دن ایک فقیر بھوک کے ہاتھ سے بہت تنگ آیا اور زندگی سے مایوس ہوکر ایک عورت
سے نہایت الحاح وزاری کرنے لگا اوسنے کہا کیا تو نے حکم حاکم وقت کا نہین سنا جو مجھسے مانگتا ہے
اور میری موت اور خواری کا سامان کرتا ہے پھر قدرت خدا سے عورت کو اوسکے پریشان حال پر
رحم آیا دو روٹیان دیکر کہا امیر کا جو جی چاہے سو کرے مجھسے بھوکا خدا راہ پر مانگتا رہ جایا دیکھا
نہین جاتا ناگاہ امیر کو خبر ہو گئی اوس عورت کا ہاتھ کاٹکر شہر بدر کر دیا۔ اوسکے ساتھ ایک دودھ پیتا
بچہ تھا عورت نیک سیرت جنگل مین شدت گرمی سے مارے پیاس کے بیتاب ہوئی ہر چند پانی
تلاش کیا نزدیک کہین پانی نہ پایا لاچار ہوکر نہر کے کنارے گئی جسوقت پانی پینے کو جھکی
لڑکا گود سے گر کر نہر مین جا پڑا سخت بیقرار ہوکر زار زار رونے چلانے لگی کہ یہ میری پیاس
اس فرزند دلبند کے خون کی پیاسی تھی یکایک اوسیوقت دو جوان خوشرو خوشخو اچھی پوشاک
پہنے ہوے آئے اوس عورت سے پوچھنے لگے اسقدر تجکو کیون پریشانی ہے خیر ہے کیا آفت
ناگہانی ہے اوسنے سب قصہ بیان کیا اوسیوقت ایک اونمین سے نہر مین گھسکر اوسکے لڑکے کو
صحیح وسالم نکال لایا دوسرے نے اوسکے ہاتھ کو خدا کی قدرت سے بدستور درست کر دیا پھر اوس
عورت سے کہا تو نے ہمین پہچانا اوسنے کہا کہ نہین کہا ہم وہی دو روٹیان ہین جو تو نے فقیر
دی تھین اور اوسکے سبب سے تو اس بلا مین مبتلا ہوئی الحمد للہ کہ ہمارے ہی سبب سے خراب ہوئی
اور ہمارے ہی سبب سے نجات پائی۔ **ف**

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما اپنے کھیت پر تشریف لیگئے تھے
اوسی کھیت کے پاس ور ایک کسی کا کھیت تھا اوسکو ایک حبشی غلام جوتتا تھا قریب دوپہر کے
ایک لڑکا دو تین روٹیان لایا حبشی نے فارغ ہوکر چاہا کہ کھاوے اتنے مین ایک کتا بھوکا آیا
اوسنے ایک روٹی اوسکو ڈالدی وہ جلدی سے کھا کر پھر دم ہلا کر عاجزی کرنے لگا اوسنے دوسری روٹی
بھی ڈالدی آپ ویسا ہی بھوکا رہگیا عبد اللہ بن جعفر نے اوس حبشی کو بلا کر کہا کہ تیری خوراک

اسیقدر مقدر تھی جو تونے کتے کو کھلا دی اب تو کیا کھائیگا کہا یا حضرت صبر کرنا اور روزہ رکھنا
بھوکے کے پاؤں میں پھیر جانے سے بہتر ہے۔ مصرع: نعمت آن بہ کہ بدست آزاد مرد + کہ بہلوئے مسکین شکم پر کرد +
آپ یہ حال اوسکا دیکھکر بہت متعجب ہوے اور اوس حبشی اور کھیت کو خرید لیا ایک لونڈی قیمتی
پانسو دینار کی اونکے پاس تھی پھر دونونکو آزاد کرکے نکاح کر دیا اور دو سو دینار سرخ اور کھیت
جہیز میں دیدیا۔
حکایت نقل ہے کہ احمد بن اسکاف رحمہ اللہ دمشقی بہت بڑے متقی پرہیزگار تھے اور بہ نیت حج
اونہون نے کمال جانفشانی اور حیرانی سے بہت مال جمع کیا تھا ایکبار تبہ ہمسایہ کے گھر کا لڑکا
کسی کام کو بھیجا ناگاہ روتا آیا کہا خیر ہے کیون روتا ہے کہا گھر والے گوشت روٹی کھاتے تھے
مین منھ دیکھتا رہا مجکو ایک ٹکڑا نہ دیا احمد بن اسکاف دمشقی ناخوش ہوکر ہمسایہ کے گھر گئے
کہا سبحان اللہ حق ہمسایہ کا یہی تھا جو تم نے ادا کیا کہ میرا لڑکا منھ تکتا روتا رہا اور آپ گوشت
روٹی کھاتے رہے اور اوسکو ایک نوالہ نہ دیا یہ سنتے ہی وہ پڑوسی زار زار رونے لگا کہا ہائے افسوس
اب پردہ ہمارا فاش ہوا۔ گویم مشکل وگر نگویم مشکل کہا واللہ پانچ دن سے کسی گھر والے
کے منھ مین ایک دانہ نہین گیا جب نوبت ہلاکت کی پہونچی لاچار ہوکر مین جنگل مین گیا تو ایک
بکری مری ہوئی پڑی تھی اوسکا گوشت بقدر ضرورت سد رمق کے لاکر پکایا کرکے ذرا ذرا سب نے
کھایا اوس لڑکے کو نہ دیا کہ بفضلہ تعالی اوسکو درست تھا ورنہ یہ کب ہوسکتا تھا کہ سب کھاتے ہیں
اور وہ منھ تکتا رہتا۔ پس احمد ابن اسکاف دمشقی بدریافت اس حال کے متحیر ہوے اور اپنی جی سے
کہا حقیقت میں عند اللہ ایسے شخص کا دینا حج کے جانے سے بہتر ہے پھر گھر جاکر سب درہم اور
دینار جو بارادہ بہ نیت حج جمع کیے تھے چپکے سے لاکر اوسکو دیدیے پھر مین گھر اپنے بیٹھکر یاد الہی
مین مصروف ہوا جب سب حاجی حج کرکے لوٹے حضرت ذوالنون مصری نے جبل عرفات پر سنا
کہ کوئی کہتا ہے اسے ذوالنون مصری اس مرتبہ کسیکا حج قبول نہین ہوا مجکو بڑا تعجب ہوا کہ حج
مین لاکھون ہزار آدمی آتے ہین کیا سبب جو کسیکا حج قبول نہوا مین اسی فکر مین تھا کہ

پھر آواز آئی کہ احمد بن اسکاف دمشقی کے سبب سے سبکا حج قبول ہوا بلکہ اوسنے آپکی نیت کی تھی اور نہ آیا واللہ اعلم کیا بھید ہے کہ اللہ تعالی نے اوسکے سبب سے سبکا حج قبول فرمایا حضرت ذوالنون مصری بعد مناسک حج کے دمشق مین گئے اور احمد بن اسکاف دمشقی سے ملاقات کرکے پوچھا کہ آپ اسی سال کسو جہت سے حج کو نہین گئے تمہارا ارادہ بھی حج کو جانیکا تھا اوسوقت احمد بن اسکاف دمشقی نے تمام حال گذشتہ اپنا ذوالنون مصری کے روبرو بیان کیا۔ ذوالنون مصری نے کہا مبارک ہو تمہارا حج خدا تعالی نے ایکی وجہ قبول فرمایا مین نے اسطرح جبل عرفات پر سنا اسیوجہ سے مین تمھے تمہارا احوال پوچھنے آیا تھا کہ ایسا کیا کام کیا جسکے سبب سے اوسکا حج قبول ہوا اور اوسکے سبب سے اور سبکا حج قبول ہوا۔ روایت ہے کہ خدا تعالی نے دوسرے سال اونکو اسقدر سامان کر دیا کہ خود حج کو گئے ف ۱

حکایت نقل ہے عوف ابن عبد اللہ سے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل مین قحط پڑا اکثر آدمی بھوک سے مرنے لگے ایک مزدور کا یہ دستور تھا کہ دن بھر مزدوری کرتا شام کو جو مزدوری ملتی اوسکی دو چپاتی جو کی مول لے آتا۔ اتفاقا راہ مین ایک بھوکے نے سوال کیا کہ للہ کچھ دو کہ مین شدت بھوک سے جان بلب ہون مزدور نے سوچا کہ کل دو چپاتی ہین اگر ایک اسے دون اور ایک مین کھالون تو نہ اسکا بھلا ہوگا نہ میرا پیٹ بھریگا اور جو دونون مبادا مرجاے اور یہ وبال میرے اعمال مین لکھا جاے پھر دونون روٹیان اسکو دے آیا اور آپ بھوکا سو رہا رات کو خواب مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک فرشتہ آسمان سے اوترا کہا کچھ تجکو حاجت ہے تو بیان کر کہ رحمت الہی اہل حاجت کی حاجت روا کرنیکی منتظر ہے کہا کہ ہان مغفرت درکار ہے کہا مغفرت تیری ہوچکی اور کچھ مانگ کہا قحط دور ہو کہ سارا جہان جان سے جاتا ہے پھر صبح کیوقت غیب سے آواز آئی کہ گرانی غلہ کی گئی اور ارزانی آئی ف ۲

باب ستر ہوان امرا کی حق پرستی اور نفس کشی مین

[illegible]

[illegible]

حکایت نقل ہے کہ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مین ایک صحابی مالک شام سے ہو کر گئے
ایک اونٹ سواری اور ایک حبشی خدمتگاری مین تھا جب قریب دار الحکومت کے پہونچے
تو سردار وہانکے سنکر پیشوائی کو آئے راہ مین اوس حاکم کو مسافر جانکر پوچھا کہ تمکو یہانکے
امیر کا کچھ حال معلوم ہے کہا ہاں تک آئے ہین غلام نے کہا کہ امیر یہی ہین پھر سب سرداروں نے
حسب عادت جاہلیت قدیمی کے بطریق سجدہ اونکی تعظیم کی امیر نے متحیر ہو کر کہا یہ کیا سجدہ سا کرتے ہو
کہا ہمارے ملک کا ایسا ہی دستور ہے کہ ہم حاکم وقت کی ایسی ہی تعظیم کرتے ہین پھر تو حاکم نے
غضبناک ہو کر کہا اللہ اکبر سوا سے خدائے عز وجل کے اور کسیکو سجدہ نہین چاہیے پھر ایک چیخ مار کر وہانسے
چلے آئے اور مسند حکومت آگے امیر المومنین کے ڈالدی اور سب قصہ بیان کیا آپ نے اوسیوقت
حکمنامہ وہانکے سرداروں کو لکھا کہ سجدہ سوا سے خدا تعالی کے کسیکو درست نہین ہے خبردار آئندہ
سے ایسی حرکت نکیا اور رسم جہالت چھوڑ دو پھر اور حاکم مقرر کر کے بھیجا جب وہ قریب شہر کے پہونچے
ایک آدمی اوس شہر کے سرداروں کے پاس بھیجا کہ خبردار ہماری پیشوائی کو کوئی نہ آوے جب
دار الحکومت مین داخل ہوئے تو سب سردار آئے اور طرح طرح کے تحفے اور ہدیہ کھانا [illegible] لائے
اور اونکے آگے رکھے وہ یہ تکلفات دیکھکر یکایک وہانسے اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ کیا امیر المومنین نے
مجھے اسواسطے بھیجا ہے کہ مین لذات دنیا مین گرفتار ہو کر جنت کی نعمتوں سے محروم رہوں سبحان اللہ
لذت دنیا اس قابل ہے کہ اوسکے بدلے لذات عقبی سے ہاتھ اوٹھاوین پھر امیر المومنین کی خدمت
مین آکر یہ سب واردات عرض کی اور مسند حکومت اونکے آگے ڈالدی حضرت نے ارشاد کیا
تم سب گوشہ نشین ہوئے مین اکیلا کیونکر لوازم خلافت کو انجام دیوں پھر ایک تیسرے شخص کو
مقرر کر کے روانہ کیا وہ پاس شہر کے گانوں مین جا کر ٹھہرے سب سردار شہر کے آئے دیکھا تو صرف
آپ ہین اور ایک اونٹ سواری مین ہے ہر چند چاہا کہ کسی قسم کی خدمت کرین قبول نکیا کہا
اللہ کے فضل سے مجھے کسی چیز کی حاجت نہین ہے صرف نذر سرکار دربار سے جس قدر جمع ہوئے

فائدہ [illegible]

حاضر کرو پھر چند روز مقیم ہو کر زر سرکار لیکر چلے آئے ف ۱

حکایت نقل ہے کہ سلمان فارسی رحمہ اللہ کسی شہر کے حاکم تھے اور پانچہزار درہم بیت المال سے پاتے تھے سب بانٹ دیتے اور خرمے کی پتون کی زنبیل بناتے اور اونٹ کے بالون کا لباس پہنتے اور راتدن اوسمین بسر کرتے اور جو بکریان بیت المال سے حصہ مین آتین اونکو ذبح کر کے غربا کو تقسیم کرتے اور اونکے چمڑون کا مشکیزہ اور زنبیل بنا کے مجاہدین کے صرف مین لاتے ایک مرتبہ کوئی سپاہی کچھ کپڑے دیکر مزدور سمجھکر کچھ بوجھ اونکے سر پر رکھوا کر لیگیا راہ مین کسی نے امیر کو پہچانکر سلام علیک کی اور نہایت متحیر ہو کر کہا اے امیر خیر ہے مالک اسباب سمجھا کہ یہ سردار ہے پیر و نیز گر پڑا اور عاجزی کرنے لگا کہ مجھسے خطا ہوئی للہ معاف کیجئے فرمایا تیرے گھر تک حسب وعدہ پہونچا دونگا ہر چند اوسنے معذرت اور خوشامد کی نمانا جب اوسکے گھر پہونچے تب اوس سے قسم لی کہ خبردار آئندہ کو ہر قسم کے آدمی سے اس قسم کی مزدوری نکرانا پھر جب وقت مرگ اونکا قریب ہوا زار زار روتے تھے اور لوگون سے کہتے تھے مین موت کے ڈر سے نہین روتا بلکہ اسواسطے روتا ہون کہ کہین دنیا کی لذتون مین گرفتار ہو کر دولت دیدار رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے محروم نہو جاؤن چنانچہ آنحضرت نے ارشاد کیا تھا کہ اے سلمان اگر قیامت کے دن ہمارے پاس آنا منظور ہو تو دنیا اور اسباب دنیا سے دور رہنا اور وقت مرنے کے پاک صاف ہونا چاہیے کہ ہم پاک صاف تھے پس مین ڈرتا ہون کہ میرے پاس تھوڑا سامان دنیا کا ہوا ایسا نہو کہ دولت دیدار رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے مجکو محروم رکھے لوگون نے دیکھا تو قسم اسباب سے کچھ پیکان و تیر اور پوستین اور دو ستر خوان وغیرہ تھے اور کوئی چیز قیمتی نہین ہے ف ۲

حکایت نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حذیفہ یمانی کو کسی شہر کا حاکم کر کے بھیجا اور اہل شہر کو حکمنامہ اور فرمان لکھدیا کہ یہ عدل عمل کرینگے تم سب انکی تابعداری بدل و جان بجالانا

جب قریب دار الحکومت کے پہونچے سب سردار پیشوائی کو آئے دیکھا تو خچر پر سوار اور اونٹ کے بالون کا لباس پہنے ہوے ہین پھر شہر مین لاکر بہت تکلف کے مکان دکھاے اور ہر قسم کے تحفے پیشکش کیے اور زر و جواہر نذر گذرانے اونہون نے ہرگز قبول نکیا فرمایا اس خچر کے دانے چارہ کی اکل حلال سے خبر رکھنا کہ بے زبان ہے اور مجھے کسی چیز کی حاجت نہین تھوڑی مدت کے بعد وہانسے واپس گئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ خبر پاکر جلسے سے راہ مین آبیٹھے کہ دیکھین حذیفہ دار الحکومت سے کس ترک و شان سے آتے ہین دیکھا تو جس انداز سے گئے تھے اوسی انداز سے آتے ہین پھر امیر المومنین حضرت عمر بہت خوش ہوکر اونسے لپٹ گئے اور کہا کہ ہم تمہارے بھائی ہین اور تم ہمارے فی الحقیقت اسلام اسیکا نام ہے کہ دنیا کی حکومت اور حشمت دور ہونیوالی پر بھروسا اور اترانا نچاہیے کہا یا امیر المومنین جسدن کوئی چیز میرے پاس نہین ہوتی تو مین بہت خوش ہوتا ہون کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالی بمقتضاے کمال شفقت و عنایت کے اپنے خاص بندون کو آرائش اور آسائش مغرور کرنیوالی اور خدا کو بھلانیوالی سے ایسا بچاتا ہے جیسے کہ طبیب بیمار کو مضر چیزون اور کھانے سے پرہیز کراتا ہے بلکہ اوسکے پاس بھی آنے نہین دیتا کھانے کا تو کیا ذکر ہے فقط

حکایت نقل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام دن داد دہی اور فریاد رسی مظلومون کی کرتے اور سب کام ملکی اور مالی کو بخوبی انجام پہونچاتے چنانچہ رات کو تمام شہر کی گلی کوچون مین پھرتے کہ کسیکا دروازہ غفلت سے کھلا نرہجاے کسیکا جانور کھلکر گم نہوجاے۔ کوئی چوکیدار غافل نہوجاے اور ہزارون حکمت اور حفاظت مخلوق الہی کی اسمین منظور تھین کہ اہل دانش بخوبی

روشن ہے۔ ایکمرتبہ اہل مدینہ نے یہ حال دیکھکر عرض کیا یا امیر المومنین تمہارے بعد بڑی خرابی واقع
ہوگی کہ اسطرح کون جانکاہی سے حفاظتِ مخلوقِ الٰہی کی کریگا اور سرداروں اور تابعداروں سے یہ کام
کیوں نہیں لیتے تاکہ آپکو آرام اور رعایت اور مخلوق کو راحت ہو فرمایا حساب کے دن بازپرس مجھ ہی سے
ہوگی یا اور کسی سے چنانچہ منقول ہے کہ بعد وفات آپکے صاحبزادہ نے خواب میں دیکھا کہ کمر باندھے
ہوئے مستعد اور متوحش ہیں عرض کیا یا حضرت خیر ہے تم اسقدر کیوں منتشر ہو۔ فرمایا اسوقت کا
حال کچھ نہ پوچھو کہ حساب کتاب روز حساب سے ڈرتا ہوں کہ احکم الحاکمین کے آگے دودھ پانی سے اور
پانی سے دودھ جدا ہوگا میرے مقابلہ میں ایام خلافت کا سب معاملہ پیش ہوگا یہانتک کہ کسی بڑھیا کی
فریادی ہوگی کہ یہ بڑھیا زور سے دودھ دوہتی تھی اور مجکو ایذا دیتی تھی کیا دودھ آسانی سے نہیں نکلسکتا تھا
پھر مجھ سے بازپرس ہوگی کہ تو اسقدر غافل تھا کہ بڑھیا بے زبان پر ظلم کرتی تھی اور تو نے خبر نہ لی ف ۱
حکایت نقل ہے کہ ایکمرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمر بن سعید رحمہ اللہ حمص کے رہنے والے کو
کسی شہر کا حاکم کردیا تھا سال تمام پر حکم بھیجا کہ مع بیت المال کے جلد یہاں آؤ وہ حسب الحکم حاضر ہوئے
اونکے پاس صرف ایک لاٹھی اور لوٹا اور ایک پیالہ تھا امیر المومنین نے ایسے ٹوٹے حال سے دیکھکر فرمایا
کیا کچھ بیمار ہو یا اب وہ ہوا وہاں کی تمکو موافق نہ آئی عرض کیا کہ میں تو بفضلہ تعالیٰ بھلا چنگا ہوں
اور اسباب ضروری بھی رکھتا ہوں۔ فرمایا کیا سامان ہے کہا وہی تینوں چیزیں لاٹھی لوٹا پیالہ دکھایا
حضرت بہت متعجب ہوئے فرمایا وہاں کی رعایا نے سرکشی کی اور تمہاری تابعداری نہ کی پھر اور حاکم مقرر
کرکے بھیجا اور حکم دیا کہ جلد زر سرکار وصول کرکے بھیجو اور ایک شاکی عذر اونکا نہ سنو پھر عمر بن سعید سے
فرمایا میں تمکو سند از سر نو لکھدیتا ہوں عرض کیا کہ یا امیر المومنین مجکو اس خدمت سے للہ معاف کیجیے کہ

حکومت مین بہت مدعی ہین ڈرتا ہون کہ کسی مواخذۂ الٰہی مین گرفتار نہو جاؤن کہ جناب سالتمآبؐ
سے بین شرمندہ ہون امیر المومنین یہ بات سنکر بہت روئے پھر عمر بن سعید اوٹھکر چلے گئے امیر المومنین
نے ایک خادم کو سو دینار سرخ دیکر کہا عمر بن سعید کو تلاش کرکے چپکے سے دے آوہ خادم گیا برابر تین
رات دن پھرا کہین اونکا پتا نہ پایا ناگاہ سے ملگئے معلوم ہوا کہ دن کو روزہ رکھتے ہین اور رات بھر
عبادت الٰہی مین مشغول رہتے ہین۔ خادم نے بعد سلام و پیغام کے وہ سو دینار سرخ اونکے روبرو
رکھدیے کہ خلیفۂ وقت نے تمکو عنایت فرمائے ہین دیکھتے ہی زار زار رونے لگے خادم نے متحیر ہوکر
کہا خیر ہے اسقدر کیون روتے ہو کہا مین نے دولت دائمی محبت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مزا
چکھا ہے ڈرتا ہون کہین اس دولت ناپائدار کے مزہ کی بدولت اوس دولت مزید پائدار سے
محروم نہ رہجاؤن پھر پانچ چھہ دینار لیکر باقی اوسیوقت خدا کی راہ مین غربا کو بانٹ دیے اتفاقاً
بعد مدت کے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی فرمایا وہ سو دینار کیا کیے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ
کے حوالہ کردیے قیامت کے دن لے لینگے **فل**

حکایت نقل ہے ابو عبد اللہ صدیق شداد سے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ لباس مکلف
نہ پہنتے تھے مگر جب خطبہ پڑھنے کو منبر پر چڑھتے تو البتہ بقیمت چار پانچ درہم کے لباس پہنتے حالانکہ
اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت روپیہ اور سرمایہ رکھتے تھے اور صدہا لونڈی غلام تھے چنانچہ بباعث
کمال غنا کے بلقب عثمان غنی کے ملقب ہوے اور ہمیشہ نماز تہجد کو اوٹھتے اور کسی لونڈی غلام کو
نہ اوٹھاتے اپنے ہی ہاتھ سے سب کام کر لیتے اور تمام رات عبادت خدا اور تلاوت کلام اللہ مین
مشغول رہتے اور ہمیشہ کے دن ہمیشہ روزہ رکھتے کسی نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ تو حافظ ہین قرآن مجید
دیکھکر کیون پڑھتے ہو فرمایا یہ فرمان شاہنشاہی ہے دیکھتا جاتا ہون کہ کس چیز کے کرنیکا حکم ہے اور
کس چیز کے نکرنیکا اور جان اور زبان اور آنکھین سب اوسکی لذت سے مزا اور لذت اوٹھاوین کہ
تلاوت بے دیکھے ناحق آنکھین دولت حق سے محروم رہی جاتی ہین چنانچہ منقول ہے کہ

[illegible]

بعد شہادت آپکے زمین و آسمان روتے تھے ف ۱

حکایت نقل ہے عبد اللہ بن عروہ رحمہ اللہ سے کہ جبتک عمر بن عبد العزیز حاکم نہوے تھے بہت خوش خوراک اور خوش پوشاک بڑی شان و شوکت سے رہتے تھے اور بہت قیمتی گھوڑونپر سوار ہوتے تھے اور بڑے زرق برق سے رہتے تھے گردل سے ہمیشہ غنی اور بادشاہ تھے چنانچہ ایکبار تبہ سب سامان بیس ہزار درہم کو بیچکر سب راہ خدا مین کھڑے کھڑے لٹا دیا جب امیر ہوے تو صرف خطبہ کے وقت تین چار درہم کا لباس پہنتے تھے اور سب وقت رات و دن پوستین مین گزران کرتے تھے علی ہذا القیاس مکان کا بھی ایسا ہی حال تھا کہ تین لکڑیان باندھکر اوسپر چراغ روشن کرتے تھے اور جھاڑ فانوس کا کچھ جھگڑا نرکھتے تھے کسینے یہ حال دیکھکر عرض کیا یا امیر المومنین پہلی امارت مین تو تم خوب عیش کرتے تھے اور بہت تزک شان سے رہتے تھے اب جو بفضلہ تعالے آپ امیر ہوے جسقدر شان و شوکت بڑھاو تھوڑی ہی طرفہ یہ ہے کہ اگلا سا بھی معاملہ نہین یا امیر کیا حکمت ہے فرمایا حقیقت حال یون ہے کہ جب آدمی کی کوئی آرزو دلی پوری ہوجاتی ہے تو اوس سے زیادہ چاہتا ہے علی ہذا القیاس اسی طرح سلسلہ چلا جاتا ہے چنانچہ جب مین امیر نتھا تو آرزو امارت کی تھی جب اللہ تعالے کے فضل سے امارت ہوئی تو آرزو خلافت کی ہوئی جب خلافت ملی تو تمنا بادشاہت آخرت کی ہوئی اب آگے اس سے کوئی رتبہ باقی نرہا اس سبب سے مینے آرائش جسمانی چھوڑدی اور زیبائش روحانی اختیار کی ف ۱

باب تیرہوان عورتون کے زہد و تقویٰ میں

حکایت نقل ہے احادیث صحیحہ مین وارد ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ معراج مین ایک بہت بڑا احاطہ یاقوت سرخ کا دیکھا کہ اوسمین تین مکان عظیم الشان بہت مکلف سفید موتی کے تھے مینے پوچھا یہ کسکے مکان ہین کہا ایک مریم کا اور ایک آسیہ فرعون کی

ف ۱ [illegible]

ف ۲ [illegible]

[illegible]

بی بی کا اور ایک خدیجۃ الکبریٰ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔
حکایت نقل ہے کہ ایک بی بی ام آمنہ نامی بڑی سیر کرنیوالی تھیں بارہا مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو
آتی جاتی تھیں اور کسی نے کبھی کھاتے پیتے نہ دیکھا ایک مرتبہ کسی نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے کہ ہمیشہ
تم سفر میں رہتی ہو اور کبھی بھوک پیاس کی حاجت نہیں ہوتی کہا حقیقت حال یہ ہے کہ میں
ایک مرتبہ زیارت حرمین شریفین کو جاتی تھی شدت پیاس سے بیتاب ہوگئی ہر چند پانی ڈھونڈا
نپایا مایوس ہوکر زندگی سے ہاتھ دھوئے کہ ناگاہ ایک صراحی یاقوت سرخ کی ہوا میں معلق
میرے پاس آئی میں نے اوسمیں سے پانی پیا ایسا شیریں اور سرد تھا کہ نہ دیکھا اور نہ چکھا وہ مزا
میری جان اور زبان کو ایسا مزیدار کر گیا کہ ابھی تک جان و دل سیراب ہے اسواسطے فضل الٰہی سے
مجکو تردد کھانے پینے سے بخوبی نجات ہے۔
حکایت نقل ہے کہ ایک یہودی کی عورت بڑی حق پرست تھی رات دن محبت الٰہی سے [ف۱]
خانۂ جان و زبان کو روشن رکھتی تھی اور خاوند سیاہ دل ایسا تھا ہردم اور ہمیشہ ساتھ احکام حق کے
اوسکو دیکھکر ہردم جلتا تھا ایک مرتبہ تنگ آکر اپنے یاروں سے یہ قصہ کہا سبکے مشورہ سے ایک بڑا
گڑھا کھدوایا اوسمیں تین دن آگ روشن کی بعد اسکے سب عزیز اور یاروں کو جمع کرکے اوس عورت
نیک سیرت کو بلاکر کہا تو ہردم خدا خدا کہتی ہے اس گڑھے میں آ سچا اگر تو سچی ہوگی تو بچ جاویگی
اور جھوٹی ہوگی تو جلجاویگی وہ بچی جو سچے خدا پر سچا بھروسہ رکھتی تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکے
اوسمیں کود پڑی اوسیوقت جلتی آگ اوسکی آب و تاب ایمانی سے بجھ گئی یہودیوں نے آتش حسد
اور شرارت سے جاکر پھر اوسکے اوپر اور تین دن آگ جلائی اور منہ اوس گڑھے کا بند کردیا
تین دن کے بعد کھولکر دیکھا تو وہ عورت بخوبی نماز پڑھتی ہے پھر سب حیران ہوگئے اور توبہ کرکے
ایمان لائے کہ بیشک اس سچی عورت کا دین سچا ہے [ف۲]

ف [illegible]

حکایت نقل ہے کہ جب رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا وقت مرگ قریب ہوا تو مالک ابن دینار
پوچھنے کو آئے کہا کہ تمکو کسنے تکلیف دی بولین معصیت نے کہا کسی چیز کو بھی جی چاہتا ہے کہا کہ
مغفرت کو فرمایا دنیا کی بھی کسی چیز کی خواہش ہو کہا کہ ہاں تیس برس سے تازہ چھوہارے کو جی چاہتا ہے
اور ابتک نہین کھایا مالک ابن دینار اپنے دل مین سوچے کہ یہ تو گھڑی ساعت کی مہمان ہین اگر
چھوہارہ تازہ کھانے آوے کہ ناگاہ ایک جانور پرندہ عمدہ چھوہارہ کہ نہ دیکھا نہ سنا میرے پاس ڈال گیا
مین جلد رابعہ کے پاس لیگیا کہا کھانے آیا مین نے ماجرا بیان کیا بولین کہ واللہ اعلم جانور کسکی پاس
سے لے آیا مین نہین کھاؤنگی۔ اب اپنے پیارے خدا ہی کے پاس جا کر کھاؤنگی پھر کہا مجکو اکیلا مکان
مین اکیلا کر دو۔ میرے اکیلے خدا کے سامنے پھر سبحہ ہو کر رخصت ہو تب دروازہ مکان کا بند ہوگیا اور دروازہ جب تھوڑی دیر
کھل گیا پھر اوس مکان کی طرف سے ایک آواز غیب سے آئی اور یہ آیہ کریمہ تیسوین پارہ سورۂ فجر کی
پڑھی یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً پھر دروازہ
کھولکر دیکھا تو رابعہ زندہ دل کو مردہ پایا ف

حکایت نقل ہے کہ ایک دن زبیدہ خاتون زوجہ امیر المومنین ہارون رشید کے
مکان مین بیٹھی ہوئی تھین سنگار کر رہی تھین ناگاہ غلطی سے ایک غلام چلا آیا اوسیوقت پردہ مین
ہوگئین مگر احتیاطاً اوس سے دریافت کرایا کہ کوئی بال میرے سر کا تو نہین دیکھا بولا شاید جلدی
مین نظر پڑ گئی ہو پھر شیشہ کیطرف سی جلد بال تراش ڈالے کہ جن بال پر اجنبی کی نظر پڑی اوسکا رکھنا وبال ہے ف

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسی علیہ السلام نے جناب باری مین عرض کی کہ میرا جی چاہتا ہے
کہ تیرے کسی خالص صادق بندے کو دیکھون اور اوسکی ملاقات سے دل خوش کرون حکم ہوا کہ فلانے
جنگل مین جاؤ کہ وہاں اوس سے تمہاری ملاقات ہوجائیگی چنانچہ آپ حسب الارشاد وہاں گئے دیکھا
کہ ایک بڑھیا ہاتھ پیر سے معذور اندھی ٹھنڈی سارا بدن بگڑا ہوا کپڑے پرانے چیتھڑے لپیٹے

مٹی مین پڑی یاد الٰہی مین بیٹھی شکر الٰہی کر رہی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے متحیر ہو کر فرمایا کہ اے بڑھیا اس حالت اور ہزارون مصیبت مین تو کونسی نعمت خدا کا شکر کرتی ہے بولی اے روح اللہ اللہ تعالیٰ نے مجکو وہ جی جان عطا فرمایا کہ ہر ذرہ اوسکا آفتاب سا چمکتا ہے اور وہ زبان عنایت کی کہ ہزبان شکر خالق انس و جان مین شکرستان ہے جیسا کہ جناب مولانا اہل حال کے حال و قال مین فرماتے ہین ؎ عشق زندہ در روان و در بصر ہست ہر لحظہ زغنچۂ تازہ تر + عشق دم گیا ہین ہر دو باغ خوش بود + بے نہر آبے حیات آتش بود + ہر کجا دلبر بود خود ہمنشین + فوق گردون ست نے زیر زمین + پھر فرمایا تیرا کوئی خبر گیر بھی ہے کہا ہان جو مالک سارے جہان کا ہے وہی میرا خبر گیران ہے کہا کچھ حاجت ہے کہا یہ حاجت ہے کہ ایک میری بیٹی میری خدمت کو کبھی کبھی آجاتی ہے اوسکا خیال کبھی میرے جی مین آجاتا ہے چاہتی ہون کہ وہ بھی اس جہان سے مٹے اور تو اوسکا خیال بھی جان سے مٹا ہے تاکہ خالص مخلص ہو اکیلا میرا پیارا صرف اُسکو ہی سہارا ہے ؎ وہ جی مین آنکہ ایسا سمایا کہ اوسکے غیر کو یان جا نہین ہے جب حضرت عیسیٰ وہانسے واپس آئے راہ مین دیکھا کہ اوسکی بیٹی کو شیر کھا رہا ہے فرمایا کہ بڑھیا کی مید پوری اور دعا قبول ہوگئی فقط حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ذوالنون مصری اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہما رابعہ کے پاس ملنے کو گئے دیکھا تو دریا کے کنارے پر ایک جھونپڑی مین عبادت الٰہی مشغول ہین انکو دکھ مین دیکھکر اونکے خادمون پر ناخوش ہوے کہ تم تو چین اوڑاتے ہو اور رابعہ کو دکھ دیتے ہو پھر سب خادمون نے ملکر جلد ایک مکان مختصر درست کر کے بخوشامد تمام وہان رابعہ کو رکھا دو تین دن دیکھ سکے کا سے لئے کہ رات کو کواڑ دینا اور دن کو کھولنا یہ جنجال کون سہ سکے ؎ درد سر کیواسطے صندل لگانا ہے مفید + اوسکا گھسنا اور لگانا درد سر یہ بھی تو ہے + آخر اوسی جھونپڑی مین جا پڑین اور چالیس برس اسی طور سے گزرانے پھر ذوق شوق محبت الٰہی مین مانند دریا کے اوبلتین اور اس مضمون کے اشعار پڑھتین کہ جسکے جی جان مین محبت الٰہی چھا گئی وہ ہر دم ہمدم اور ہمقدم اپنے ہمدم کی ہو گئی ؎ دمبدم دم را غنیمت دان و ہمدم شو بدم + واقف دم باش و دم را دمبدم بیجا مدہ

[illegible]

حکایت نقل ہے کہ جب نمرود مردود نے آتشِ خود آرائی جی جان میں بھڑکائی تو اوسکی تاب مقربان جناب کبریائی سے جلتا اور سُلگتا تھا اسواسطے کہ وہ ناری تھا اور حضرت ابراہیم نوری تھے اور ناری آگے نوری کے ناری ہوتا ہے جیسے مولانا ارشاد فرماتے ہین بیت آن بود نوری و این ناری بود نار پیشِ نور بس ناری بود۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ مین ڈال دیئے کہ نمرود نے سامان کیا سارے شہر مین شہرہ ہوا ہزارون تماشائی تماشا دیکھنے کو آئے وہیہ نامی لڑکی نہایت شکیلہ اوس کافر نامی کی بیٹی ایک بلند مکان پر تماشا دیکھنے کو چڑھی اور لگی دیکھنے قدرت خدا نے اوسکو عجیب تماشا دکھا دیا کہ جلتی آگ کو پانی کر دیا اور دوزخ کو جنت کر دیا اور ندا آئی کہ قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ کا مژدہ سنایا اور راحت جانی اور عافیت جاودانی کا خلعت پہنایا جیسا کہ مولانا فرماتے ہین بیت آتشِ ابراہیم را دندان نزد۔ چون گزیدہ حق بود چونش گزد۔ پرورد از آتش ابراہیم را ایمنی روح سازد بیم را۔ اللہ اللہ وہ انبار آگ رشکِ گلزار ارم تھا یا حرم محترم مین مقام ابراہیم اور کعبہ جان و ایمان پر وہ جلوہ نور تھا کہ تجلی طور کو دو چشم بد دور تھا۔ سبحان اللہ کہین کلمہ سبحان اللہ تھا کہین صلِّ علیٰ ہر روش کے درخت سیراب ہوتا و اوسکا کہین گل یاسمین اور گل گلاب کہین گل عباسی گل محمدی سے فیضیاب کہین گل داؤدی بکمال آب و تاب بیتاب کہین دوری حضوری سے سنبل کو پیچ و تاب کہین بنفشہ انوار دیدار سے بیتاب کہین چشم نرگس باز کہین سوسن زبان دراز ہر غنچہ گل ہر شاخ سنبل ہر درخت پر طرح طرح کی آواز دلنواز کہین نہر جاری کہین باد بہاری جب اوس لڑکی از خود گذشتہ بخدا پیوستہ کو یہ جلوہ حق نظر آیا کہ نظر سا آنکھون مین حق ہی حق سمایا حیرت مین آگئی محبت خدا مین بھر گئی دریا سی اوبل گئی جی جان سے ایمان لائی زبان سے تصدیق کرائی بیقرار زار زار روتی اور کہتی کہ الحق خدا برحق سچا ہے اور نمرود مردود بالکل جھوٹا ہے کفر سے دور ہو گئی نزدیک انبار آگ کے گئی اور حضرت ابراہیم کی خدمت مین با آواز بلند عرض کرنے لگی کہ یا حضرت اگر لونڈی کو بھی اجازت حاضری ہو تو مین جی جان سے حاضر حضور سراپا نور ہون خلیل اللہ نے فرمایا جسکا جی محبت حق مین چور ہے اوسکے حق مین

یہ سراپا نور ہے جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں ؎ گر تو نمرودی بیا در آتش درو + رفتہ خواہی اول ابراہیم شو + کہا
یا حضرت لونڈی نے آپکی بدولت دولت ایمان پائی ہے ظلمت کفر سے نکل آئی ہے اور حقیقت حق
دل و جان میں چھا گئی ہے جلوہ حق دکھا گئی ہے فرمایا تجکو یہان بھی امن و امان اور ہر طرح سے
چین و چمان ہے — یہ سنتے ہی جلدی شوق سے جلتی آگ میں چلی گئی ایک ندا غیبی آئی کہ اے
آگ خبردار ہماری لونڈی کو دکھ نہ دینا تجکو بلی سا ہے رکھنا اور پھر ہر طرف سے یہی آواز آئی تھی
جیسا کہ مولانا ارشاد فرماتے ہیں ؎ چون تو موصوفی باوصاف جلیل + ز آتش امراض بگذر چون خلیل
گردد آتش بر تو ہم بردو سلام + ای عناصر مر مزاجت را غلام + پھر جہان وہ قدم رکھتی تھی وہان اوسکی
آب و تاب ایمانی سے جلتی آگ پانی ہو جاتی تھی الغرض خدمت حضرت خلیل اللہ میں حاضر ہوئی
انوار پروردگار کی ناظر ہوئی کلمہ لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھا خانہ جان کو چراغ ایمان سے
روشن کیا کہا یا حضرت اب میں تا دم مرگ آپکی قدم نہ چھوڑونگی خدائے برحق سے منہ نہ موڑونگی
ہاں اس نمرود کی جلتی بھنتی آتش نخوت سے جی جلتا ہے دل چاہتا ہے کہ اگر اجازت جناب کی پاؤن
تو اوس بے سوجھ بوجھ کو کچھ سمجھاؤن اور آب نصائح سے اوسکی آگ بجھاؤن شاید راہ پر آوے
اور بے راہی کو چھوڑ دے پھر حسب ارشاد جناب ابراہیم کے اپنے باپ کے پاس گئی نا سمجھ کو سمجھانے لگی
کہ اے پدر بیقدر ہوش پکڑ مستی نخوت سے اسقدر نہ اکڑ خدا سے ڈر کہیں خود آرائی اور دعوی خدائی
خدا کا ہو سکتی ہے بھلا کہیں رات دن اور دن رات ہو سکتی ہے القصہ تو نے بخیال کمال ایذا دہی اور
ہلاکت باصد مصیبت و خواری حضرت خلیل اللہ کو جلتی آگ میں ڈالا پس اپنے کیے کا مزا پایا اور قدرت خدا
کا تماشا دیکھا کہ خدائے برحق نے اونپر کیسا گل لالہ کھلایا کہ کہیں چمبیلی کھل رہی ہے کہیں کیتکی کی کلی
کھل رہی ہے کہیں بیلا بہار دکھا رہا ہے کہیں گلنار ڈوبا بار رہا ہے کہیں بلبل کو سرخرو گل نے
کہیں گل کو رشک بلبل ہے کہیں نارنگی رنگ دکھا رہی ہے کہیں لیموں کی ترشی مزا چکھا رہی ہے
کہیں سنبل مشکبار ہے کہیں گل داؤدی کی بہار ہے کہیں گل نازبو ہے کہیں گل نیاز میں
نازبو ہے — ہر طرف نہر جاری ہے ہر جانب باغ بہاری ہے — درختان دلکش درہم آواز دلنواز

مرغان بہم خوشی و خرمی سے ہر قدم بلاسے غم و غصہ یکسر درہم پس ناکسا آنکہ غفلت کھول حق کو
ظلمت باطل میں ٹٹول کسیکا کچھ نہ جائیگا تو حق سے پھر کے ناحق جان و ایمان سے جائیگا اور مفت
ذلت و خواری اوٹھائیگا جی چاہتا ہے کہ میں نے جو دیکھا ہے تجھے بھی دکھاؤں مگر ہاے افسوس
وہ آنکھ کہاں سے لاؤں موافق ارشاد مولانا کے ؎ دیدہ بینا از لقای حق شود * حق کجا ہمراز ہر احمق شود
دیدہ مجنون اگر بودی ترا * ہر دو عالم بیخبر بودی ترا * باخودی تو لیک مجنون بیخودست * در طریق عشق بیداری بدست *
چنانکہ آتش غضب سے بھڑک گیا جلکر کہنے لگا شاید محبت ابراہیم نے تجکو فریفتہ کیا ہے اوسنے جلکر
باپ کے جلانے کو کلمہ لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھا تب تو نمرود جلکر خاک ہوگیا جی جانے
کھو گیا شعلہ سا بھڑک گیا کہنے لگا چل چل اسقدر نہ مچل اپنی قید کی راہ پر چل بہت جھگڑا نہ پھیلا
بس اس بات کو زیادہ نہ بڑھا ورنہ تو جان سے جائیگی جہان سے پناہ نہ پاویگی کہا تیری بلا سے
جان جاے تو بلا سے مگر تو در گزر نکر جو کچھ چاہے سو کر میں حق نہ چھوڑونگی خدا سے ہرگز منہ
نہ موڑونگی پھر اوس ظالم نے کپڑے اوتروا کر بہت مار پیٹ کی ۔ اللہ رے ایمان اوسنے اُف نکی
ادھر مار حد سے گزری اودھر رحمت حق حد سے گزری ۔ ناگاہ فرشتے آئے اور اوسکو جامہ بہشتی
پہنایا پھر ایک جنتی تخت آراستہ کیا اسکو جلوہ آرا کیا جنت کا نظارہ دکھایا دنیا کے دکھ درد سے چھڑایا
پھر یکا یک ایک ہوا کا جھونکا آیا اوسکو ہوا سا اوڑا یا پھر کسی اہل ہوا نے اوسکا پتا نپایا سبحان اللہ
جہان سے گئی دولت ایمان لے گئی ۔ ف ۱

حکایت نقل ہے کہ ایک عورت نہایت شکیلہ و جمیلہ بالباس حیا آراستہ و بزیور تقوی پیراستہ ہوکے

ف ۱ [illegible]

پیراستہ تھی اتفاقاً واللہ اعلم کس انداز سے اوس حسن انداز کی نگاہ پر کسی بدنگاہ کی نگاہ پڑ گئی اور وہ
بے سر و پا گرد ہو کے اوسکے آستانہ کے گرد ہو گیا ادہر یہ ماجرا چھپا تھا کہ غیرت سے گرد ہو گئی آتش غضب
سے جلکر خاکستر ہو گئی جی جان سے کھو گئی جب اوس عورت نیک سیرت نے دیکھا کہ وہ زار و نزار غبار سا
دروازہ پر آپڑا اب یہ راز چون طشت از بام افتادہ آشکارا ہوگا تب خادمہ کو اوس دلدادہ کے پاس
بھیجا کہ کیا چیز اس ناچیز کی پسند آئی خادمہ اوسکے پاس گئی اور اس پیغام کا جواب لائی کہ تیری
چشم مردم آزار جادو نگار نے اس دلفگار پر جادو کیا ہے یہ سنتے ہی سن ہو گئی حیا حیات پر غالب
آگئی حسب مضمون ان اشعار کے ع دل کہ بیزار و صف حیا میشود + آئینہ نور خدا میشود +
دیدۂ بے شرم پسندیدہ نیست + در نظر عقل خود آن دیدہ نیست + پھر طشت مین اپنی دونون آنکھین
نکالکر رکھدین اور اوس نمدیدہ کے پاس بھیجدین کہ اپنے مطلوب کو لیکر چلا اپنی راہ لے کہ جو چیز غیر محرم
سے محرم اور آشنا ہوئی وہ قابل پاس رکھنے کے نہ رہی وہ طشت مین آنکھین تڑپتی دیکھکر تڑپ گیا
ہوای غم سے کسی طرف غبار سا اوڑ گیا تھوڑے عرصہ مین آیا اوس پاکدامن کو مردہ پایا پھر گریبان
جان کو چاک چاک کرتا تھا اور زار زار روتا تھا ف

حکایت نقل ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک عورت بڑی عابدہ زاہدہ تھی رات دن یاد الٰہی مین مصروف رہتی تھی اور حق پرستی مین مصروف تھی آخرکار نفس کشی اور خدا کیشی اوسکی یہانتک پہونچی کہ ایک جمعہ کو روزہ اور دوسرے جمعہ کو افطار کرتی اسیطرح ایک مدت دراز گزری ایک مرتبہ وقت افطار کے خیال آیا کہ تیرا کوئی مالک بھی ہے اور تو اوسکی تابعداری کا دعوی کرتی ہے مبادا اوسکا قاصد آجاوے اور تجھے کھانے پینے مین مشغول دیکھے پھر تیری غفلت ثابت ہو اور رسوائی سے سزاوار ہو۔ اور قیامت کے دن تجھپر قیامت آجاسے اور دن رسوائی کے رسوا ہو جاسے کھانا سونا چھوڑ دیا۔ دریاے محبت الٰہی مین دامان جان کو ڈبو دیا اور اس مضمون کو ورد زبان اور حرز جان کیا ؎ یک چشم زدن غافل ازان ماہ نباشم + ترسم کہ نگاہے کند آگاہ نباشم + ہر دم کو ہم آخری جانا ناگاہ ایک جوان خوشرو خوشخو بکمال آب و تاب ہاتھ مین مشک ناب اوسکے پاس آیا اور مژدہ سنایا کہ اے خدا کی پیاری تجکو خدا کمال پیار سے بلاتا ہے اور رحمت کا ملہ تجھپر بھیجتا ہے کہا ذرا مہلت پاؤن کہ مین اپنے آقا کو سجدہ کرون اور حق عبودیت بدل و جان بجالاؤن پھر عین سجدہ مین جان بحق تسلیم کی ف ۱

باب چودھوان بچون کی عبادت و کرامتین

حکایت نقل ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ شکم مادر ہی مین بڑے حق پرست تھے چنانچہ والدہ اونکی اتفاقاً جب کبھی قصد تعظیم کسی بت کا کرتین تو آپ شکم مادر مین پیر پھیلا دیتے اور اونکو اوس حرکت سے باز رکھتے ف ۲

حکایت نقل ہے کہ حضرت زین العابدین رحمہ اللہ کی آپکی ایک لڑکی اور ایک لڑکا چھوٹی عمر کے تھے آپ لڑکی کو بہت چاہتے تھے ایک بار تب لڑکی نے عرض کیا کہ اے پدر میرے بھائی کو بھی چاہتے ہو فرمایا ہان پھر مچل گئی اور زار زار رونے لگی آپ نے جلد گود مین اوٹھا لیا اور کلیجے سے لگا کر کہا کہ مین تجکو بھی بہت چاہتا ہون یہ سنتے ہی زیادہ تڑپنے چلانے لگی اور زمین پر لوٹ گئی یہانتک کہ بیہوش ہوگئی آپ سخت متحیر ہو گئے کہ الٰہی یہ کیا معاملہ ہے جب کسی سے محبت نہین کرتا پھر خدا کا دوست دوسرے کو بھی

ف ۱ سبحان اللہ جو بجان محبت [illegible] پر ایسی عورتین ہون جنکو وصل الٰہی نصیب ہو [illegible] بیساختہ حضرت بو علی قلندر قدس سرہ [illegible] ابن [illegible] اندر کو اور [illegible]

ف ۲ سبحان اللہ جو صاحب شکم مادر مین صاحب ولایت ہو [illegible] علی کرم اللہ وجہہ [illegible] حضرت شریف خالص [illegible]

قاضی [illegible] ۱۲۹۱

کہین دوست رکھتا ہے اور حق دوستی کا ادا کرتا ہے پھر اس مضمون کے اشعار پڑھنے لگے کہ میرا حبیب
بے بدل ہے کوئی اسکا بدل نہین اور اسکے سوا میرے جی مین کسیکا بھی خیال نہین اگرچہ کبھی آنکھ سے
اوجھل ہوجاتا ہے مگر جی جان مین ہردم اوسکا اوجالا ہے حافظ من اگر کامران گشتم وخوشدل چہ عجب
مستحق بودم و اینہا بزکاتم دادند + عاشق آن دم کہ بدام سر زلف تو فتاد + گفت کز بند غم و غصہ نجاتم دادند +
حکایت ہے منقول ہے کہ ایک امیر نے اپنے لڑکے کی تعلیم کیواسطے معلم بٹھایا اوسنے لڑکے کو پڑھانا لکھنا
ادب دینا شروع کیا۔ ایک عرصہ کے بعد لڑکے نے اوستاد سے کہا کہ باپ میرا امیر کبیر ہے مگر وہ اپنے
لائق آپکی کچھ خدمت نہین کرتا۔ کیا کرون مین عرق ندامت مین ڈوبا جاتا ہون کہ مین کسی لائق
نہین ہون کہ کچھ حق خدمت بجالاؤن مجھے کوئی ایسی بات بتلائیے کہ سب دولت دنیا اور ہر ایک
سختی سے نجات ہوجاوے کہا خموشی مین دونون جہان کی سلامتی ہے جیسا کہ رسول مقبول نے
ارشاد فرمایا مَن سَکَتَ سَلِمَ وَمَن سَلِمَ فَقَد نَجٰی یعنے جو چپ رہا سلامت رہا اور جو سلامت رہا بس
تحقیق سب بلا سے بچا اور دوسری حدیث مین ارشاد ہے البلاء موکل بالمنطق یعنی سب خرابی
گویائی سے آتی ہے اگر کوئی بات بے دینی کی کہی ایمان مین نقصان آیا اور جو کسی آدمی کو برا کہا
مار کھائی آبرو کھوئی لڑکے نے یہ دونون نصیحت اوستاد کی دامان جان مین گرہ باندھی اور بالکل
خموشی اختیار کی غرض کوئی بلاتا ہرگز جواب نہ دیتا جب اسکا چرچا ہوا کہ امیر کا لڑکا گونگا ہوگیا شدہ شدہ
یہ خبر وحشت اثر امیر تک بھی پہونچی امیر سنتے ہی نہایت مضطر اور بیقرار ہوگیا۔ ہر طرف آدمی دوڑائے
سب طرح کے طبیب بلالے کوئی دوا دیتا ہے کوئی نسخہ لکھتا ہے کوئی نبض دیکھتا ہے غرضکہ ہر ایک
اپنی اپنی تدبیر کرتا اور کچھ فائدہ نہ پاتا آخر الامر لاچار ہو کر بیٹھ رہا ایک مرتبہ کہیں اگر تنگ آگیا
تفریحاً بعنوان شکار جنگل کو چلا گیا لڑکے کو بھی ہمراہ لیگیا ناگاہ ایک جانور بولا لوسیں ہی تیر مارا
پھر لڑکے کے آگے لا پڑا وہ دیکھتے ہی جوش مین بھر گیا اور بیساختہ اوسکی زبان سے
نکل گیا کہ کیون بولا جو مارا گیا یہ سنتے ہی سب خوشی سے پھول گئے سارے کام بھول گئے جلدی سے
امیر کو مژدہ دہ ہوئے امیر نہایت خوش ہوا اور ایک بار زر و مال سے نہایت خوشحال اور مالا مال کردیا

پھر لڑکے کو بلایا اور کچھ کلام فرمایا اوسنے جواب نہ دیا امیر اپنے آپے سے نکل گیا اور آتش غضب سے
سلگ گیا کہ ہمارے کلام کا جواب نہ دینا اور بے زبانون سے کلام کرنا خواہ مخواہ اپنی موت کا سامان
کرنا ہے پس کوڑا منگاوا اور جلد جلاد کو بھی بلاوا اول کپڑے اوتار کر اسکے چار اوڑا او بعد اسکو قتل کراو
تب لڑکا عاجز ہو کر کہنے لگا کہ سچ نبی نے سچ کہا جو چپ رہا وہ سلامت بچا اور جو بولا وہ مارا گیا فائدہ
حکایت نقل ہے فتح الموصلی رحمہ اللہ سے کہ ایک مرتبہ مجکو تھا موسم شدت گرمی میں سفر حج کا
اتفاق ہوا ناگاہ ایک لڑکا تھا بے سر و پا پیادہ دیکھا میں نے پوچھا اسے لڑکے کہان جاتا ہے
کہا مین نے سنا ہے کہ میرے مالک کریم قدیم کا ایک گھر زمین پر بھی ہے اوسکی زیارت کو جاتا ہون
مین نے کہا کچھ زاد راہ بھی ہے کہا کیا رب کریم کے دربار دولت پر جاتا ہوا غلام روٹی بھی باندھ لیجاتا ہے
کیا اونکو خداوند کریم کی عنایت بس نہین ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے الیس اللہ بکاف عبدہ کہا
مین نے کہا یہ درست ہے مگر خیال تمہارے اس حال کا کہ آہستہ چلتے ہو اور سفر بہت دور دراز
ہے موسم حج مین پہونچنا بس محال ہے کہا چلنا میرا کام ہے اور پہونچانا خدا کا کام ہے بعد دو ایک قدم
وہ اہل نظر کہان نظر سے گم ہو گیا جو پھر نظر نہ آیا جب فضل الہی سے مشرف بہ زیارت بیت اللہ ہوا اور سب
مناسک او لوازم حج سے فارغ ہو کر مقام منا اہتمام قربانی مین مصروف تھا کہ ناگاہ وہ اہل نظر نظر آیا
کہ جناب پروردگار مین زار زار روتا جاتا تھا عرض کرتا ہے کہ ای مالک رحیم و ای رب کریم سب حاجی
قربانی کر کے تیری دولت قرب حاصل کرتے ہین اور مین کمال حسرت سے منہ تکتا ہون اور
زندہ درگور ہون کہ اصلا لیاقت اور طاقت قربانی کی نہین رکھتا چنانچہ تجھپر بخوبی روشن ہے
ہان اگر جان نثاری شرعا منع نہو تو جان قربان کرون اور قربانی والون مین شامل ہون پھر اونگلی
گردن پر مثل چھری کے رکھی اور حسب مضمون اس شعر کے کہ ؎ ما ہر یہ دہ جسبا وہ کہا ٹو بین
عاشق اس طرح جان سے جاتے ہین تکبیر پڑھی اور موافق ارشاد جناب مولانا کے ؎
عاشقان جام فرح آنگہ کشند ٭ کہ بدست خویش خوبان شان کشند ٭ ہم چو اسمعیل پیشش سر بنہ
شاد و خندان پیش تیغش جان بدہ ٭ جان بحق تسلیم کی پس معاذ بجو اوس صاحب حال کے

مین سے بعد کمال غم والم کے بہت آدمیون کو جمع کیا کہ ایک ولی اللہ نے ابھی صرف محبت خدا مین
جان نثاری کی بعدہ مین نے اونکو غسل بخوبی دیکر کفنا کے بجماعت کثیر نماز جنازہ کی پڑھی یکایک
جنازہ ہوا پر پیدا ہو گیا واللہ اعلم کہان گیا کہ پھر کسیکو نظر نہ آیا۔

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس ایک بزرگ آئے اور
عرض کیا کہ میری لڑکی دو برس سے برابر رات دن زار زار روتی چلاتی ہی ہر چند مین منع کرتا ہون
باز نہین آتی ڈرتا ہون کہ روتے روتے اندھی نہو جائے آپ قدم رنجہ فرمائیے اور اوسکو
نصیحت و پند سے سمجھائیے کیا عجب ہے کہ مفید ہو جاوے اور بچہ غمزدہ کو اس غم سے چھڑائی کہ اللہ تعالے
نے اہل اللہ کی زبان کو بہت تاثیر بخشی ہے۔ حضرت حسن بصری اوسکے گھر تشریف لیگئے اور
اوس از خود گزشتہ اور بخدا پیوستہ کو سمجھانے لگے کہ کیا بات تجکو بھائی کونسی چیز تیرے دل مین سمائی
جو دن رات روتی چلاتی ہے اور اپنے ماباپ کو ناحق غم والم مین رکھتی ہے کہا ای شیخ محبت خدا
میرے جی کو بھا گئی دل و جان مین سما گئی اور رونے کا مزا چکھا گئی چشمہ چشم سے ندی نالے بہا گئی
پس اگر صاحب دیدار پروردگار اس بے نصیب کے نصیب ہے تو دونون آنکھین ہین اور ایسی
دو ہزار نثار دیدار لقائے پروردگار ہین ورنہ ہونا نہونا انکا بیکار ہے و نیز نہونا خوشگوار ہے ع
آدمی دیدست باقی پوست ست + دید آن دیدہ کہ دیدہ دوست ست + اور دیدہ حق دیدہ ہر دم
بے چین و اشکبار ہے ہان اگر چین ہے تو دولت دیدار جناب باری یا گریہ و زاری مین مع اللہ
کوئی چیز زیادہ مزیدار ذوق دیدار پروردگار سے نہین اور اشک تر کی لذت نزدیک عاشق کے
وصال یار سے کم نہین فقط

حکایت نقل ہے کہ بصرہ مین ایک امیر کے اولاد نتھی رات دن اسی غم والم مین رہتا تھا
اور مال و منال دنیا سے کچھ مزہ نہ پاتا تھا قدرت خدا سے بعد چندے ایسا شکیل و جمیل لڑکا
پیدا ہوا کہ روشنی آفتاب و ماہتاب کو شرمندہ کردیا اور تمام عالم مین اسکے حسن یوسفی کا

غل و شور مچگیا باپ نے زر و جواہر بیشمار نثار کیا کہ ہر فقیر کو امیر اور ہر پریشان حال کو زر و مال سے مالا مال
اور خوشحال کر دیا پھر بعد تھوڑی مدت کے اوسکو گویا شادی مرگ ہوگیا وہ اس عالم گزران سے گزر گیا
اور جی کی آرزو جی ہی مین لیگیا ع ای بسا آرزو کہ خاک شدہ + پھر وہ دُرِّ یتیم گرد و غبار یتیمی مین
گرد آلودہ ہوا اور مادر مشفقہ غم زدہ کے سایہ مین پرورش پانے لگا اور اوس مصیبت دیدہ کو بدون
دیکھنے اوس مردم دیدہ کے ایک دم قرار و چین نتھا۔ رات دن اوس گلبدن کی آرایش اور
زیبایش مین تن بدن کا ہوش نتھا خدا کے فضل سے آج کچھ کل کچھ شدہ شدہ ہوش پکڑنے لگا
اور تمام عالم کو بیہوش کرنے لگا ہر جگہ سے گروہ گروہ اوسکے حسن شہرۂ آفاق کے اشتیاق
مین آنے لگے اور دور و نزدیک سے اُمرا اوسکی ماں کو پیغام بھیجنے اور اوسکی مرضی دریافت
کرنے لگے اوسنے سبکو جواب صاف دیا گویا دل کا سب کیا کہ جو لڑکی اوسکے حسن و جمال کی ہو
وہ اوسکے عقد مین آئیگی پس یہ سنتے ہی سب ساکت ہو گئے ایسے کہو گئے مایوس ہو کر دل پکڑ کر
خاموش ہو کر بیٹھ رہے کہ اوسکے برابر کبھی جمال نہ دیکھا نہ سنا زیادہ کا تو کیا ذکر ہے۔ اتفاقاً ایکروز یہ
ماں بیٹے چلے جاتے تھے اور عبد اللہ بن یزید وعظ فرماتے اور عذاب دوزخ سے ڈراتے تھے
اور لذاتِ جنت کا مزہ چکھاتے اور حسن و جمال حورانِ بہشتی کا مژدہ سناتے تھے پس دونو
سنتے ہی لوٹ گئے مقصود دلی کو پا گئے اور اس آیۂ کریمہ پارہ اونیس سورۂ فرقان کا بیان کیا
وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا
لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً
وَسَلَامًا یعنے جنت مین نہایت عمدہ مکان ہوا مین معلق جنت والونپر تارہ سے چمکتے ہین اوس
مکان کے تین سو دروازے ہین اور ہر دروازہ مقابل مکان عالیشان جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہے جس دروازہ سے جی چاہے اونکی زیارت
سے مشرف ہو اور ہر مکان مین ایک تخت یاقوت سرخ کا بچھا ہے اور ہر ایک تخت ہزار طرح
کے فرش مکلف ہر ایک رنگ سے بکمال خوبی آراستہ ہے اور اوپر ہر فرش کے نور ہی اوپر نیچے

رحمت کا ظہور ہے اور ہر تخت کے نیچے نہرین جاری ہین کوئی آب شیرین کی کوئی
شہد خالص کی کوئی دودھ مزیدار کی کوئی شراب خوشگوار کی اور ہر تخت پر حورین گوری بڑی
آنکھون والی کمال زرق و برق سے جلوہ آرا ہین اور ہر حور ستر حلہ بہشتی ہر ایک رنگ سے
بکمال خوبی آراستہ ہے پیدائش ہر ایک کی اس لطافت سے ہے کہ سر اونکا کافور کا اور سینہ
عنبر کا اور سینہ سے زانو تک مشک کا اور زانو سے ٹخنون تک زعفران سے بنا ہے اور کمال
لطافت سے مغز پنڈلیون کا ایسا چمکتا ہے جیسے سرخی مین سفیدی اور سفیدی مین سرخی
چمکتی ہے اور ہر ایک حور کی ہوا خواہی مین ستر ستر ہزار لونڈیان باندیان حاضر ہین کہ اپنی
مخدومہ کے بناؤ سنگار اور آرائش و زیبائش مین ہمہ تن مصروف ہین کوئی ادھر سے اودھر
جاتی ہے کوئی اودھر سے ادھر آتی ہے کوئی بادل پریشان زلف پریشان سلجھاتی ہے کوئی سرگردان
و حیران آئینہ دکھاتی ہے کوئی خوشبو لگاتی ہے ان مین سے اگر ایک بھی ایک نظر دنیا کی طرف
دیکھے تو آفتاب و ماہتاب کی روشنی کا چراغ گل کر دے یہ دو نو بیتابی سے گونہ تاب لاکر
بول اوٹھے کہ یا حضرت یکس خوش نصیب کے نصیب ہونگے فرمایا جو کوئی انکا مہر ادا کریگا
وہی اونکا خاوند ہو جائیگا کہا یا حضرت مہر انکا کیا ہے فرمایا دن کو روزہ رکھنا پچھلی رات کو
نماز تہجد کی پڑھنا اور گریہ و زاری کرنا اور ہر روز زکوٰۃ ادا کرنا اور وقت جہاد کے کفار سے لڑنا کہا
سب مجکو بدل و جان منظور ہے پھر گھر آکے چالیس ہزار درہم لیکر اون عالم کے آگے لاکر تقسیم کر دیا
اور کہا انشاء اللہ تعالیٰ سب شرطین مہر کی ادا کرونگی اور بلا شک اپنے چاند کو حوران بہشتی سورج
سی چمکتی سے بیاہونگی اور اپنے گھر کو رشک تاب آفتاب اور ماہتاب کرونگی پھر رات دن دونون
عبادت الٰہی مین مصروف رہتے تھے اور ہردم جہاد کی تلاش مین رہتے تھے ناگاہ سنا کہ

فائدہ [illegible]

عبدالواحد بن زید نے جہاد پر کمر باندھی اور تمام شہر مین منادی کرادی ہے کہ جنت لگاتی ہے اور
دوزخ کی آگ بجھتی ہے جسکا جی چاہے جنت کے مزے اوڑا لے اور عذاب دوزخ سے اپنے تئین
بچا لے کہ اب وقت جہاد ہے اور سب شرائط اوسکے بلاشک مہیا ہین اور مرنے مارنے مین دونو طرح
جیت ہے مرے تو شہید ہو مارین تو غازی ہو یہ راہ وہ ہے کہ ہر طرح سرفرازی ہو یہ سنتے ہی
چارون طرف سے جہادی مور و ملخ کی طرح یکایک ٹوٹ پڑے اور آنا فانا مین دل کے دل بادل
سے جمع ہو گئے یہ جوان بھی اوس میدان محک امتحان مین اور ایمان مین مسلح بجلی سا چمکتا گھوڑا
چمکاتا ہوا آیا مادر مشفقہ نے بکمال خوشی دل سے رخصت کیا جی جان کو اوسکے ہمراہ کیا اور کہا
ای جان جان نثاری کرنا جاندار ہی کرنا ہے زندگی در مردن و در محنت ست
آب حیوان در درون ظلمت ست پھر مقابلہ ہونے لگا جنتی جنت مین اور دوزخی دوزخ مین
جانے لگے یہ جوان جماعت کفار مین بجلی سا کالی گھٹا مین چمکتا تھا اس طرف سے اوس طرف
اور اوس طرف سے اس طرف مارتا ہوا نکلتا تھا اور کسیکا زخم نکھاتا تھا پھر سب جماعت
اہل اسلام اوسکی دلیری دیکھکر عاشق زار ہو گئی ہر چند اوسکو منع کرتے تھے تو سبقت نکر
کہ تو ابھی رنگ ڈھنگ جدال و قتال سے اصلا واقف نہین ہے ای رشک قمر تیرے مرنے سے
تمام لشکر بے موت مرجائیگا کہا مجکو اپنی جان بھاری ہے باغ جنان کی لذت پیاری ہے
وہانکی بہارین نظر آتی ہین حوران بہشتی جلوہ دکھاتی ہین چنانچہ ستر ہزار حور سراپا نور خلعت بہشتی
اور تاج جواہر سے بکمال خوبی آراستہ سرد آہین بھرتی ہین گرمجوشی محبت دکھا کرتی ہین کہ واللہ اعلم
کب ہمکو دولت وصال عدیم المثال اوس خاوند کی نصیب ہوگی کہ ابھی تو وہ لڑتا ہی یہ سنتے ہی
سب سن ہو گئے اوسکی زندگی سے مایوس ہو گئے پھر اوس جوان با ایمان نے تلوار میان سے
نکالی اور گھوڑے کی باگ اوٹھا کر لشکر کفار مین گھس گیا اور دلاوری دی جب لشکر اشقیا نے
دیکھا کہ سبکو مارتا ہے اور کسیکی مار نہین کھاتا چارون طرف سے اکٹھے ہو کر ایک مرتبہ اوسپر
ٹوٹ پڑے اتفاقا کسی سنگدل کے ہاتھ سے زخم کاری کھایا زمین پر آیا اور راہ خدا مین جان نثار

ہو گیا جب یہ خبر وحشت اثر لشکر اسلام مین پہونچی سب نعرہ مارکے بیقرار ہو گئے اور کف افسوس
ملکر اور زندگی سے ہاتھ دھو کر لشکر کفار سے بھڑ گئے حمایت الٰہی سے قریب عصر کے فتحیاب ہوے
اور اوس جوان با ایمان کو بدل و جان ڈھونڈھنے لگے ناگاہ ایک مقام پر دیکھا کہ زخمون سے
چور ہے اور تمام عالم اوسکے نورانی چہرہ سے معمور ہے چہرۂ نورانی کی چمک سے آنکھین تلملا
اور اوسکے خون کی خوشبو مشک عنبر کو شرماتی تھی پھر باعزاز و اکرام تمام اوسکو کفنا دفنا دیا
بعد اوسکے ماں نے اوسکو خواب مین دیکھا کہ تخت بہشتی پر کمال جاہ و حشم سے جلوہ فرما ہے پوچھا
کہ اے بیٹا سب مقصد دلی تیری پوری ہو گئی کہا کہ ہان جب زخمون سے چور ہو کر گھوڑی سے گرا
تو حورون ہی کی گود مین گرا ف[1]

حکایت نقل ہے سلمان رازی رحمہ اللہ سے کہ مین ایک مرتبہ واسطے زیارت انبیاء
علیہم السلام کے بیت المقدس کو جاتا تھا ناگاہ ایک لڑکی راہ مین ملی کہا اے شیخ کہان جاتا ہو
مین نے کہا بیت المقدس کو جاتا ہون کہا آؤ مصافحہ کرو اور آنکھین بند کرو مین نے مصافحہ
کرکے بعد لمحہ کے آنکھین کھولدین دیکھون تو بیت المقدس مین موجود ہون یہ ماجرا دیکھکر
متحیر ہو گیا دو تین درہم اکل حلال سے میرے پاس تھے وہ اوسکو دینے لگا اور معذرت کرنے لگا
وہ مسکرا کر کہنے لگی کہ مجھکو حاجت نہین ہے ناگاہ دیکھون تو اوسکے دونو ہاتھون مین دینار سرخ
ہین کہا کیا تیرا اللہ پر بھروسا تھا جو گھر سے خرچ لیکر نکلے ف[2]

حکایت نقل ہے حضرت شبلی کے چھوٹے بھائی سے کہ مین لڑکپن مین کسی امیر کے مکتب مین
پڑھتا تھا اور احمد بن اسکاف کا لڑکا بھی وہان پڑھتا تھا اتفاقاً اسکاف کے لڑکے اور امیر کے
لڑکے سے نہایت موافقت ہو گئی اسکاف کا لڑکا اوسپر فریفتہ تھا کہ بے دیکھے امیر زادہ کے
ایک گھڑی چین نہ تھا ناگاہ ایک ورا امیر حسب اتفاق مکتب مین آیا اور سب لڑکون کا حال

[illegible]

دریافت کیا اسکاف کے لڑکے کو غریب جانکر اوٹھا دینے کا حکم دیا کہ اوسکی صحبت امیرزادہ کو مضر
ہو گی۔ معلم نے مجبور ہوکر اوٹھا دیا چند روز کے بعد سنا کہ اسکاف کا لڑکا بیمار ہے اسواسطے کہ اوسکو
آتشِ فراق امیرزادہ سے جلتا اور زار زار روتا تھا آخرکار بیمار ہو گیا حسب ارشاد جناب مولانا
؎ عاشقی پیداست از زاریِ دل + نیست بیماری چو بیماریِ دل + جب امیرزادہ کو خبر ہوئی
اوسنے آدمی بھیجا اور پوچھا کیا حال ہے اور کس مرض مین گرفتار ہے ملازم گیا اور سلام و پیام پہونچایا اوس نے
کہا بھیجا کہ یہ تمہاری محبت کا گرفتار غم مہاجرت سے بیمار ہے اب کوئی دم کا مہمان ہے جسم یہان اور جان
وہان ہے۔ ملازم آیا اور پیام بیمار کا لایا واللہ اعلم کس انداز و ناز سے اوسنے کہا کہ جلدی جا اور اوس امیرزادہ سے
کہہ کہ اگر دل تجھپر مائل ہے تو یہان پہونچ مین کونسی چیز حائل ہے ملازم گیا اور پیام اوسکا کہا اوسنے کہا تو ذرا
باہر توقف کر اور تھوڑی دیر کے بعد بدون طلب اندر آ طباق ڈھکا ہوا لیجا اور امیرزادہ کو جلدی پہونچا
پھر بعد ایک ساعت کے ملازم اوسکا آیا اور طباق ڈھکا اور لڑکا زمین پر تڑپا پایا وہ طباق اوٹھا کر امیرزادہ
کے آگے لیگیا اور اوس سے سب ماجرا بیان کیا اوسنے رومال اوٹھا کر دیکھا تو دل تڑپتا پایا دیکھتے ہی
اوسکا بھی دل تڑپ گیا خادم سے کہا جا اور اوس دلدادہ کی خبر لا خادم دوڑا گیا اور اوس جان دادہ
کی خبر لایا کہ جان بحق تسلیم ہو گیا ف

حکایت نقل ہے بادشاہ لغو الکبیر ترکی سے کہ ایک لڑکی اوسکی نہایت شکیلہ اور جمیلہ تھی
یکایک دنیا اور معاملات دنیا سے اوسکو نفرت ہو گئی اور آدمی کی صورت سے بیزار ہو گئی
حتی کہ مجنون مشہور ہوئی۔ آخرکار بادشاہ کو بھی یہ خبر پہونچی سنتے ہی ازبس بیقرار ہو گیا اور
ہر طرف کے طبیب بلائے اور معالجہ شروع کیا۔ کسیکے معالجہ سے فائدہ نہوا آخر تنگ آکر
حکم دیا کہ جو کوئی اوسکو اچھا کریگا اوسکے ساتھ اوسکا نکاح کیا جائیگا یہ حال سنکر ایک جہان
جمع ہو گیا کوئی بیمار ذوق جمال و وصال کوئی گرفتار شوق حصول مال و منال الغرض

[illegible]

ہر ایک بلباس طبیب طلب اوس صید مین آیا اور تمام عالم کو گرفتار اوس مرض عالمگیر نے اپنا
مرض کی دوا اوس مریضۂ محبوبہ کو پایا ہر ایک دعوی حکمت کا کرنے لگا کوئی اقسام امراض گنتا تھا
کوئی حرکاتِ نبض بیان کرتا تھا آخر کار سب نے نوبت بنوبت معالجہ کیا جب افاقہ نہوتا تھا تو ہار جاتا تھا
کہ بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند + در آرد طمع مرغ و ماہی ببند + ناگاہ یہ خبر حضرت ابو الحسن رحمہ اللہ
نوری کو پہونچی بہت متاسف ہوی - اور کہا کہ مفت سارا جہان جان سے مارا جاتا ہے اپنا اس بلا کو
دفع کرنا اور سب مخلوق الہی کو بلا سے بچانا فرض وقت اور عین مصلحت ہے چنانچہ حضرت ابو الحسن
وہان تشریف لیگئے پوچھا کہ وہ بیمار کہان ہے کسی نے کہا کہ جب اسکے اچھے ہونیکی طرف سے مایوس
ہوگئے لاچار ہوکر اوسکے علاج لا علاج سے سب نے ہاتھ اوٹھا اور اوسکو مطلق العنان کردیا
پھر وہ پردہ نشین بطور مجنونانہ بیحجاب بے پردہ پھرتی ہے اور جنگل مین فلان مقام پر رہتی ہی پھر آپ
اوسی جگہ تشریف لیگئے اور باواز بلند اعوذ اور بسم اللہ پڑھکر سورۂ بقر پڑھنی شروع کی پس ناگاہ
لڑکی چیختی چلاتی آئی اور کہا اے ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ کی تم ہو تم میرے پیارے خدا کا
پیارا کلام پڑھتے ہو مین نے حیرت مین ہوکر کہا کہ تو نے کیونکر میرا نام اور اللہ کا کلام معلوم کیا
تجھکو کسنے بتایا کہا اے شیخ جسنے تمسے صاحب کمال کو یہان بھیجا اور مجکو اس حال مین پہنچایا
اوسی نے بتایا اگر مین ایسی نہوتی تو دنیا اور دنیا والون سے کیونکر نجات پاتی اور اس قسم کی باتین
کرتی کہ کار ما از خلق شد برباد راز + داد ازین مشتے گدای لئیما تہ تا نگردم از خود و از خلق پاک
بر نیاید جانِ ما از خلق پاک + ہر چہ غیر شورش و دیوانگی ست + اندرین رہ دوری و بیگانگی ست
پھر اوسنے مجھسے سورۂ آل عمران تک پڑھوایا پھر مین نے کہا کہ عورت ہوکر تجکو اس طرح
برہنہ رہنا زیبا نہین کپڑے پہنکر اپنے باپ کے پاس چل کہ ہمارا تیرا عقد ہوجاوے کہا مجکو اس بات کی
ہرگز رغبت نہین ہے کہ وقتِ آن آمد کہ من عریان شوم + جسم بگذارم سراسر جان شوم +
ہر کہ اندر عشق یابد زندگی + کفر باشد پیش او جز بندگی + نعرۂ مستانہ خوش می آیدم +
تا ابد ایجان چنین می بایدم + کہا بدون عقد کے باہم کلام و پیام درست نہین ہے پھر ہم تم

باہم ہوکر زیارت بیت اللہ کو چلنے لگے کہ ہر سال وہاں لاکھوں آدمی جاتے ہیں اور حج کرتے ہیں
یہ سنتے ہی بیخود ہو گئی دریائے محبت الٰہی میں ڈوب گئی اوسی حال میں جناب الٰہی میں رو کر
عرض کرنے لگی کہ اے مالک میرے تو نے اپنے فضل و کرم سے اپنی محبت کا مزہ چکھایا اور سب دنیا
اور لذت دنیا سے چھڑایا اور اپنا گھر کہ لاکھوں آدمی اوسکی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں
آجتک مجھکو نہ بتایا نہ دکھایا لونڈی کو کیا خطاوار پایا کہ جو ایسی دولت سے محروم رکھا پھر ایک
جوش محبت الٰہی میں بھر گئی دریا ہی اوبل گئی ایک طرف کمال تیزی سے چلی میں بھی اوسیوقت
اوسکے ساتھ ہو ناگاہ ایک مقام شاداب پر پہونچی کہ ہر طرف نہر جاری تھی۔ آگے جا کر
کیا دیکھتا ہوں کہ وہ طوافِ کعبہ میں مصروف ہو رہی ہے اور خوشی سے پھولی نہیں سماتی ہے
کہا اے شیخ جسکے جی جان میں خدا کی محبت رچ گئی وہ خودی سے گزر گئی اور خدا کی خاص
لونڈیوں میں ہو گئی اسکو زیارت کعبہ کے آنیکو کچھ زاد راحلہ وغیرہ کی حاجت نہ رہی اسواسطے
کہ عقل و دلہا بے گمان دان عرشی اند + در حجاب از نور عرشی میزیند +
عقل ہر عطار کاگہ شد ازو + طبلہا را ریخت اندر آب جو + گر گشاید دل سر انبان راز
جان بسوی عرش سازد ترکتاز + بلکہ خالص بندوں کیواسطے کعبہ اپنے مقام سے اوٹھ جاتا ہے ف۱
حکایت نقل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آب دہن اپنا واسطے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کے امیر معاویہ کے منہ میں امانت رکھا اور ارشاد کیا کہ فلاں سنہ ایام فلاں شہر فلاں محلہ میں فلاں
نام کے لڑکے کو یہ میری امانت سپرد کر دینا چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور
اپنے وقت پر اس حکم محکم کو تعمیل کیا پھر اوس دولتِ خداداد نے امام کو وہ رتبہ پہونچایا کہ اونکے پیرو
کیسے کیسے خدا رس ہوئے کہ ہر کس و ناکس پر مانند آفتاب روشن کے بخوبی روشن ہے ف۲

باب پندرہواں غلاموں اور لونڈیوں کی عبادت اور خدا آگاہی میں

ف۱ [illegible]

ف۲ [illegible]

حکایت منقول ہے کہ ایک بار حضرت ابراہیم علیہ السلام موسم گرمی مین بطریق سیر جنگل مین پھرتے تھے اتفاقاً بمقتضاے عالم بشریت بسبب شدت گرمی کے کمال تشنگی سے بیقرار ہوے ہر چند پانی تلاش کیا کہین پانی کا اثر نپایا ناگاہ ایک حبشی بکریان چراتا نظر آیا اوس سے سلام علیک کی اوسنے کہا وعلیکم السلام یا خلیل الرحمن حضرت نے بہت تعجب کیا کہ اس انجان نے میرا نام کیونکر جانا بعدہ فرمایا کہ مجکو پیاس بشدت ہے تھوڑا سا دودھ پلا کہ پیاس بجھے کہا آپ سرد پلاؤن یا دودھ لاؤن فرمایا یہان آب سرد کہان دودھ ہی غنیمت ہے اوسنے پہاڑ پر لاٹھی ماری ناگاہ ایک چشمہ آب شیرین کا جاری ہوگیا کہ شہد سے زیادہ میٹھا اور دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ سرد تھا آپ نے خوب سیر ہو کر پیا اور بکمال تعجب سے قدرت الٰہی کا تماشا دیکھتے تھے کبھی اسکا منہ تکتے تھے کبھی آسمان کیطرف دیکھتے تھے حبشی آپکے تعجب پر متعجب ہو کر کہنے لگا اے خلیل اللہ قدرت اللہ مین کیا تعجب کرتے ہو ابھی اس پہاڑ کو اشارہ کرون کہ تو اپنے مقام سے الگ ہو جا اوسیوقت ہو جاے پھر آپ نے یکایک دیکھا تو حقیقت مین پہاڑ اپنے مقام سے الگ ہوا مین معلق ہے پس حضرت خلیل اللہ قدرت رب جلیل سے زیادہ تر حیرت مین آگئے اللہ اکبر اس ادنیٰ درجے کے آدمی کو یہ عالی درجہ حاصل ہے پھر حمد و ثنا ے جناب باری مین محو ہوگئے حضرت جبرئیل علیہ السلام اوسیوقت تشریف لاے کہا اے ابراہیم اسقدر کیون سوچ مین ہو اگرچہ یہ غلام حبشی بظاہر خوار و زار ہے مگر رتبہ اسکا عنداللہ بعید و بے شمار ہے کہ جو دعا کرے رب العزت اوسکی کمال مرتبہ اور وجاہت سے اوسیوقت قبول فرماوے اور ذرا توقف وا نرکھے فقرا زبراے امتحان خوار ترتیم لیک انہا بسر نیاوردیم پیش غلامان خوار و زار وشکستہ پیش ما مخفیانہ مقبول و پسندہ فقرا

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی حق پرست غلام مول لیتے تھے ایک غلام کو پسند کیا اوس سے

پوچھا تو ہمارے پاس رہنے کو راضی ہے اوسنے کہا غلام کو کیا عذر ہے کہا تیرا نام کیا ہے کہا جس نام سے
پکارو کہا کیا کھاتا ہے کہا جو کھلاؤ پھر بہت خوش ہو کر اوس غلام کو خرید لائے غلام نے عرض کیا دن بھر
جو کام چاہیے سو لیجیے مگر رات کو معاف کیجیے کہ رات کو مجھ سے آپکا کچھ کام نہو سکیگا مالک نے کہا بہتر ہے
پھر تمام دن کام کاج آقا مین مصروف رہتا اور بعد نماز عشا کے واللہ اعلم کہان غائب ہو جاتا —
اسی طور سے عرصہ دراز گزرا اور مالک اوسکے حال سے کچھ آگاہ نتھا اتفاقاً ایکروز آقا کے جی مین
آیا دریافت کیا چاہیے کہ یہ غلام رات بھر کہان غائب رہتا ہے اور کس مرض مین گرفتار ہے
مبادا کسی کار بیجا مین گرفتار ہو اور ناحق ہماری بدنامی ہو سب جگہ ڈھونڈا کہین نہ پایا ناگاہ
دیکھا کہ ایک خراب خستہ مکان روشنی سے روشن ہے متعجب ہو کر پاس جا کر دیکھا
تو ایک قندیل نوری روشن ہے اوسکی روشنی سے سارا مکان نور سے معمور ہے اور غلام
عبادت الٰہی مین مشغول ہے جب نماز سے فارغ ہوا گڑگڑا کر زار زار رونے لگا کہ اے میرے
مالک اے میرے خالق اے کریم اے رحیم رات گزری سب نامرادون نے اپنی مراد پائی
دنیا والون نے دنیا کی مراد حاصل کی اور اللہ والون نے نعمت آخرت کی لذت اوٹھائی
اس غلام طالب دولت دیدار خود بدولت کو بھی اپنی عین عنایت اور بندہ نوازی سے
مراد دلی کو پہونچا اور کشاکش غم والم سے چھڑا آقا یہ حال دیکھتے ہی بیتاب ہو کر اوسکے پیرون پر گر پڑا
اور بہت معذرت کرنے لگا غلام نے مولی کا یہ حال دیکھکر جناب باری مین زاری کی کہ خداوندا
اب تک میرے راز سے سوائے تجھ راز دار کے کوئی واقف نتھا اب سب پر آشکارا ہوگا پس اب کچھ
لذت زندگی اور بندگی کی نہین پاتا ہون مجھے قید ہستی سے چھڑا اور اپنے پاس بلا بقول حافظ
روا مدار خدایا کہ در حریم وصال ۔ رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد ۔ بیان شوق چہ حاجت کہ حال آتش دل
توان شناخت ز سوزی کہ در سخن باشد ۔ پس یکایک وہ رحلت کر گئے اور آقا ویسے ہی معذرت
کرتے قدمون پر پڑے رہے ۔

حکایت نقل ہے کہ حضرت لقمان علیہ السلام بدن کا لا اور دل مین اوجالا روشن رکھتے تھے

جیسے کہ حضرت سعدی رحمۃ اللہ فرماتے ہین ع شنیدم کہ لقمان سیہ فام بود
نہ تن پرور و نازک اندام بود + اور خداپرستی مین خودی سے گزر گئے تھے واللہ اعلم کس حکمت
اور مصلحت سے غلامی اختیار کی تھی پھر اُنسے کسی کسان کے ہاتھ بیچ ڈالا دن بھر اوسکے
کام مین حاضر رہتے بعد نماز عشا کے آقا کو سُلا کر علیحدہ جا کر عبادت الٰہی مین مشغول
آدھی رات گئے آقا کو آکر جگاتے کہ اے آقا یہ وقت غفلت کا نہیں ہے جنت طرح طرح کی آرایش سے
آراستہ ہو رہی ہے اور دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہے اور عنایت الٰہی مغفرت تمام بندگان عاصی کا
انتظار کر رہی ہے کہ جو کوئی گریہ وزاری جناب باری مین کرے اوسکو طوفان عصیان سے
نجات دے بلکہ انواع طور کے انعام و اکرام سے دامان دل و جان کا لبریز کردے پس جو کوئی
عذاب دوزخ سے ڈرے اور جنت کے مزون پر مرے کیونکر غفلت مین رہے آقا کہتا او
غلام اللہ غفور رحیم ہے سب بندگی اور بے بندگی والونکو بخشتا ہے ناچار ہو کر حضرت لقمان
علیہ السلام پلٹ جاتے اور پھر عبادت الٰہی مین مصروف ہوتے پھر بخیال نمک حلالی کے
آقا کو جا کر جگاتے وہ پڑا پڑا حیلہ و حوالہ کرتا اور خواب غفلت سے آنکھ نہ کھولتا یہانتک کہ صبح ہو جاتی
پھر آپ نماز صبح کی پڑھ کے اوسکو جگاتے کہ صبح ہو گئی سب جانور یاد الٰہی مین مصروف مشغول ہیں
اسی طور مدت دراز گزری ایک مرتبہ آقا نے جو بونے کو دیے حضرت لقمان نے جو کی جگہ چنے
بدلکر کھیت مین بو دیا بعد عرصہ دراز کے اتفاقاً ایک مرتبہ آقا ہمراہ لقمان کے کھیت پر گیا
دیکھا تو چنا جما ہے کہا اے لقمان مین نے جو بوئے تھے چنا کہاں سے جما لقمان نے کہا
کیا اللہ کریم قادر نہین ہے جو کو چنا کردے وہ بولا شان اللہ کریم قادر ہے مگر چنا بو کے جو نہین جمتے
کہا تو آقا ایسا ہی تو اپنا حال قیاس کر جب تو غفلت کی نیند سے سوویگا جنت کی نعمت کا مزا
کیونکر پاویگا اور علیٰ کے درجہ کو کیسے پہونچیگا۔ ف

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک حق پرست لونڈی خریدنے بازار کو گئے دیکھا کہ ایک
لڑکی بدشکل بہت ارزان بکتی ہے اور کوئی اوسکا خریدار نہین ہے اوسکے پاس گئے اور کہا

تو ہمارے پاس رہنے کو راضی ہے اوسنے ہنس دیا اور کچھ جواب نہ دیا خریدار سنتے ہی ہین کہ
یہ لڑکی کچھ باولی سی ہے وہ بولی مین تو باولی نہین ہون مگر محبت الٰہی مین میرا جی باولا ہے
یہ حیرت مین تھے کہ الٰہی جی کی بات بتانا اسکو کسنے بتایا کہا سبحان اللہ آپکے اس اچنبے پر مجکو
اچنبا آتا ہے کہ جی کی بات بتانیوالا اور سکھانیوالا سواے رازدان حقیقی کے کوئی اور بھی
جو تم متعجب ہوتے ہو پھر بہت خوش ہو گئے اوسکو خرید کر گھر لائے کہ یہ تو عجب نعمت غیر مترقبہ
ہاتھ لگی پھر اوس لڑکی نے کہا اے آقا کچھ قرآن مجید پڑھو کہ بلاشک کلام الٰہی مردہ دلون کو
زندہ دل کرتا ہے اور سیاہی دلکو روشنائی دل سے بدل دیتا ہے اور روشندلون کو دوبارہ
جلا دیتا ہے پھر آقا نے بسم اللہ شروع کی پس بسم اللہ کے پڑھتے ہی چیخ مار کر ایسی بیہوش ہوئی
گویا کہ مر گئی جب کچھ افاقہ ہوا کہا اے آقا سبحان اللہ کیا پیارا نام ہے اللہ پیارے کا کہ سنتے ہی
جی جان ہاتھ سے جاتا ہے اللہ اللہ لذت گفتار تو اس درجہ ہے کہ میرے جی کو جلا دیتی ہے
کیفیت دیدار واللہ اعلم کس درجہ کی ہوگی اور کیا کیفیت دکھاتی ہوگی اے خدا برای خدا
دولت دیدار خوشگوار ہمین عنایت سے عنایت کیجے + تو بہار حسن گل دہ خار را
زینت طاؤس دہ این مار را + چون آبروے لالہ و گل حسن فیض تست + ای ابر لطف برمن خاکی ببار ہم
چون کائنات جملہ بہ بوی تو زندہ اند + ای آفتاب سایہ زمین بر مدار ہم + جب بات ہو چکی آقا نے کہا
اپنا بستر لاؤ ہمارا بچھونا بچھا کہا کہ اے آقا راحت جنت مین ہے اور آرام باغ ارم مین دنیا
مقام مشقت و محنت ہے نہ جای راحت و فرصت موت سر پر کھڑی ہے زندگی گھڑی گھڑی ہر
یہان قیام مسافرانہ ہے گھڑی ساعت مین اس عالم اسباب سے اوٹھ جانا ہے اور اٹھنے والا
مکان سے جی پہلے اوٹھتا ہے اور سامان پیچھے جو سویا سو کھویا قبر مین خوب نیند بھر تا قیامت
سونا ہے سونے لگتی ہین نہ تو وہین محمل دنی کو + اب چلے آتے ہین دن گور مین چل سوئینگے +
آقا نے کہا تھوڑا بہت سونا بھی بہت ضروریات سے ہے کہا اے آقا محل الضعاف اور

بمنزلہ دیوانگی ۱۲ — انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم — مومن صادق اس آیہ کریمہ — کمال قوت ایمانی

جاے غور ہے کہ جسکا مالک جاگے وہ کیونکر پاؤن پھیلا کے سوئے جو آقا ہر دم ناظر ہوا وسکا
غلام کیونکر غیر حاضر ہو یا الہی ہوی کہین سوتے ہین عزیز کو خواب خرگوش مین کہین مفت
کھوتے ہین عشاق کو نیند حرام اور جاگنا حلال ہے اگرچہ غلبہ نیند سے نڈھال ہون مگر خدا سے
ایکدم جدا نہون چنانچہ مولانا فرماتے ہین ؎ راستخان در تابت نوار خدا ء سے خدا پیستہ نے از ہم جدا
ایک مرتبہ مجکو بھی نیند نے بہت تنگ کیا مین نے کہا ایسے جینے کو سلام ہے جو رات بھر سووے
اور دن بھر کہا وے ف

حکایت نقل ہے کہ عبد اللہ ابن مبارک رحمہ اللہ نے ایک غلام کو مکاتب کیا فرمایا
اسقدر مدت تک تو مجکو ہر روز ایک درہم لا دیا کر بعد پورے ہونے مدت کے تو آزاد ہے
چنانچہ غلام حسب الحکم آقا کے صبح کو ایک درم لا دیتا تھا چند روز کے بعد عبد اللہ ابن مبارک سے
کسینے کہا کہ یہ غلام مردون کے کفن چرا کر بیچتا ہے اوسمین سے تمکو بھی ہر روز ایک درم دیتا ہے
اگر کچھ شک ہو تو اپنی آنکھ سے دیکھ لو اونکو نہایت رنج ہوا کہا استغفر اللہ مین کس بلا مین مبتلا ہوا
ایسے درہم سے ہم باز آئے پھر مجبور ہو کر چپکے سے رات کو غلام کے پیچھے ہوے وہ سیدھا قبرستان
کو گیا وہان ایک قبر بنی تھی کھولکر اوسمین گھس گیا اب مجکو یقین کامل ہو گیا کہ بیشک
کفن چور ہے جب اوسکو دیر معلوم ہوا مین نے پاس جاکر دیکھا کیا دیکھتا ہون کہ ایک بڑا عمیق
غار ہے اوسمین ایک محراب ہے غلام وہان پر پوشاک نفیس پہنے ہوے یاد الٰہی مین بیٹھا ہے
جب فارغ ہوا تو سجدہ مین سر رکھکر زار زار رونے لگا اور بہت عاجزی سے گڑگڑا کر عرض
کرنے لگا کہ بار خدایا دن کو حاضری کی فرصت نہین پاتا معاف فرمانا اب صبح ہوی آقا درہم
مانگیگا سواے تیرے مجکو اس غم سے کون چھڑانیوالا ہے ناگاہ آسمان سے ایک نور آیا اوسمین سے
ایک درہم اوسکے پاس آگیا وہ لیکر اوس غار کو مٹی سے بند کر کے بصورت قبر بنا دیا اور چلنے کا
قصد کیا کہ عبد اللہ ابن مبارک یہ حال دیکھکر بیتابی سے تاب نہ لاسکے دوڑکر اوسکو لپٹ گئے

اور ہاتھ پیر اوسکے چومنے لگے غلام نے جب یہ ماجرا دیکھا جناب باری مین کمال گریہ وزاری کی
کہ خداوندا اب تلک یہ راز چھپا تھا اور اب آشکارا ہو گیا اب لطف زندگی و بندگی باقی نہ رہا۔
اے خدا اب اسے خدا مجکو دنیا سے اوٹھا اور اپنے پاس بلا حافظا ازو بغیر خویش خدا را بہ بشتم معرفت
کہ سیر کویم توا ز کون و مکان ما را بس + نیست ما را بجز از وصل تو در سر ہوسی + این تجارت ز متاع دو جہان ما را بس +
پھر جان بحق تسلیم ہو گیا عبداللہ ویسے ہی معذرت کرتے رہے جب آگاہ ہوئے تو بہت زار زار روئے
کہ افسوس اس دولت ایمانی اور گنج پنہانی کی حقیقت سے مین آجتک واقف تھا آج واقف ہوا
تو دست تاسف ملا اور اوسکو اوسکے ہی کپڑون مین بخوبی کفنا دفنا دیا اور یہ قصہ اور احباب سے
نقل کیا پھر اوسی رات کو عبداللہ ابن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے دیکھا کہ براق پر سوار ہین اور فرماتے ہین اے عبداللہ
ایسے اولیاء اللہ کو اونہین کپڑون مین کفنا دفنا دیا ف

حکایت نقل ہے کہ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا ابتدا مین کسیکی خدمتگار تھین
تمام دن اوسکی تابعداری مین حاضر رہتین رات کو آقا کو سلا کر علیحدہ مکان مین جا کر تمام رات
عبادت الٰہی مین مشغول رہتین اسیطرح عرصہ دراز گزرا کہ دن کو روزہ رکھتی تھین اور رات کو
عبادت کرتین اتفاقاً ایک مرتبہ آقا نیند سے چونکا رابعہ کو نہ پایا متعجب ہو کر ہر طرف دیکھنے لگا
ناگاہ ایک خالی مکان سے آواز آئی دیکھا تو رابعہ سجدہ مین پڑی زار زار روتی اور گڑگڑاتی ہے
کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے جیسا تیری لونڈی کا جی تیری بندگی کو چاہتا ہے مگر کیا کرون دن کو
تابعداری آقا سے فرصت نہین ملتی رات کو اوسکے سونیکے بعد تیری تابعداری مین جی جان سے
حاضر ہون جو کچھ بندگی بن آتی ہے کرتی ہون اور حق بندگی بجا لاتی ہون اگرچہ الٰہی بنظر کمی و سر افگندگی
سراپا شرمندگی میری ہرگز قابل قبول نہین ہے مگر ہان تو سب قابل ہے بھلی بری سب قبول فرماتا ہے
بیت کالا کہ ہیچ خلقش ننگرید + از خلافت آن کرم آنرا خرید + ہیچ قلبے پیش او مردود نیست
زانکہ قصدش از خریدن سود نیست مولا میری اگر تو مجکو اپنے تابعدار کا تابعدار نکرتا تو تجھ کو

پیارے مہربان کو چھوڑ کر مین کیون کیسکی تابعداری کرلی اور جی کی آرزو جی ہی مین خون کرلی ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ * یہ ماجرا دیکھکر آقا کے ہوش اوڑ گئے اور ہیبت الٰہی جی مین سماگئی جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہین ؎ ہر کہ ترسید از حق و تقوی گزید ترسد از وے جن و انس و ہر کہ دید * چپکے سے اگر لیٹ رہا اور تمام رات چین نہ پڑی صبح کو رابعہ کو بلا کر بکمال تعظیم و تکریم پیش آیا اور از حد معذرت کرنیلگا بعدہ بخوشی تمام آزاد کردیا اوسوقت رابعہ خوشی سے پھول گئین اور سب دکھ درد اگلے بھول گئین آقا کے حق مین حق تعالی سے دعا کری چلی گئین پھر شہر کے باہر ایک خراب سے مکان مین رہنا اختیار کیا اور اون یاد خدا مین بیخود رہتین اور جوش محبت الٰہی مین دریا سی اوبلتی تھین ایک مدت دراز تک اسی انداز سے گزری پھر مشقت اور محنت رابعہ کی دیکھکر کسینے کہا تم کیون اسقدر رات دن جان مارتی ہو اور ایک گھڑی آرام نہین لیتین کہ اللہ غفور و رحیم نے اسقدر رنج اوٹھانیکو نہین فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنے بار حکم الٰہی کا آدمی کی طاقت سے ہرگز زیادہ نہین ہے کہا یہ سچ ہے مگر میرا مطلب کچھ اور ہی ہے یعنے قیامت کے دن اعمالنامے ہر امت کے اپنے اپنے نبی کے آگے مجمع انبیا علیہم السلام مین کھولے جاوینگے میرا اعمالنامہ جب حسن اعمال سے مالامال ہوگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس مجمع مین کمال جاہ و جلال حاصل ہوگا کہ اللہ اکبر جب ادنی لونڈی امت محمدیہ کی اس درجہ کی خوبی اعمال رکھتی ہے تو اور احرار اور ابرار اس گروہ والا شکوہ کے کس درجے کے اعلی درجے ہونگے فقط بعد اسکے خچر پر سوار ہو کر حج کو چلین ناگاہ راہ مین خچر گر گیا قافلہ والون نے کہا تم کچھ تردد نکرو ہم تمکو بخوبی سوار کرلینگے۔ اور سب اسباب تمہارا رکھ لینگے کہا تم سب صاحبون کی مہربانی ہے مگر تم چلو میری کچھ فکر نکرو لاچار ہو کر قافلہ آگے روانہ ہوگیا رابعہ نے زار زار رونا اور گڑ گڑانا شروع کیا کہ اے مالک میرے تونے اپنی لونڈی کو

فائدہ [illegible]

اپنے گھر کی زیارت کو بلایا راہ مین میرا خچر مر گیا سب سامان سفر راہ مین پڑا ہے اور تیری لونڈی
زار و نزار ہے بس تیری لونڈی ہو کر اب کہان کسی اور کی کہلاؤنگی یا اور کسی کی خوشامد کرونگی کیا تو
میرے حال پریشان سے آگاہ نہین ہے ناگاہ قدرت خدا سے وہ خچر زندہ ہو گیا اسپر سوار ہو کر
جھٹ قافلہ مین جا داخل ہوئین تمام قافلے والے یہ حال دیکھکر حیران ہو گئے اور یہ خچر ایسا خوش رفتار
ہو گیا کہ بعد عرصہ دراز کے وہ خچر بقیمت معقول بکا ف۱

حکایت نقل ہے کہ ایک ضعیف آدمی کسی شہر کے گلی کوچہ مین پھرتے تھے اتفاقاً پیاس سے بیتاب ہو کر
ایک مکان پر گئے اور پانی مانگا اندر سے ایک لڑکی آب سرد لائی اور پانی پلا کر کہا اے شیخ دن کو پانی
پینا تمہاری بزرگی سے بہت بعید ہے تجھسے لوگون کو یہ بات زیبا نہین ف۲

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ ذوالنون مصری رحمہ اللہ بہ رفع حاجت کو شہر کے باہر
کنارے نہر کے گئے جب فارغ ہو کر لوٹے دیکھا کہ کنارے شہر کے بلند مکان پر ایک لڑکی
نہایت حسینہ اور جمیلہ کھڑی ہے امتحاناً اوسکی عقل دریافت کرنیکو پوچھا تو کون ہے
کہا اے ذوالنون جبتک تمنے طہارت نکی تھی تو مین نے تمکو مجنون تصور کیا تھا جب
طہارت کی تو عالم جانا بعد اسکے عارف سمجھی اب معلوم ہوا کہ نہ تم مجنون ہو نہ عالم نہ عارف
کہا کیونکر کہا اگر مجنون ہوتے تو طہارت نکرتے اور جو عالم ہوتے تو نامحرم عورت سے کلام
نہ فرماتے اور نظر نکرتے اور جو عارف ہوتے تو سوائے خدائے برحق کے کسیکی طرف نظر نہ کرتے ف۳

حکایت نقل ہے حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے کہ مین نے ایک مرتبہ حرم محترم
مین عجیب حالت دیکھی کہ ایک حبشی جسوقت چپکے چپکے کچھ پڑھنے لگتا تو چہرہ اوسکا آفتاب
کے مانند روشن ہو جاتا جب چپ ہو جاتا تو بدستور اپنی حالت اصلی پر آ جاتا مین نے متعجب ہو کر
پوچھا یہ کیا معاملہ ہے کہا جسوقت ذکر اللہ کا کرتا ہون اوسکی برکت سے ہمہ تن نور سے معمور

ف۱ مراد از نمود معجزہ کرامت الاولیاء حق [illegible]
ف۲ کرامت اولیاء اللہ کی [illegible] بیان [illegible] اور [illegible]
ف۳ [illegible] واسطے معقول [illegible] ذوالنون [illegible]

ہوجاتا ہون جب چپ ہوجاتا ہون تو پھر حالت اصلی پر آجاتا ہون مین نے کہا سبحان اللہ
ذکر اللہ کا کیا لطف باد صبا کرتا ہے کہ غنچہ دل کو گل سا کھلا دیتا ہے اور تمام دل و دماغ کو
معطر کر دیتا ہے یا آفتاب عالمتاب کرتا ہے کہ بال بال آفتاب سا چمکا دیتا ہے **فـ**
حکایت نقل ہے یوسف ابن حسین رازی رحمہ اللہ سے کہ مین ایکمرتبہ مصر مین بحر ستان
کیطرف سے گزرا ناگاہ ایک حبشی کو مقید دیکھا اوسنے میرا نام لیکر سلام علیک کی اور اپنے
پاس بلایا۔ مین حیران ہوگیا کہ الٰہی میرا نام و نشان اسنے کیونکر دریافت کیا مین تو
اسکی صورت سے بھی واقف نہین ہون کہا اے یوسف رازی اپنی اوقات خاص
مین اس خوار زار مجنون کی طرف سے بھی جناب پروردگار مین عرض کرنا
کہ تمہاری محبت کی بدولت گھر بار بال بچے سب چھوٹے مگر قید کی ذلت و خواری ابتک
نہ چھوٹی تمہاری قید کیا تھوڑی تھی جو اور ہوا و ہوس کے قیدی کی قید مین مقید کرکے
ذلیل و خوار کیا قسم ہے مجھے تیری عظمت و جلال کی کہ اگر ساتون آسمان طوق گردن
ہوجاوین اور ساتون طبق زمین کے پیر کی بیڑی بنجاوین تجھے نہ چھوڑونگا تیری محبت سے
منہ نہ موڑونگا کہ تیری محبت کا تیر جی جان کے پار ہوگیا ابیات کب تیر لگا ہون کے آسان نکلتے ہین
جسطرح ہین کہ دمشق مین ابجان نکلتے ہین + اشک دل سوزان سے عاشق کے حذر کرنا
ایسے ہی تنوروں سے طوفان نکلتے ہین + اپنے بندے پہ جو تم چاہو سو بیداد کرو
پر کہین جی مین نہ آجاے کہ آزاد کرو **فـ**

باب سولھوان حاجتمندون کی حاجت چاہنے اور اہل اللہ کی حاجت روا کرنے مین

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی سائل نے بجناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیا کہ
مین عیالدار ہون اور شدت بھوک سے بہت بیتاب ہون مجھے سرکار والا سے عنایت ہو

توبان بچون مین لیجا کر کھاؤن کھلاؤن اور پیٹ کی آگ اُس پانی سے بجھاؤن آنحضرت صلعم نے گھر مین یافت فرمایا تو اتفاقاً کچھ اوسوقت موجود نہ تھا فرمایا اسوقت کچھ نہین ہے پھر آنا اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ اس درِ دولت سے کیونکر محروم جاؤن کہ بال بچے سب منتظر ہونگے کہ سرکارِ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ لاتا ہوگا تب جناب رسول کریم کرم عمیم مصداق آیہ کریمہ بالمؤمنین رؤف الرحیم کو اس شکستہ حال کے حال پر بہت رحم آیا پھر گھر مین تلاش کرایا ناگاہ ایک تھیلی یعنے ٹکڑا چاندی کا ملا آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تیرے مقسوم سے اسوقت یہی موجود ہے سائل بہت خوش و خرم ہوکر کمال تعظیم اور تکریم سے اوسکو لیگیا اور سب گھر والون سے یہ ماجرا کہا وہ سنکے زار زار رونے لگے اور اپنے نفس پر لعنت ملامت کرنے لگے کہ اللہ اکبر جب وزیر اعظم شہنشاہ مطلق کا یہ معاملہ ہے تو اور کیسکی کیا اصل ہے۔ فی الواقع دنیا اور معاملات دنیا خواب و خیال اور سراسر وبال ہے پھر سب گھر والے اوسوقت بطعام اسی کلام کے حسب حکم خالق انام اَلَا بِذِكْرِ اللهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ شکم سیر ہوگئے پھر جب شدت بھوک سے جان بلب ہوئے تو اوس تھیلی کو از روی برکت و تعظیم کبھی چومتے کبھی آنکھون سے لگاتے کبھی منھ پر رکھتے بس منھ مین رکھتے ہی اوسقدر شہد خالص اور دودھ مزیدار اوس سے نکلا کہ جی جان کو شکرستان کر دیا اور بالکل بھوک پیاس کو مٹا دیا الغرض اسی طور پر باری باری سب منھ مین رکھتے تھے اور فضل باری سے شکم سیر ہوجاتے تھے اور حمد خدا اور نعت مصطفے سے دل و دماغ معطر اور معنبر کرتے پھر اوسکو کمال اعزاز و اکرام سے عمدہ کپڑے مین لپیٹ کر نہایت تکلف سے مقام مکاشف مین رکھدیا کہ وقت حاجت کے حاجت رفع کرینگے دوسرے دن وقت ضرورت کے کھولکر دیکھا تو ایک جواہر بے بہا ہے کہ اوسکی روشنی سے سارا گھر روشن ہو رہا ہے پھر اوسکو بازار مین جاکر بیچا تو ساٹھ ہزار درہم کو بکا بس یہ سب برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی ف ا

حکایت نقل ہے کہ ایک شخص عیالدار بہت صابر و شاکر تھا اور بی بی اوسکی سخت بدزبان اور
ناشکر تھی چنانچہ وہ اہلِ ایمان اوس بی بی سے ہر دم الامان خواہان تھا موافق مقولہ حضرت سعدی رحمہ
ع زن بد در سرای مرد نکو + ہم درین عالم ست دوزخ او + اتفاقاً ایک مرتبہ دو تین دن کھانے کو
کچھ میسر نہوا بی بی نے بھوک سے تنگ ہو کر خاوند کو نہایت تنگ کیا اور بہت سخت و سست کہا
کہ بال بچے بھوکے مرتے ہین اور تم نکھٹو سے گھر مین بیٹھے ہو جاؤ کچھ کماؤ اور بال بچون کو اس
مصیبت سے چھڑاؤ کہا صبح کو مزدورون مین جاکر مزدوری کرونگا اور جو کچھ ملیگا تیرے آگے لاکر
دھرونگا برائے خدا اسوقت مت جلا اور رلا کو نہ جگا پھر صبحکو مجمع مزدورون مین گیے خدا کی قدرت
سے سب مزدور اپنے اپنے کام پر گئے انکی کسینے بات بھی نہ پوچھی کہ تم کون ہو کہا لینے آئے ہو چار و ناچار
چلے آئے پھر جنگل مین جاکر نماز عشا تک عبادت الٰہی مین مشغول رہے بعد اسکے چپکے سے گھر مین جا پڑے
اسواسطے کہ دن مین خالی رہا اب خالی ہاتھ جاتا ہون واللہ اعلم عورت کیا طوفان مچاوے
اور کس آفت مین ڈالے۔ رات کو جاکر پڑ رہونگا صبح کو پھر اوٹھ جاؤنگا اور کہین سے مزدوری
کر لاؤنگا۔ جب عورت نیند سے چونکی کہا اب تک کہان غائب رہے کیا کمائی لائے یہ بیچارے
ششدر ہو کر کہنے لگے جسکی مزدوری کی ہے اوسنے کل کا وعدہ کیا ہے اور بڑا رحیم و کریم ہے
عورت بہت بکی جھلائی کہ بال بچے ہمارے بھوکے مرتے ہین اور آپ وعدہ کرتے پھرتے ہین ع
پس از ان کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد + صبح کو پھر مزدوری کے لیے اڈے پر گئے شان خدا سے
سب مزدورون کو لوگ مزدوری پر لیگئے انکو نکما جانکر چھوڑ گئے مجبور ہو کر پھر جنگل مین اوسی مقام پر
جاکر نماز عشا تک عبادت الٰہی مین مصروف رہے اور گریہ و زاری کرتے رہے بعد نماز کے بڑی
رات گئے ڈرتے ڈرتے چپکے سے گھر جا پڑے جب عورت چونکی کہا دونون دن کی مزدوری لائے
یہ بیچارے بہت گھبرائے کہا کل تینون دن کی مزدوری دینے کا اقرار کیا ہے یہ سنتے ہی آگ ہو گئی
اور آپے سے نکل گئی کہا اپنا بھلا چاہتے ہو تو صبح کو تینون دن کی مزدوری لے آؤ ورنہ منہ دکھا
پھر صبح کو تھیلی اونکے حوالہ کی کہ تینون دن کی مزدوری اسمین لے آنا خبردار خالی نہ آنا جب

اوس صابر شاکر کی نظر اسباب عالم اسباب سے اوٹھ گئی اور مسبب حقیقی پر جا پڑی اوسیوقت
آرزو دلی پوری ہوگئی صرف ظہور کی دیر ہوئی وہ اوسیوقت پھر سیدھی جنگل کو چلے گئے اور
عبادت الہی مین سرگرم رہے پھر بہت رات گئے آئے عورت کے ڈر سے تھیلے مین ریتا بھر لائے
کہ رات اس حیلہ سے گزر جاویگی صبح کو چلا جاؤنگا عورت کی آفت سے بچ جاؤنگا جسوقت دروازہ
مین پہونچے عورت کا ڈر ایسا غالب ہوا کہ تھیلی ڈالکر اولٹنے کا قصد کیا ناگاہ گھر مین ایسی خوشبو آئی
کہ جی جان کو اوڑا لیگئی اور دل و دماغ کو معطر کر گئی متحیر ہوگیا سکتے کا سا عالم جی جان پر چھا گیا
یکایک عورت خوش ہوتی ہوئی خوشی سناتی نکل آئی کہا یہ کیا معاملہ ہے کہا اندر چلو اور اوسکی
حقیقت سنو اور شکر الہی کا بجالاؤ بلاشک تم سچے تھے اور تمہارا مزدوری دینے والا سچا ہے۔
حقیقت حال یہ ہے کہ مین بچون کی خورد و نوش کی فکر مین مدہوش بیٹھی تھی ناگاہ کسینے دروازہ پہ
دستک دی مین گئی دیکھا تو ایک سوار سبز پوشاک پہنے ہوے دروازہ پر کھڑا ہے مجھ سے کہا یہ تین
دن کی مزدوری اپنے خاوند کی لے اور اب اسکو اپنا نہ دے اوس سے کہنا کہ جسقدر تونے
مزدوری کی اوسیقدر پائی اگر زیادہ کرتا زیادہ پاتا آگے کو خوب دھیان رکھنا یہ تین طباق ہیں
اور پچاس درہم ہین اس سے دمبدم خوشبو اوڑ رہی ہے اور دل و دماغ کو اوڑا لیے ہے پس وہ
دیکھتے ہی زار زار روتا تھا اور حمد و ثنا سے خدا مین جی جان کھوتا تھا چشمہ چشم سے اشک باری
اور زبان سے شکر گزاری جناب باری مین جاری تھی جیسا کہ جناب مولانا ارشاد کرتے ہین
ع اے خدای فضل تو حاجت روا + با تو یاد ہیچکس نبود روا + آفرین بر تو باد اے خدا +
ناگہان کردی مرا از غم جدا + ای کمینہ بخششت ملک جہان + من چگویم چون تو میدانی نہان
اے بدل کردہ خاکی را بزر + خاک دیگر را بکردہ بوالبشر + ای کہ خاکی شورہ را تو نان کنی +
وہ کہ نان مردہ را تو جان کنی + بحر گو آبے بہر جوید بد + ہر چشمہ را بر سر وہ می نہد +
کم نخواہد گشت دریا زین کرم + از کرم دریا نگردد بیش و کم + عورت یہ حال اوس شکستہ حال کا
دیکھکر حیرت مین آگئی اور سخت پریشان ہوگئی کہ الہی یہ کیا معاملہ ہے کہ خوشحالی مین پریشان حالی

ہوگئی پھر جب اوس جوش سے ہوش مین آیا تب اوس مدہوش نے کہا کہ اے عورت ناشکر
حقیقت حال یہ ہے کہ تینون دن مین نے کسی کی مزدوری نہین کی تمام دن اور رات عبادت الٰہی
مین مشغول رہتا تھا اور رات کو اگر تیرے خوف سے حیلہ کر دیتا تھا اوس پیچھے مالک نے اپنے غلام کو
سچا کر دیا اور تیری رات دن کی آفت سے چھڑا دیا چنانچہ آج مین تھیلی مین تیرے واسطے روپیا بھر لایا تھا
اب اوسکو خالی کر لے اور ریتے کو پھینکدے جب اوسکی بی بی نے چاہا کہ تھیلی کو خالی کرے دیکھا تو
وہ زر و جواہر سے بھر رہی ہے اور تمام گھر اوسکی روشنی سے روشن ہو رہا ہے پھر تمام عمر شکر گزاری جناب باری
مین اوس مرد صالح نے گزاری ف

حکایت نقل ہے کہ ایک سردار بصری کا ہمیشہ اوداس اور بد حواس رہتا تھا اور رنج و الم مین اپنی جان
کھوتا تھا کسی نے کہا خیر ہے کیون رات دن اوداس رہتے ہو اور عیش زندگی کا ناحق منغص کرتے ہو
کہا کیا کہون کچھ کہنے کی بات نہین ہے اتفاقاً مجھ سے نادانستہ ایک ولی اللہ کی خدمت مین
بے ادبی ہوگئی ڈرتا ہون کہ روز قیامت کے اس مواخذہ مین گرفتار ہو جاؤن قصہ یون ہے
کہ مین ایک مرتبہ زیارت بیت اللہ کو چلا سب دوست آشنا عزیز و اقربا پہونچانے آئے تھوڑی
دور سے سبکو لوٹا دیا مگر زید کہ میرے متوسلین مین سے تھا ہر چند مین نے سمجھایا
اوسنے نہ مانا اور میرا پیچھا نہ چھوڑا آخرکار تنگ آکر مین نے جھڑک دیا کہ سبحان اللہ بیت اللہ کا جانا
کیا ایسا آسان جانا کہ جو تو پا پیادہ چلنے کو تیار ہو گیا میری ہمراہ نہ آ اور جس راہ سے تیرا جی چاہے چلا جا
کہا اے آقا کیا خدا قادر نہین ہے کہ مجکو زاد و راحلہ سے پہونچا دے اور مجکو بے یار و مددگار بیت اللہ شریف
پہونچا دے پھر مین اپنی راہ گیا اور وہ اپنی راہ گیا مگر وہ راہ مین کہین مجکو نظر نہ آیا واللہ اعلم
نظر سے کہان گم ہو گیا جب مین بفضل الٰہی سب مناسک حج سے بخوبی فارغ ہو گیا اور مدینہ منورہ
کو چلا ناگاہ دیکھون تو زید آگیا اور سلام علیک کر کے میرے پاس بیٹھ گیا مین نے حیرت مین آکر پوچھا
کہ حج کر آیا کہا ہان پھر مین نے نظر اوٹھا کر راہ ہنسی و دل لگی کے اوس سے کہا کہ سچ بتا حج کی بھی یا

دیکھا تو مُہر لگی تھی اور صندوق بند تھا کھولا تو چٹھی نپائی نہایت حیرت مین آگیا ملو فان غم مین
ڈوب گیا حشر کا عالم برپا ہو گیا زار زار رونے لگا ناگاہ روتے روتے سو گیا کیا دیکھتا ہون کہ
جنت بکمال آراستگی آراستہ ہے اور زبیدہ ایک تاج سر پر رکھے ہوے کمال زرق و برق سے ایک تخت
جواہر پر جلوہ فرما ہے اور چارون طرف اوسکے حورون کا جمگھٹا ہے مین نے نزدیک جاکر اونکو
سلام علیک کرکے کہا اے آقا تم کیون اسقدر متوحش اور متردد ہو کہا تمکو یاد نہین کہ وہ چٹھی جو تمنے
مجھے دی تھی کہا وہ یہ موجود ہے اور اسکی بدولت یہ دولت و حشمت مجھکو حاصل ہے اب بے کھٹکے دنیا
مین اپنی من مانی مراد کو پہونچا **ف ۱**

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سفر حج مین کشتی پر سوار تھے اور
اوسمین ہر قسم کے آدمی امیر و غریب تاجر اور سوداگر بھی تھے ناگاہ کسی سوداگر کا ایک موتی قیمتی گر گیا
سب کا جھاڑا لینا شروع کیا ایک شخص جو بہت میلے کچیلے سے کپڑے پہنے تھے اوسپر سب کا شبہہ ہوا و نیز
کہا کہ جناب باری مین گریہ و زاری کرنے لگے کہ اے رب العزت و بے عزتی اور ذلت تیرے ہاتھ ہے

شعر جز تو پیش کہ برآرد بندہ دست ✦ ہم دعا ہم اجابت از تو ہست ✦ این دل سرگشتہ را تدبیر بخش
این کمانہای دو تو را تیر بخش ✦ پس فوراً دعا اونکی مانند تیر بہدف کے قبول ہوئی کہ یکایک ہزارون
مچھلیان پانی پر تیرتی ہوئی آئین اور ایک ایک موتی بے بہا منہ مین لائین درویش نے ایک
موتی لیکر سوداگر کو دیدیا اور بڑا خطرہ اوسیوقت کشتی سے اوترکر پانی پر چلا گیا سچ ہے **شعر**

خاکساران جہان را بحقارت منگر ✦ تو چہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد **ف ۲**

حکایت نقل ہے کہ کسی شہر مین دو میاں بی بی بہت دیندار نہایت محتاج تھے مگر دولت صبر و
شکر سے مالدار تھے دکھ سکھ سے گزران کرتے اور ہر دم شکر خدا کا بجا لاتے۔ ایک مرتبہ دو تین فاقہ تک
کچھ کھانا پینا میسر نہوا مرد نے عورت سے کہا دو تین روز سے ہمین روزی میسر نہین ہوئی اور ہمارے گھر مین
آگ نہین جلی مبادا ہمسایہ ہمارے ہمارا نہ کھانا دریافت کرکے ناحق رنج کھاوین اور ہم اونکی نظر مین ذلیل

کہا کیسی چٹھی اور کس کام آتی ہے مین نے کہا کہ ایک چٹھی بیت اللہ مین غیب سے حج کرنیوالیکو ملتی ہے کہ فلان ابن فلان
حج کو آیا اور اوسکا حج قبول ہوا پھر اوسی سند سے عذاب قبر اور حشر سے نجات ہوتی ہے یہ سنتے ہی وہ روتا چلا ما بیت اللہ
کو واپس چلا گیا جب مین زیارت آنحضرت صلعم سے فارغ ہوکر لوٹا ناگاہ دیکھا کہ زید آگیا اور سلام علیک وعلیک السلام کرکے
چٹھی میرے آگے رکھدی دیکھون تو ایک نہایت عمدہ ریشمی کپڑے پر سبز لکھا ہے کہ یہ چٹھی ہے
واسطے نجات زید کے عذاب قبر اور حشر سے میرے ہوش اوڑ گئے اور حواس جاتے رہے کہ الٰہی
یہ کیا معاملہ ہے جب کچھ طبیعت نے قرار پکڑا اور ہوش بجا ہوے مین نے پوچھا حقیقت اسکی کیا ہے
بیان کر کیونکہ یہ دولت عدیم البادلت تجکو ملی کہا جب مین بیت اللہ مین پہونچا تو کعبہ بالکل جا بجا سے
خالی پایا اوسوقت مین نے گڑگڑا کر زار زار رونا چلانا شروع کیا کہ اے مالک دو جہان کے کیا غضب ہے
گنہگار ہون کا حج قابل قبول نہین جو سند مجھکو نہ ملی یا غریبون کا کعبہ اور صاحب کعبہ اور ہی ہو وہان جاؤن
اور سند لاؤن ع اگر تو نہ پذیری بجز نیک اے کریم + پس کجا نالد گدا زار و لئیم + مجکو قسم ہے تیری عظمت
اور جلال کی جبتک چٹھی نپاؤنگا کعبہ سے باہر نہ جاؤنگا اور روتے روتے یہین مرجاؤنگا ناگاہ غیب سے
آواز آئی کہ اے زید نجات کی چٹھی لے اور جا اپنی راہ لے پھر چٹھی میرے ہاتھ مین آگئی مین اوسکو
لیکر چلا آیا تب فا تو مجکو کمال حیرت ہوئی کہ اللہ اکبر اس شخص کا بڑا عالی رتبہ ہے اور مین اسکے
حال سے آجتک واقف نتھا پھر باعزاز و اکرام اونکو بصرے مین اپنے ساتھ لے آیا اور وہ چٹھی کمال
حفاظت و تعظیم سے معطر و معنبر کرکے صندوق مین بند کر رکھی جب کبھی جی چاہتا تھا تو بکمال اعزاز
نکالکر اوسکی زیارت سے مشرف ہوتا تھا اور چومتا اور آنکھون سے لگاتا تھا اتفاقاً مین کہین سفر
مین تھا میرے پیچھے زید نے انتقال کیا جب مین آیا تو مین نے بہت رنج والم کیا کہ افسوس ایسے
اولیا اللہ کے کفن دفن مین شریک نہوا ناگاہ وہ چٹھی مجکو یاد آئی نہایت غم والم سے بیتاب ہوگیا
اور ہزارون فکر مین اپنے حال پر کرتا تھا کہ وقت جانیکے اونکو کیون نہ دیگیا پھر صندوق [illegible] منگاکر

[illegible]

حقیر نظر آوین یہ بات مناسب نہین بلکہ مناسب یون ہے کہ جلدی تنور مین آگ جلادو اور اس گمان
آتش انگیز کو اس تدبیر آبیار سے مٹادو چنانچہ عورت نیک سیرت نے فوراً تنور مین آگ جلائی اور آتش بدگمانی
آب و تاب ایمانی سے بجھائی ناگاہ دھوان تنور سے بلند ہوا ایک عورت آگ لینےکو آئی دیکھے تو سارا تنور
روٹیون سے معمور ہے پھر گھر والی عورت کو بلاکر کہا تنور مین روٹی لگا کر ایسی بیخبر ہو گئی کہ کچھ خبر نہ لی
پس تنور والی عورت جلدی سے گئی اور قدرت خدا کا تماشا دیکھا کہ سارا تنور روٹیون سے معمور ہے
اور تمام گھر مین عجب قدرت خدا کا ظہور ہے پھر جلدی سے نکالکر خاوند کے آگے لے آئی اور
سخت حیرت مین ہو گئی خاوند سے کہا کہ قدرت خدا کا تماشا دیکھا خاوند نے کہا اوسکی قدرت
سے یہ کیا اچنبا ہوا کہ وہ قادر مطلق ہزارون قدرتین ہر دم ایک سے ایک زیادہ دکھاتا ہے
بیت صد چو عالم در نظر پیدا کند ۔ چونکہ چشمت را بخود بینا کند ۔ پھر سب گھر والون نے خوب
شکم سیر ہو کر وہ روٹیان کھائین اور جی جان سے شکر الٰہی بجالائے عورت نے قرینہ سے
دریافت کیا کہ خاوند میرا صاحب کرامت ہے یہ سب نور و ظہور انہین کی قوت ایمانی اور
حالت عرفانی سے ظاہر ہوا کہا تم جناب باری مین زاری کرو کہ کوئی چیز تمکو ایسی عنایت ہو
کہ سب دنیا کے دکھ سکھ کھو دے تاکہ فارغ البال ہو کر خالصاً و مخلصاً خدا ہی کی یاد مین دن رات گذارین
خاوند نے کہا وہ شفیق حال ہمارا ہمارے حق مین جو بھلا جانتا ہے وہی کرتا ہے اور کریگا عرض
معروض کی کچھ حاجت نہین غرض جب عورت نے بہت الحاح و زاری کی تب مجبوری سے پچھلی رات
جو وقت اجابت دعا کا ہے دعا کی خداوند تو خوب جانتا ہے کہ غلام کو تجھ سے میان شفیق
و مہربان سے کسی امر کے عرض کرنیکی حاجت نہین ہے مگر تیری لونڈی نے مجھکو بہت تنگ
کیا ہے اگر مرضی ہو اوسکی امید بر لا اور اپنے غلام کو اس کشاکش سے چھڑا ناگاہ ایک طاق سے ہاتھ نکلا
اور ایک جواہر روشن اوس سے باہر آیا کہ تمام گھر اوسکی روشنی سے روشن ہو گیا پھر وہ ہاتھ
غائب ہو گیا اور بدستور طاق بند ہو گیا خاوند نے عورت کو جگایا کہ جلدی اوٹھ خدا نے تیری
مراد دلی پوری کی وہ ناخوش ہوئی ناک بھون چڑھائی اوٹھی کہ مجھکو کیون جگایا ناحق لذت

جانی سے چھڑا یا مفت جی جان کو جلایا کس لطف میں تھی اور کیا لطف کے خواب دیکھتی تھی
کہ جنت بکمال آراستگی آراستہ و پیراستہ ہے اور اوس میں ایک مکان نہایت عمدہ زر و جواہر سے ساختہ
اور پرداختہ اور اسقدر مزین اور روشن ہے کہ آفتاب روشن کو شرماتا ہے اوسکی چمک دمک
دیکھنے سے متحیر ہوگئی اور جی جان سے کھو گئی جب کچھ ہوش و حواس بجا ہوئے میں نے پوچھا یہ مکان
عالیشان دیکھئے کس خوش نصیب کو نصیب ہوگا کہا تم دونو میاں بی بی کو ملیگا پھر تو اسقدر
خوش ہوئی کہ پھولی نہیں سماتی تھی ناگاہ ایک موتی روشن اوسی مکان سے گم ہوگیا وہ مکان
بہت بدنما اور نہایت نازیبا ہوگیا میں نے کہا یہ کیا ہوا کہا وہ موتی حسب خواہش تیری کے
دنیا میں گیا پس جسقدر تو دنیا میں راحت اور رونق دیکھا ویگی اوسیقدر یہاں کی راحت اور
رونق سے ہاتھ اوٹھا ویگی میں سنکر بہت اداس اور بدحواس ہوئی اور لذت و راحت دنیا کی
در گذری اسی رنج و ندامت میں تھی کہ ناگاہ تم نے جگا دیا میرے عیش میں خلل ڈالدیا اور
بڑی گئی میں ہر طرح کچھ دیا پس آپ پر واسطے خدا جناب باری میں پھر عرض کیجئے کہ موتی یہاں سے گم ہوگیا
اور اپنے مقام پر پہونچ جاوے کہ دنیا کی حیات بے ثبات پر مکان قدیمی کو ناقص اور بے رونق کرنا
سخت حماقت ہے پھر خاوند نے جناب باری میں کمال گریہ و زاری سے عرض کی خداوندا تو بڑا
رحیم و کریم ہے کہ اپنی لونڈی کو لذت جنت کا مزا چکھا دیا اور لذات دنیا سے چھڑا دیا اور مطالب کو
موافق کر دیا کس جان اور زبان سے اس عنایت اور حمایت کی شکرگذاری کروں پس
حسب مضمون اشعار جناب مولانا کے عرض کرتی تھی اور گریہ و زاری میں جان کھوتی تھی
شعر ای مشیر ما تو اندر خیر و شر + از اشارتہای دل ما بیخبر + ای بسا کردہ یار ما اغیار را +
وی بسا دادہ خلعت گل خار را + آنکہ خواہی کرد بالش و افزوده جان او را و رفتہ آوری
آنکہ گل را شاہد و خوشبو کند + ہر چہ را راست فضل او کند پھر ناگاہ اوس طاق سے ہاتھ نمایاں ہوا
اور اسلامی گوہر تابان اور درخشان کو لیگیا اور اپنے مقام پر جڑ دیا فقط

حکایت نقل ہے کہ خراسان مین کوئی ابراہیم ادہم رحمہ اللہ کا عزیز و قریب انتقال کر گیا اور بہت
مال اکل حلال سے چھوڑ گیا اور سواے ابراہیم کے اور کوئی اوسکا وارث نتھا۔ ابراہیم اوس مال
سے اوس طرف کو چلے کہ اوس مال کو [لیکر صرف کرون جہاد] اوسکے مصارف بیجا مین صرف کرے
راہ مین قدرت الٰہی سے عجب تماشا دکھایا کیا دیکھتے ہین کہ دریا کے کنارے ایک جانور اندہا
بیٹھا ہے اور مینڈک دریا سے منہ مین کیڑا لاتا ہے اور اوسکو کھلاتا ہے ابراہیم متحیر ہو گئے اور
پھر اپنون سے کہنے لگے کہ تمنے قدرت خدا کا تماشا دیکھا بس اب ہمنے خراسان کا جانا موقوف رکھا
اور اللہ پر بھروسا کیا کہ اگر ہمارے مقسوم مین ہے تو از خود آجاویگا ہمارے جانیکی کچھ حاجت نہین ہے
پھر جوش مین آکر تین دن تک جنگل مین بھوکے پیاسے پھرتے رہے اور کسی مقام پر پانی نہ پایا
ناگاہ ایک کنواں ملا اوسمین ڈول ڈالا درہم سے لبریز پایا پھر ڈالا دینار سے بھرا پایا پھر ڈالا جواہر
بھرا آیا تب ابراہیم نے کہا مجکو زر و جواہر کی کچھ حاجت نہین ہے صرف وضو کو پانی درکار ہے ناگاہ
آواز دلنواز غیب سے آئی کہ اے ابراہیم تونے زر و جواہر خراسان کا چھوڑ کر ہمارے اوپر بھروسا کیا
ہمنے اوسکے بدلے زر و جواہر سے اسکو بھر دیا کہا اور تجکو جہان تیرا جی چاہے وہان اوتار ق

حکایت نقل ہے کہ عمرو بن عبد الرحمن اوزاعی رحمہ اللہ سے کہ ایک مرتبہ عید کی رات کو ایک
پڑوسی آیا اور کہا صبح کو عید ہے اور میرے بال بچے بہت ہین میرے پاس کچھ عیدی دینے کو نہین ہے
اگر حضرت کچھ اعانت اور عنایت فرماوین تو عین عنایت اور محض شفقت ہے پس مجکو اوسکی پریشان حالی
پر رحم آیا پچیس درہم جو لڑکون کی عیدی دینے کو رکھے تھے فوراً دیدیے کہ اوسکے بدلے مجکو خدا اور دیگا
ناگاہ تھوڑی مدت کے بعد ایک شخص آیا اور مجھے بلایا مین گیا وہ کمال ادب سے پیش آیا اور میرے ہاتھ پیر
چومنے لگا مین حیرت مین ہو گیا کہ کیا ماجرا ہے پھر مین نے پوچھا کہ تو کون ہے کہا سنیے آیا ہے کہا
مین تمہارے باپ کا غلام ہون مدت کے بعد آیا ہون کہ اتفاقاً باغواے شیطان علیہ اللعن کے
بھاگ گیا تھا اور حجز و ندامت کے منہ نہ دکھاتا تھا میرے پاس پچیس دینار سرخ ہین تم میرے مالک ہو بیٹے

چوچاہو سوکرو وہین وہ دینار لیکر اپنے گہر مین آیا شکر خدا بجالایا اور یہ قصہ گہروالونکو سنایا
تہوڑے عرصہ مین اللہ تعالی نے پچیس درہم کے بدلے پچیس دینار سرخ مجکو عطا فرمائی پہر بخوشی تمام
مین نے اوس غلام کو آزاد کردیا وہ خوش ہوتا دعا دیتا چلا گیا ف

حکایت نقل ہے کہ بنی اسرائیل مین سے ایک شخص کسان اپنی عورت سے کہہ گیا کہ روٹی
پکا کر کہیت پر لے آنا چنانچہ عورت روٹی پکاکر لیچلی ناگاہ راہ مین ایک سائل نے سوال کیا اوسکو
ترس کہا کر ٹکڑا توڑکر دیدیا پہر جنگل مین رفع حاجت کو گئی اور گود کے بچہ کو ایک مقام پر
بٹہا گئی اچانک بہیڑیا آیا اور بچے کو اوٹہا لیگیا آکے دیکہا تو بچہ بہیڑیے کے منہ مین ہے چیختی
چلاتی زار زار روتی جناب باری مین عرض کرتی تہی الہی میرے بچے کو اس بلا سے بچا اور
اس غم دیدہ کو اوس نور دیدہ کو دکہا اور زار زار روتی اور آنسوون کا مینہ بہاتی حسب ارشاد
جناب مولانا حمد وثنا مین جان گہولتی تہی ے اے کریمے ذوالجلال مہربان
دائم المعروف دارای جہان + بس کہ جبار ہو کجا نالیم ما گرتو نہ پذیری بجز نیک اے کریم
زمین تردد عاقبت باخیر باد + انچہ مارا در جہان بارا کن تو شاد + اوسیوقت ناگاہ ایک بڑا سا جانور
ہوا سے آیا اور اوس بہیڑیے کی گردن پکڑکے اوسکے آگے لے آیا اور بزبان فصیح کہا ای عورت
تیری اس نوالہ نے تیرا بچہ بہیڑیا کہ نوالے سے بچایا دیکہا تو وہ بچہ بخوبی سلامت تہا ف

حکایت نقل ہے کہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ اخیر عمر مین اپنی جان سے نثار اور انوار دیدار
پروردگار پر پروانہ وار فریفتہ تار وزنار تھے اسقدر للہ صرف کرتے تھے کہ ہمیشہ قرضدار
رہتے تھے مگر اکثر اہل دول اور صاحبدل اونکے خدمتگار تھے جو قرض ہوجاتا فوراً ادا کردیتے
چنانچہ ایک مرتبہ لاکہ درہم قرض ہوگئے اور کوئی صورت ادا کی متصور نہوئی اتفاقاً آپ بیمار
ہوگئے قرضخواہوں نے یہ سنکر آگہیرا اور تقاضائے شدید شروع کیا خادم نے عرض کیا کہ یا حضرت
قرضخواہ آئے ہین اور قرضہ اپنا مانگتے ہین کیا جواب دون کیونکر اس بلا سے نجات پاوین اوسوقت

[illegible]
[illegible]

شہ چھوڑتا ناگاہ ایک غریب مسلمان مسافر باوقت اوس راہ سے گزرا قزاق نے اوسکے گھوڑے کی
باگ پکڑکر کہا کہ کہان جاتا ہے کیا نہین جانتا کہ اس راہ سے کوئی جان سلامت نہین لیجاتا کہ اوسکا تمام
سب سامان لیلے اور مجھے جان سے چھوڑدے کہا سبحان اللہ اپنے سر سے گو نہین بچاتا اور مرگ
کے ہاتھ سے شور مچاتا پھر زندگی سے مایوس ہوکر کمال خوشامد سے دو رکعت کی مہلت لی اور بعد ادا
کے سجدہ مین کمال شرمسار زار فریاد کی کہ اے کریم بغیر تیرے سوا اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچانیوالا اور
چھڑانیوالا ہے اور بار بار زار زار روتا اور چشم سے دریا بہاتا اور یہ شعر پڑھتا ہین کہتا تھا حسب ارشاد
جناب مولانا کے گر دیدم ای شیر افگنی خیر الگار بریا زمین کہین + گروہ ام آمنا کہ از من ہی سر بہ +
تا چنین بیچارہ ام در رسید + اے خدا ان گلی کہ از تو ہی شود + کہ بہر سو راستی مارم میگزد +
جان سنگین دارم و دل آہنین + ورنہ خون گشتی درین درد چنین + وقت تنگ آمد مرا و یک نفس +
پادشاہی کن مرا فریاد رس - ناگاہ اوسیوقت ایک سوار آیا اور اوس قزاق کو مارکر گرایا اور مجھکو
اوسکے ہاتھ سے بچایا پھر اوس سوار کی خدمت مین مین نے عرض کی برای خدا یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور
کہا سے آئے ہو کہ مین تمہاری تابعداری مین جان نثاری کرون کہ تمنے میری جان بچائی کہا
مین دس ہزار برس سے نزدیک عرش معلے کے حاضر رہتا ہون جب کوئی فریادی فریاد کرتا ہے
حسب الحکم حاکم حقیقی کے فوراً اوسکی مدد دیتا ہون اور ظالم اور سرکش سے بدلا دیتا ہون اور ہردم
تیار سوار کھڑا رہتا ہون ف

حکایت نقل ہے کہ مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مین ایک مرتبہ حج کو جاتا تھا ناگاہ راہ مین
کیا دیکھتا ہون کہ ایک کوا منہ مین روٹی لیکر ایک طرف اوڑا جاتا ہے تو فقط جی مین آیا
دیکھون یہ کہان جاتا ہے تھوڑی دور جاکر ایک مقام پر بیٹھا دیکھا تو وہان ایک شخص
ہاتھ پیر کٹا پڑا ہے اور وہ کوا اوسکے سینہ پر بیٹھا چونچ سے ٹکڑا ٹکڑا توڑکر کھلا رہا ہے تھوڑی
دیر کے بعد اوڑگیا اور منہ مین پانی لایا اور اوسکو پلایا اسیطرح کئی مرتبہ گیا اور آیا پھر اوسکو کھلا پلاکر
وہ اوڑگیا مین سخت حیران ہوگیا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھنے لگا پھر مین نے

اوس شخص سے جاکر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ میری عقل گم ہے کہا ہمارا قافلہ حج کو جاتا تھا ناگاہ قزاق
دوڑ پڑے سب قافلہ کو قتل کر گئے اور سب سامان لوٹکر لیگئے مجکو ہاتھ پیر کٹا جانکر چھوڑ گئے تین دن تک
بھوکا پیاسا تڑپتا رہا دانہ پانی منھ مین نگیا جب جان بلب ہوا اور زندگی سے مایوس ہوا جناب باری
مین گریہ وزاری کرنے لگا اے میرے کریم تیرے سوا اس خوار و زار کا خبر لینے والا کون ہے بھوک
پیاس کی مصیبت سے چھڑا اور اپنے پاس بلا لے ٥ وقت تنگ آمد مرا دیک نفس +
بادشاہی کن مرا فریاد رس + جان شکیبم رم و دل ناشکیبا من + ورنہ خون گشتی دریں درد و حنین
بے ز جہد سے آفریدی مر مرا + بے فن من روزیم وہ ای الہ + ہر گرا پائیست جو یدرو زیے +
ہر گرا پا نیست کن دلسوز بے + رزق را میران بسوی این حزین + ابر را میکش بسوی این زمین
چون زمین را پا نباشد جود تو + ابر را راند بسوے او دو تو + از تو نوشتہ از ذکور و از اناث
جید یعنی در عطایا مستغاث + پس دعا اس بیکس کی اوس فریاد رس نے قبول کی چنانچہ
اوسوقت سے یہ کوا دونوں وقت کھانا پلاتا ہے جیسا کہ تمنے دیکھا ف ١
حکایت نقل ہے کہ ایک بزرگ کے ہاتھ پیر رہگئے اوٹھنے بیٹھنے سے معذور ہوگئے اتفاقاً ایک
مرتبہ گھر مین کوئی نتھا اور نماز کا وقت جاتا تھا زار زار رونے لگے کہ خداوندا میری نماز قضا
نہو جاوے گو میری قضا آجاوے کہ نماز کے قضا ہو جانے سے اپنی قضا کا آجانا گوارا ہے ناگاہ پڑوسی
کے جی مین خدا نے رحم ڈالا اوسنے جی مین کہا کہ پڑوسی ہمارا معذور ہے ایسا نہو جو اونکو کچھ حاجت ہو
اور گھر مین کوئی موجود نہو پھر جلد آکر پوچھا کہ اے شیخ کچھ حاجت ہے کہا کہ ہان وضو کو پانی درکار ہے
اور ایک مدت سے انتظار ہے پھر اوسنے کنوے مین تاڑے پانی کیلئے ڈول ڈالا دیکھا تو ڈول زر و جواہر
سے لبریز آیا ویسا ہی شیخ کے پاس لیگیا شیخ نے فرمایا یہ تیری مزدوری ہے خوشی سے لیلے کہ اللہ صاحب
نے پیلے سے عطا کی تا کہ یہ غلام معذور اور کسیکا احسانمند نہو پھر ڈول ڈالا تو پانی سے بھر آیا شیخ نے وضو
کرکے نماز پڑھی اور شکر گزاری جناب باری جی جان سے ادا کی ف ٢

ف ١ [illegible] ف ٢ [illegible]

حکایت نقل ہے کسی حق پرست کی کہ ایک مرتبہ حج کو جاتے تھے ناگاہ رات کیوقت ایک ہڈی
پیر کے پار ہو گئی وہیں گر پڑے مارے درد کے کہا نہ بنا رونا چھوٹ گیا قافلہ چلا گیا وہ تین دن بھوکے پیاسے
پڑے رہے اور درد سے جی جان سے عاجز ہو کر جناب الٰہی میں زاری کرنے لگے کہ خداوندا کیا جی کی آرزو جی ہی میں
رہیگی اور اس سال دولت حج نصیب نہ ہوگی اے قادر تو سب چیز پر قادر ہے اس عاجز کو درد
سے جلد چھڑا اور میرا دل کو سمجھا پھر اس غم و الم میں ذرا آنکھ لگ گئی کیا دیکھتے ہیں کہ ناگاہ ایک
اژدہا مجھکو نگل گیا اور بڑی پسلی سب چاب گیا اور وہ ہڈی بھی پیر سے نکل گئی پھر یکایک آنکھ کھل گئی
دیکھا تو پیر اچھا بھلا چنگا ہے فضل الٰہی سے جلدی قافلہ سے جا ملے اور بخوبی دولت حج سے مشرف ہوئے فقط
حکایت نقل ہے کہ کسی شہر میں ایک بادشاہ آتش پرست تھا اور ایک عابد نصرانی اور ایک
عالم مجوسی اوس شہر میں مشہور آفاق تھا بادشاہ نے لڑکے کو واسطے تعلیم کے عالم مجوسی کے پاس بھیجا
قدرت خدا سے لڑکا ایام بے تمیزی میں نہایت صاحب تمیز تھا اور حق و باطل کو خوب جانتا تھا جب
سبق سے فارغ ہوتا تھا تو نصرانی عابد کی خدمت میں جا کر کچھ باتیں دین و ایمان کی سیکھتا مدت تک
اوسکا یہی رنگ ڈھنگ رہا ایک مرتبہ راہ میں واللہ اعلم ایک اژدہا کہیں سے آپڑا اور راستہ
بند ہو گیا لڑکے کو ہر چند لوگوں نے منع کیا کہ یہ راستہ مت جا دوسری راہ سے جا اور از خود اجل کے منھ
میں پہنچا کہ یہ صدہا آدمی نگل گیا ہے اگر کسی کی اجل نہ آئی ہو تو مردود وہاں اژدہا + لڑکے نے
کھانا اپنی جان پر کھیلکر تماشا بنا کر حق و باطل کو آزمانا چاہتا تھا اوسکے پاس گیا اور کہا اے حق
راہ حق دکھا اور باطل سے بچا اگر دین نصرانی سچا ہے اور عالم مجوسی جھوٹا ہے تو پھر اس پتھر سے
یہ اژدہا مر جائے اور یہ پتھر اٹھا ہم تردد حق و باطل سے نجات پا جائے پھر ایک پتھر اوٹھا کر مارا
قدرت خدا سے وہ اژدہا مر گیا لڑکے طالب حق کو حق تاریکی باطل سے آفتاب سا نظر آگیا فورًا
نصرانی عابد کی خدمت میں جا کر یہ ماجرا کہا اوسنے کہا اس بات کا سارے شہر میں شہرہ ہوگا
اور ایک جہان متحیر اور حیران ہو کر تیرے پاس آئیگا کسی سے میرا نام نہ لینا مجھکو ناحق بدنام نکرنا

[illegible]

مخلوق سے مجکو جہان چھپانا مشکل ہوگا جو مصلحت وقت جاننا سو عمل مین لانا براے خدا مجکو کسی بلا مین
نہ پھنسانا لڑکا عابد سے رخصت ہوکر آیا پھر جدھر دیکھا ادھر ہی چرچا اور شور و غوغا پایا کہ لڑکے نے
اژدہے کو مار ڈالا جب اپنے مکان پر پہونچا تمام شہر متحیر ہوکر اوسکے پاس آیا اور حقیقت حال دریافت
کرنے لگا کہا اللہ کے نام سے فرشتے چھڑے ایسا بڑا اژدہا مارا حقیقت مین خدا کی مار سے یہ اژدہا مارا
اور ہلاک ہوگیا اور میری مار کیا شے ہے یہ خبر بادشاہ کو پہونچی وہ سنتے ہی آگ بگولا ہوگیا لڑکے کو بلاکر
سارا ماجرا پوچھا اوسنے کہا مین نے خداے برحق کے نام سے یہ اژدہا مردم آزار مارا گویا ایک جہان
بجان آمدہ او رہا بینی جہان مردہ کو جلایا اور سواے ساز و سامان ایمان و دل و جان کے سب کچھ
جلایا کہ بندگی سواے خدا اوسکے سراسر حماقت اور شرمندگی ہے شعر آدمی ہست از براے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی + گر تو خواہی عزتی در زندگی + بندگی کن بندگی کن بندگی +
اے پدر بے عقید جسنے زمین و آسمان بنایا اور سارا جہان آفتاب سا چمکتا پیدا کیا خدائی اوسکے ہر ذرہ مین
آفتاب سی نہایت چمکتی ہے جاے تعجب ہے کہ دن دوپہر کو کوئی پوچھتا پھرے کہ آفتاب کس گنا کا
نام ہے اور کہان ہے کیا نام و نشان ہے اوسکو سارا جہان احمق و نادان کہیگا پس جو کوئی روشنی
خداے برحق سے منکر ہوکر آپسے کمتر چیز کو خدا بناوے کہ نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے وہ بیوقوف
کیونکر نہ بیوقوف کہلاویگا چاہیے کہ وہ بے عقل اپنی عقل کا علاج کراوے پس یہ سنتے ہی آگ ہوگیا
اور آتش غضب سے جلکر خاک ہوگیا حکم دیا کہ اوسکو کشتی مین بٹھا کر بیچ دریا مین ڈبو دو کہ اسنے ہمارا
نام ڈبو دیا اور سات پشت کو بٹہ لگایا پھر اوسکو کشتی مین بٹھا کر لیچلے ناگاہ کشتی اولٹ گئی سب ڈوب گئے
مگر بفضلہ تعالی وہ لڑکا صحیح و سالم بچگیا پھر بادشاہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ اوس سچے خدا نے مجکو بچایا اور
تیرے خداون کو ڈبو دیا پھر تو بادشاہ آپے سے باہر نکل گیا کہا کہ اوسے پہاڑ کی چوٹی سے اوسکو نیچے ڈالدو
تاکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوجاوے اور اسکا نام و نشان مٹجاوے جب پہاڑ پر لیگئے قدرت خدا سے ایسا ہوا کہ
جھونکا آیا کہ واللہ اعلم ان سب اہل جور کو کہان ہوا سے اوڑایا اور لڑکے کو ذرا ہوا نے نہ ستایا
پھر لڑکا بالکل صحیح و سلامت بادشاہ کے پاس آیا اور اوس اہل حماقت کو غرق جہالت مین ڈبو دیا-

تب جلاکر کہا کہ جلادون کو جلد بلاؤ اور اسکے جلد و پوست جلد اوتار لو لڑکے نے کہا کیون ناحق اپنی جان
کھوتا ہے جی جان کو روتا ہے بیفائدہ حماقت سے بہکتا ہے اگر تو اور تیرا سارا لشکر جمع ہوگا میرا ایک
بال بیکا نہوگا اگر اس مصیبت سے نجات منظور ہے تو اپنی تدبیر یا لاسے طاق رکھو اور میرے کہنے پر
دھیان رکھو کہ ایک میدان مین سب لشکر اور تمام اہل شہر کو جمع کرا در مجھکو ایک عود کی لکڑی پر
بطور سولی کے چڑھا اور میرے آگے آگے یہ کہکے تیر لگا کہ تجھکو تیرے خدای برحق کے نام سے مارتا ہون
مین فورًا مر جاؤنگا۔ پس بادشاہ نے جو اپنی سب تدبیرون سے عاجز آگیا تھا اور مستی خود پرستی پر
عقل باختہ باغواے حرص و ہوا از خود گذشتہ حسب ارشاد جناب الاماشاء حرص شہوت مرد را احمق کند +
عقل را بے نور و بے رونق کند + ایساہی کیا اور حکمت اُسکے دانا سے وہ نادان اگاہ نتھا کہ جب
سارے لشکر اور اہل شہر کے آگے یہ بات کہکر تیر ماریگا تو بلا شک اپنے دین کو جھٹلاویگا اور سچے
دین کو سچا بتاویگا تو سب لوگ اوسکے جھوٹے دین سے پھر جاوینگے اور ایمان میرے خدا برحق
لاوینگے گو میری جان سے گیا۔ مگر جہان تو ایمان سے رہا چنانچہ ایساہی ہوا کہ وہ لڑکا تیر سے مارا گیا اور
آدھے گروہ سے زیادہ فورًا ایماندار ہو گیا اور لڑکے کے غم سے زار زار روتے پیٹتے تھے اور با آواز بلند
کہتے تھے کہ ہم ایمان لاے اس لڑکے کے سچے خدا پر جب یہ حال بادشاہ نے دیکھا سخت حیران ہو گیا
کہ لڑکا کیا غضب اسکو مار گیا اور میری بادشاہت اور ملت سب تہ و بالا کر گیا اوسیوقت ایک گڑھا
چالیس ہاتھ گہرا کھدوایا اور اوسمین جو لوگ ایماندار تھے اونکو ڈالکر جلایا اور ایک عورت بچہ اونکی
ہمراہ تھی اوسکو ڈرایا کہ تجھکو مع تیرے بچہ کے جلادینگے ورنہ اسلام سے باز آ شاید اپنی ہٹ پر ہوگی
خدای برحق سے منہ موڑیگی لیکن وہ ہرگز نہ کہی جو کچھ چاہتے ہو کر گذرو اوسکے ایسا ایک بچہ کہ بولتا بھی نتھا آگ
مین جلا دیتے تھے مگر وہ کمال استقلال ایمانی سے اوف نکرتی اور رضاے الہی پر شاکر و صابر تھی جب
سب اولاد اوسکی جلادی اور گود کے بچہ کو بھی جلانیکا ارادہ کیا اور وہ اوس جلتی آگ کو دیکھ اور زیادہ چلایا
آخر وہ عورت تھی اور چند جگر پارے اوسکے جلگئے تھے اور اوسنے آہ کی گود کے لڑکے کے جلنے سے کہ ایک
آگ جگر پر لگی اوسکی آپ سے باقی رہی اسلام پر وہ بچی نہین فریب تھا کہ فریب شیطان کا کھاوے

اور دولتِ ایمان سے ہاتھ اوٹھاوے ناگاہ قدرتِ خدا نے اوس گود کے بچہ کو گویا کیا گویا اوسکے
حفظِ ایمان کا سامان فرمایا اوسنے بزبانِ فصیح کہا کہ اے ماں تو کچھ تردد نکر سب بھائی میرے جنت کو گئے
مین بھی جاتا ہون پس اس دل ہی لڑکے سے اوسکی آگ بھڑکی ہوئی بجھی جب سنگدلون نے اوس
لڑکے کو بھی آگ مین ڈالا عورت نے بیتاب ہو کر ایک چیخ ماری اوسیوقت ایک شعلہ اوس آگ
مین سے اوٹھا اور چالیس چالیس گز ہر طرف کے کافرون کو جلا کر خاکستر کر دیا اور اوس بادشاہ کافر
کو مع وزیر اور امیر اور لشکر کافر کے نام و نشان نرکھا کہ کہان گیا اور ایماندار جو اوس ظالم کے
ظلم سے بچے تھے اللہ تعالیٰ کی حمایت سے اون مین سے ایک کا بھی بال نجلا بلکہ ذرا لپٹ بھی نلگی **فقط**
حکایت نقل ہے کہ کسی گانون مین کوئی سردار مع چالیس پچاس آدمی ہمراہی کے ایک صاحب
بزرگ صاحب اولاد کے مکان مین بزور جا اوترا وہ بیچارے بسبب تنگی مکان کے بہت تنگ ہوے
اور ہر طرح سے اوس سے عذر و معذرت کرنے لگے اوسنے ایک نسنی مجبور ہو کر کہا کہ میرے پاس
حکمنامہ شہنشاہی ہے اور مین زور سے بلا اجازت کسیکے مکان پر اوترنیکا حکم نہین ہو کہا لاؤ دکھاؤ
چنانچہ قرآن مجید لاکر یہ آیہ کریمہ اٹھارھوین پارہ سورۂ نور کی یَا اَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تَدْخُلُوا
بُیُوتًا غَیْرَ بُیُوتِکُمْ الخ پڑھی یعنی اے ایمان والو نہ داخل ہو دوسرونکے گھرون مین بلا اجازت وہ دیکھکر
حقارت سے کہنے لگا یہ تو قرآن ہے ہم مین سمجھا تھا فرمانِ بادشاہی ہے پھر اون بزرگ نے بیتاب اوس
ہو کر جناب باری مین زاری کی کہ خداوندا اس حال مین مجھ بیکس کا تجھ سوا کون فریادرس ہو اپنی
قدرت کا تماشا دکھا اور اس مصیبت سے مجھکو بچا اور حسب ارشاد جناب مولانا کے عرض کرتے تھے
اور روتے تھے **مثنوی** اے خدا یا بیچارگان این بند سخت سے کشا یدا سکے بسبب شہ تاج و تخت
انجمین قفلِ گران را ہم تو دہ کہ تو انی بر قفل تو کشود ہا سے خدا او نہ سے کرسکے برد بار
دہ اماں زین مصیبت دلفگار کہ ناگہان وہ مکان گرا اور وہ ظالم مع ہمراہیوں کے دبکر مر گیا
اور اللہ کے فضل سے وہ بزرگ مع سب گھر کے بچگئے **فقط**

حکایت نقل ہے ابراہیم خواص رحمہ اللہ سے کہ مین ایک مرتبہ سفر مین تھا راہ مین رات ہوگئی
راستہ بھول گیا ایکطرف سے کُتّے کی آواز آئی پھر اوس طرف کو آبادی جانکر چلا ناگاہ ایک جن نے
ایسا طمانچہ میرے منھ پر مارا کہ مین بدحواس ہوکر گر پڑا اور شدتِ درد سے بیقرار ہوگیا تب مین نے
گڑگڑا کر جناب باری مین عرض کی کہ ایسی ہی ناحق تیری امان مین غریب مسافر مار کھاوینگے
تو کہاں چین پاوینگے۔ پس ناگاہ ایک شخص اوس جن کا سر کاٹکر میرے آگے لایا اور غیب سے
آواز آئی کہ اے ابراہیم جبتک تو ہمارے دھیان مین تھا بخوبی امن و امان مین تھا جب ہمین بھولکے
کتّے کی آواز پر چلا جن کا طمانچہ کھایا جب پھر ہمکو پکارا اوس جن کا سر کاٹکے تیرے آگے بھیجدیا فقط
حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ چلے جاتے تھے پیچھے سے امیر کی سواری آئی ملازم
اور خادم چلّاتے تھے کہ ہٹو ہٹو امیر کو راہ دو مین ضعیف تھا جلدی سے نہ ہٹ سکا کسی طرف راستہ نہ پایا
ایک ملازم نے ایسے زور سے میرے کوڑا مارا کہ شدت درد سے میرے آنسو نکل پڑے یکایک میرے منھ سے
بددعا نکلی کہ الٰہی جس ہاتھ سے مجکو ناحق مارا ہے وہ ہاتھ کٹجاوے دوسرے دن اتفاقاً اوس
شخص کو ہاتھ کٹا دیکھا کہ شدت درد سے روتا چلا آتا ہے
حکایت نقل ہے کہ ایک شخص بہت شکیل نہایت جمیل کچھ سودا سوداگری کا بیچتا تھا ناگاہ ایک
امیر کی لونڈی کو اوسپر سودا ہوا وہ فریفتہ ہوکر سودا لینے کے حیلہ سے اپنی ڈیوڑھی پر لیگئی اور
امیر کی عورت کو اوسکے حال اور جمال سے بخوبی اطلاع دی اوسنے کہا کہ اوسکو محل مین بلالو لونڈی
نے پردہ کرکے بلالیا۔ امیر کی عورت اوسکا حسن و جمال دیکھکر فریفتہ ہوگئی لونڈی
نے کہا سوداگر سے کہو کہ سوداگری چھوڑدے اور شب و روز ہمارے پاس حاضر رہ ہم تیرے ساتھ
بہت سلوک کرینگے اور تجکو بخوبی خوش و خرم رکھینگے لونڈی نے یہ پیام ادا کیا اوسنے قبول نکیا
لونڈی نے کہا اگر تو بخوشی اس بات کو قبول نکریگا تو جی جان سے جائیگا وہ جوان باایمان صالح
یہ ماجرا دیکھکر حیران ہوگیا کہ الٰہی مین کس بلا مین مبتلا ہوگیا پھر جان سے ہاتھ دھوکر لونڈی سے کہا
دو رکعت نماز کی مہلت دو لونڈی نے کہا بالاخانہ پر جاکر جلدی سے وضو کرو اور نماز پڑھو پھر بات

تنہا جاکے وضو کرکے جناب باری میں گریہ وزاری کی کہ الٰہی موت قبول ہے مگر یہ دولت او معیت
قبول نہیں اور زار زار روتا تھا اور حسب ارشاد جناب مولانا عرض کیا تھا اوسی کو پڑھے اور سرہری
درگزر از بد سگالان این بدی ، ہم از ان جا کین ترددہا دیدم + سبب تردد کین مرا ہم از کرم +
راہ بر ما بجو بستان کن لطیف + منزل ما خود تو باشی اے شریف + یکایک اوس کی آب و تاب پانی سے
زیادہ تر آب و تاب پائی اور بس دلیری اوسکے بیچ میں سمائی بسم اللہ کرکے اوس بالاخانہ پا کے دریا
سے کودا فورًا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بازو پکڑکے بحال لطف و آسانی زمین پر اوتار دیا فقط

باب اٹھارواں اولیاء اللہ کی وفات اور کرامتیں

حکایت نقل ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو در و دیوار اور جنگل اور صحرا سے
اور ہر شہر و دیار سے زار زار رونے کی آواز آئی تھی جب یہ امر ہر شہر و دیار میں شہرہ آفاق ہوا
تب اوس وقت کے علماء دین اور صحابہ اہل الیقین نے کہا کہ یہ آواز اسلام کی ہے کہ آپکے وقت
میں بہت آب و تاب سے تھا اور ہر جگہ دن رات آفتاب و ماہتاب سا روشن تھا اور تمام عالم
اسلام کی روشنی سے آفتاب سے زیادہ روشنی پا گیا چنانچہ شہرت خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی
شہرہ آفاق تھی اب اسلام اوس وقت کی نسبت بہت کم رونق ہے اسواسطے واویلا کرتا ہے فقط

حکایت نقل ہے کہ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ بہت کم کلام کرتے تھے اور دن رات دریائے
محبت الٰہی میں ڈوبے رہتے تھے اور دنیادار نادان اونکو مجنون جانتے تھے اتفاقًا موسم گرما میں قضا فرمائی
شدت تابش آفتاب سے کوئی تاب نہ لا سکتا تھا کہ جنازہ کے ساتھ جائے مگر چند کسان کامل الایمان
ہمراہ ہوئے اور جنازہ حضرت کا پیچھے قدرت خدا سے جنازہ پر جانور پرندوں کا سایہ کیے جاتے تھے یہ حال
دیکھکر سب اہل شہر متحیر ہوکر جابجا اوسکے جنازہ کے ساتھ ہوگئے پھر کسی مسجد کے دروازہ پر واسطے نماز
کے جنازہ رکھا موذن نے مسجد میں اذان دی اور انگشت نمائی الکرامت کی کلمہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ پر

کفن سے ہاتھ نکالکر انگشتِ شہادت بلند کی اور کلمۂ شہادت پڑھکے کلمۂ شہادت کی شہادت دی اور
تصدیق کی یہ ماجرا دیکھکر سب حیران ہوگئے اور کفن کھولکر دیکھنے لگے کہ یہ تو زندہ ہین کہ کلمہ
پڑھتے ہین اور اونگلی اوٹھاتی ہین دیکھا تو مردہ تھے اور اونگلی ویسی ہی کھڑی تھی پھر بکمال اعزاز
و اکرام کفنا دفنا دیا دوسرے دن انکی قبر پر بخطِ جلی لکھا دیکھا اور وہ خط ہرگز کسی خط کے مشابہ نتھا
فذوالنون حبیب اللہ قتیل اللہ ہی کے ذوق شوق مین جان نثار کی ف ا

حکایت نقل ہے امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی کہ جب وقت رحلت قریب آیا
تو سب عزیز و اقربا دوست آشنا کو الگ کر دیا اور دروازہ بند کرا دیا صبح کو اونکی بی بی آئین دیکھین
تو بجنسہ کفنائے ہوے رو بقبلہ لیٹے ہین بکمال متحیر ہوکر علما وقت کو بلا کر یہ ماجرا بیان کیا اونھون نے کہا
کہ وہ بہت بڑے متقی تھے اور اللہ کے نزدیک متقی پرہیزگار کی بہت بڑی عزت و آبرو ہے جیسا کہ سورہ
حجرات مین ارشاد ہے اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی بیشک تم مین بڑا آبرو والا نزدیک اللہ کے
وہ ہے جو خدا سے زیادہ ڈرے چنانچہ رحمتِ الٰہی نے فرشتون سے غسل دلا کر جامہ بہشتی سے کفنایا کچھ
اچنبے کی بات نہین ہے ہان اگر تمہارا جی چاہے تو تم بھی پھر غسل دیدو کچھ مضائقہ نہین ہے بلکہ افضل ہے
چنانچہ ایسا ہی ہوا بعد اسکے جماعت واسطے نماز کے آراستہ ہوئی اور امامت کو مسلمہ بن عبد الملک بن
مروان کھڑا ہوا ایکبار اوسکو کسی نے زمین پر دے مارا بعد اسکے الیاس بن حبیب کو کھڑا کیا وہ بھی چھاتی
مین چوٹ کھا کر گر پڑے تب تو سب اہل جماعت یکایک چلا اوٹھے کہ افسوس امیر المومنین کا جنازہ
کیا بدون نماز کے دفن ہوگا ناگاہ آواز تکبیر امام کی سنی پھر سب نے نماز پڑھی مگر امام کو کسی نے نہ دیکھا کہ کون
امام تھے اور یہ آواز کسکی تھی اور ایک عالم پر عالم حیرت تھا علما نے کہا غالبا حضرت خضر امام تھے بعد تین
دن کے ایک رقعہ اونکی قبر پر پایا مضمون اوسکا یہ تھا کہ یہ چٹھی ہے اللہ حکیم عزیز کی واسطے نجات
عمر بن عبد العزیز کی پھر اوسکو خلیفۂ وقت کے پاس لیگئے اسنے متحیر ہوکر سب علما اور صلحا کو بلا کر پوچھا کہ
یہ کس چیز پر لکھا ہے کسیکے خیال مین نہ آیا کہ کیا چیز ہے مگر انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین نے

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہماری امت میں ایک شخص اصغر نامی کے واسطے رقعہ نجات کا پتہ درخت جنت پر لکھا جاویگا کہ عبد العزیز ایمان سے گیا ف

حکایت نقل ہے کہ ملک شام میں ایک شخص جہاد میں شہید ہوگیا اوسکا باپ اوسکے غم میں ہمیشہ بدحواس اور بہت اوداس رہتا تھا پھر فضل الٰہی نے اوسکو اس غم سے چھڑایا اور ہر شب جمعہ کو اوسکو خواب میں دکھایا کہ بخوبی باہم ہمکلام ہوتے اور باپ خوشی سے وہ سات دن تک خوش رہتا ایک مرتبہ جمعہ کو خواب میں نہ دیکھا نہایت رنج وغم ہوا دوسرے جمعہ کو بدستور نظر آیا پوچھا کہ اگلے جمعہ کو کہاں تھا کہا اوس روز عمر بن عبد العزیز نے وفات پائی تھی کہ سب شہدا کو اونکی نماز جنازہ میں شریک ہونیکا حکم تھا میں بھی وہاں حاضر تھا ف

حکایت نقل ہے کہ ایک قافلہ جہاز میں سوار تھا اتفاقاً طوفان میں آکر جہاز تباہ ہوگیا اور کسی ٹاپو میں جا لگا قافلہ وہاں اوترا اونمیں سے ایک نوجوان باایمان جنگل کیطرف چلا اور بہت جلد پلٹ آیا پھر سبکو جمع کرکے کہا کہ میرا وقت اخیر ہے یہ دونوں پوٹلی محفوظ رکھو ایک میں کفن دوسری میں خوشبو وغیرہ لوازم کفن ہیں تم بخوبی سب سامان کفن دفن کا کرنا اور میرے بدن کے کپڑے اپنے ساتھ لیجانا جو کوئی نوجوان میرے کپڑے مانگے اوسکو دیدینا پھر جنگل کو چلے اور سب اونکے پیچھے چلے ایک مقام پر جاکر اچانک رحلت کرگئے پھر سب ہمراہی بعد رنج والم کے انکے کفن دفن میں مستعد ہوگئے اور دونوں پوٹلیاں کھولیں ایک میں خوشبو تھی کہ کھولتے ہی جی جان کے دماغ کو معطر کردیا دوسری میں نہایت نفاست حلہ بہشتی عنبر بار کا کفن تھا الغرض سب لوازم بخوبی انجام پاگئے وہ سب سامان جنتی دیکھکر سبکو یقین ہوا کہ یہ شخص جنتی تھا پھر جہاز پر سوار ہوکر کسی شہر کے پاس جا اوترے ناگاہ ایک جوان باایمان خوش پوشاک آیا بعد سلام علیک کے اوس امانت کو طلب کیا اوسیوقت اہل قافلہ نے اوس امانت کو اوسکے حوالہ کیا اوسنے فوراً وہ پہن لی اور اپنے کپڑے قافلہ والونکے حوالہ کردیے

کو شہر مین بھیکر فقرا کو تقسیم کر دینا قافلہ والون نے کہا کہ للہ کچھ احوال اس جوان دلارام جنت مقام کا فرمایئے کہ وہ کون کامل الایمان تھے کہا کہ وہ سرگروہ چالیس اولیاء اللہ سے تھے اب مین اونکا قائم مقام ہوا۔

حکایت نقل ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ثابت بن صغار کہتے تھے کہ مین ایک مرتبہ بغداد مین رات کو بتقریب ایک جنازہ کے گیا اتفاقاً جنازہ چلا گیا تھا مین متحیر رہا کہ واللہ اعلم کہان گیا ناگاہ ایک طرف سے ایسی خوشبو آئی کہ دماغ جی جان کو معطر کر گئی اور وہی بو میری رہبر ہو گئی جیسا کہ جناب مولانا ارشاد فرماتے ہین

بو قلاؤز ست رہبر تر است + چیرو تا خلد و کوثر مرا است + بینی آن باشد کہ او بوے برد + بوے او آن جانب کوے برد + ہر کہ بویش نیست بے بینی بود + بوے آن بوے ست کان دینی بود + دفع کن از مغز و بینی زکام + تا کہ ریح اللہ آید در مشام +

پھر مین اوسی طرف کو چلا گیا اور ایک قبرستان اولیاء اللہ مین پہونچا دیکھون تو ایک قبر ادھی دو کی ہوئی کھدی ہوئی ہے اور اوسی مین سے یہ خوشبو اوڑ رہی ہے فقط

حکایت نقل ہے کہ ایک جوان حبشی نے کسی بزرگ سے کہا کہ آپکو غسل میت بھی بخوبی معلوم ہے اونھون نے کہا کہ ہان ہے وہ جوان اپنے ہمراہ لیگیا اور دروازہ پر بٹھا کر کہا کہ تھوڑی دیر مین اندر چلے آنا اور رلانیکا انتظار نکرنا پھر یہ بزرگ بعد تھوڑی دیر کے گئے دیکھا کہ ایکطرف وہی جوان باایمان رو بقبلہ لیٹے ہین۔ بعدہ معلوم ہوا کہ رحلت کر گئے یہ بہت متحیر ہوے سمجھے کہ یہ جوان صالح اولیاے کاملین سے تھے پھر اونکو بخوبی غسل دیا جب قصد کفنانیکا کیا اونھون آنکھین کھولکر تبسم کیا مین نے کہا سبحان اللہ مردے بھی کہین ہنستے اور مسکراتے ہین اگر زندہ ہو تو اوٹھ کھڑے ہو ورنہ کیون ہنسی کرتے ہو پھر اس قسم کے مقال حسب حال سے خوشحال تھے شعر ما ہر و بردہ سب اوٹھاتی ہین عاشق اس طرح جی سے جاتے ہین

عاشقان جام فرح انگہ کشند + کہ بدست خویش خوبان شان کشند

کشتگان خنجر تسلیم را + ہر زمان از غیب جان دیگر است + کہا اے شیخ اولیاء اللہ کہین مرتے ہین بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان مین چلے جاتے ہین جیسے کہ جناب مولانا وصف انتقال اہل اللہ مین فرماتے ہین

شعر نقل باشد نے چو نقل جان عام ہر بچو نقلے از مقامے تا مقام + پھر آنکھیں بند کر لیں مجکو بہت غم ہوا
بعد اسکے انکو کفنا دفنا دیا ف

حکایت نقل ہے کہ جب ثابت بنانی رحمہ اللہ نے کہ اولیاء کرام سے تھے رحلت فرمائی تو حضرت
حمید الطویل اور حضرت ربیع الصبیح رحمہما اللہ نے انکا جنازہ قبر مین اوتارا ناگاہ دونون
صاحبون کے ہاتھ سے جنازہ غائب ہوگیا پھر سب متحیر ہوگئے اور ہر ایک پر سکتے کی سی حالت
طاری تھی اور کوئی کچھ کہہ نہ سکتا تھا ایک دوسرے کا منہ تکتا تھا گویا ہر ایک بزبان اشارہ کہتا تھا
اس مصرع کے گویا تھا ع سکتے کی سی حالت ہے کچھ کہہ نہیں سکتا ہون + پھر مصلحت وقت جانکر
قبر کو بدستور درست کر دیا اور کچھ چرچا نہ کیا مگر حضرت حمید الطویل رحمہ اللہ نے حضرت سلیمان بن علی کو
رازدار جانکر یہ راز کہا اونہون نے بھی بہت تعجب کیا چنانچہ رات کو مع چند خادمون کے جا کر وہ قبر
کھودی تو خالی پائی پھر قبر بدستور درست اور ثابت کر دی اور صبح کو ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کے
گھر گئے اونکی لڑکی ملی اوس سے پوچھا کہ زندگی مین تمہارے باپ کیا کیا کرتے تھے کہا کیا تھا اونکو
قبر مین نہین پایا یہ سنکر اور زیادہ تر متعجب ہوئے اور کہا سبحان اللہ ع این خانہ تمام آفتاب است + کہا وہ
دو برس سے رات دن زار زار روتے تھے اور گڑگڑاتے تھے کہ خداوندا میرا جی چاہتا ہے کہ ایک
لحظہ تیری دولت حضوری سے دور نہون اور ہر دم حاضر رہون اور جبتک جیون تو ایسی ہی جیون
اور مرون تو ایسے ہی مرون چنانچہ حسب ارشاد جناب مولانا ہر دم تازہ دم ہیں شعر
عمر و مرگ این ہر دو با حق خوش بود + بے خدا آب حیات آتش بود + ہر کجا تو باشی من خوش دلم
در بود در قعر چاہے منزلم + خوشتر از ہر دو جہان آنجا بود + کہ مرا با تو سر و سودا بود
عمر خوش در قرب جانِ پروردنست + عمر زاغ از بہر سرگین خوردنست + پھر مخمور شد اجسام طہور
پھر این مرغان کو راین آیہ شور + پھر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے یہ معاملہ سنکر فرمایا کہ فی الحقیقت
ثابت بنانی بدولت ایمانی قرب رحمانی مین ہر دم حاضر حضور ہین چنانچہ مین نے خواب مین

اونکو نماز پڑہتے دیکہا ہے **ف ا**

حکایت نقل ہے کہ ایک اولیاء اللہ نے رحلت فرمائی بخوبی غسل دیکر نماز اوسکے جنازہ کی پڑہی جب قبر مین رکہا دیا گیا تو تمام قبر پہولون سے پہول رہی ہے اور خوشبو سے مہکتی ہے ہر ایک نے متحیر ہوکر ایک ایک ڈالی اوسمین سے لاکر اپنے اپنے گہر لگائی قدرت خدا سے قریب تین مہینے کے وہ ڈالیان بخوبی تر و تازہ رہین پہر تمام شہر مین شہرہ ہوا اور ایک عالم اس قدرتی تماشے کا تماشائی ہوا حاکم وقت نے اس ماجرے سے مطلع ہوکر بخیال فتنہ و فساد کے سب جگہ سے وہ ڈالیان طلب کین قدرت الٰہی سے سب جگہ وہ ڈالیان گم ہوگئین

حکایت نقل ہے ایک پارسا عباد ان کے رہنے والے سے کہ ایک مرتبہ ایام شدت گرمی مین ایک نوجوان کامل الایمان نے رحلت کی شدت گرمی سے سب سامان کفن دفن کا اوسوقت بخوبی نہوسکا ٹھنڈے وقت پر موقوف رکہا اتفاقاً میری ذرا آنکہہ لگ گئی کیا دیکہتا ہون کہ جنگل مین ایک مکان پر خیمہ جواہر کا چمکتا ہے اور بہت سی حورین بکمال خوبی و آراستگی اوسمین جلوہ آرا ہین اور خیمہ سے سر نکالکر کہتی ہین کہ اے فلانے تو نے اس جوان صاحب ایمان کے کفن دفن مین تقدیم کیون دیر کی ہم سب جی جان سے اوسکے منتظر ہین جلد جاکر اسکو کفنا دفنا دو پہر میری آنکہہ کہل گئی جلدی سے مین نے اوٹھکر بخوبی کفنا کر جہان خیمہ دیکہا تہا وہین دفنا دیا۔

حکایت نقل ہے داؤد طائی کی کہ کچہ دینار اکل حلال کے بقدر حصہ ترکہ مین پائے تہے اوسمین سے سال بہر تک ایک ایک دینار اپنی ضروریات مین صرف کرتے رہے اتفاقاً وہ سب خرچ ہوکر صرف ایک دینار باقی رہا حجام کو بلاکر حجامت بنوانا اور خود ذکر اللہ مین مشغول ہونا شروع کیا حجام نے کہا پہلے آپ حجامت سے فارغ ہولیجیے پہر بخوبی ذکر اللہ مین مشغول ہوجیے گا مبادا کہین استرا لگجائے فرمایا سبحان اللہ سب دم ہمارے غفلت مین گزرے اور سب ضایع ہوئے ہین اس حال مین یاد الٰہی سے کیونکر خاموش رہون بعد فارغ ہونے لوازم حجامت کے وہ ایک دینار حجام کو حوالہ کیا اور نماز پڑہنا شروع کیا اور سجدہ مین جان بجانان نثار کی **ف ۲**

باب اونتیسوان خواب مین نظر آنی اہل اللہ کے

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبد العزیز نے خواب مین دولت زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کی دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما داہنین بائین آنحضرت کے جیسے تارے گرد چاند کے چمکتے ہین مؤدب بیٹھے ہین مین بھی سلام علیک کرکے مؤدب بیٹھ گیا تھوڑے عرصہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور امیر معاویہ رضی کو یاد فرمایا وہ دونون بھی حاضر ہوئے مگر جلدی رخصت ہوگئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے جاتے تھے کہ الحمد للہ ہم پاک صاف تھے اور امیر معاویہ رضی کہتے آتے تھے کہ الحمد للہ ہم بھی پاک صاف ہوگئے ف ۱

حکایت نقل ہے کہ ایک اولیاء اللہ کو خواب مین دولت دیدار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوئی کہ آنحضرت ایک مقام پر جلوہ فرما ہین اور داہنین بائین اوس ماہتاب رسالتمآب کے دو ستارے چمکتے ہین تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص نورانی چہرہ کے آئے آپ نے اپنے پاس بٹھالیا اور بہت پیار کیا اتفاقاً میمون بن مہران صحابی بھی وہان حاضر تھے مین نے اونسے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین کون کون حاضر ہین کہا داہنین طرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور بائین جانب حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ ہین اور آگے حضرت عمر بن عبد العزیز ہین ف ۲

حکایت نقل ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ کو خواب مین دیکھا کہا کیا معاملہ پیش آیا آگے حاکم حقیقی کے کہا اوسکے فضل و کرم بیحد و بے شمار کا کسطرح زبان سے شمار کرون کہ بیشمار ہین مجکو باب الشمس پر مقام عطا ہوا ہے مین نے کہا باب الشمس کس مقام کا نام ہے کہا وہ ایک بڑا مکان عظیم الشان بمقابلہ عرش معلی کے ہے اور وہ درجہ سوائے اولیاء اللہ عالی درجہ کے کسیکو نصیب نہین ہوتا اور بہت بڑی دولت وہان دولت دیدار پروردگار ہے کہ اپنے فضل و کرم سے

ف ۱ [illegible]

ہر روز ستر بار زیارت کرتا ہے ف ۱

حکایت نقل ہے کہ ایک پارسا نے خواب دیکھا کہ جنت بکمال حسن و جمال آراستہ و پیراستہ ہے اور ایک خوان مکلف درخت نوری میں معلق ہے اور ایک کرسی پر تکلف یاقوت سرخ کی نہایت تکلف سے اوسکے پاس بچھی ہے اور اوسپر ایک جوان کامل الایمان بہت نفیس پوشاک سے آراستہ جلوہ فرما ہے اور اوس خوان سے کھاتا ہے اور ہزاروں فرشتے مژدہ سناتے اور خوشخبری دیکر مانند ہالے کے گرد اوس ماہ پارہ کے کھڑے ہیں میں نے متحیر ہوکر پوچھا یہ کیا مجمع ہے اور یہ چاند سا چہرہ آفتاب سا چمکتا ہوا کون شخص ہے کہا یہ جوان مالک ابن دینار رحمہ اللہ ہیں کہ دنیا میں پر بانگ حقیقی کی تابعداری میں ہمیشہ جان نثاری کرتے رہے اور گرد اونکے بارہ ہزار فرشتے خوشی کی خوشخبری سناتے ہیں اور مضمون آیہ کریمہ سورۂ ق کا لَهُم مَّا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ادا کرتے ہیں یعنے تمنے ساری عمر ساری جی کی خواہش ہماری خواہش کے آگے خاک کردی اور سب ساز و سامان دنیا کو دل و جان میں آگ لگادی اسکے بدلے ہمنے تمکو یہ دولت عطا کی خوب کھاؤ اور چین اوڑاؤ اور جی چاہے سو اور جتنا ہو اور مانگو اور ہم اپنی طرف سے وہ نعمت عطا کرینگے جو کبھی تمہارے وہم و خیال میں بھی نہیں گزری پھر اور طرف جا کر دیکھا تو عجب تماشا قدرت الٰہی کا دیکھا کہ ایک شخص بہت عالی شان نہایت معظم و مکرم محبت خدا میں محو ہیں اور ذوق و شوق دیدار پروردگار میں دریا سے ادب کے بیچ ہیں اور نگاہ کی باندھے ہو ہزاروں نظارہ میں ہیں میں نے حیرت میں آکر پوچھا یہ کون ہیں کہا یہ معروف کرخی رحمہ اللہ ہیں کہ وقت دیدار ہوش میں آتے ہیں اور انتظار میں مدہوش رہتے ہیں ف ۲

حکایت نقل ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت یحییٰ بن رازی کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے

ف ۱ [illegible]

تمہارا کیا معاملہ ہوا کہا اوسکی عنایت اور رعایت شفقت کس جان و زبان سے ادا کرون کہ بیحساب ہے ارشاد ہوا کہ ای یحییٰ دنیا مین کیا کیا اور ہمارے واسطے کیا لایا مین نے عرض کیا کہ ای میرے مالک مین حسب الحکم فخر بنی آدم اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ قید خانہ دنیا سے موافق ارشاد تیرے فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ ہزار خواری و زاری چھوڑ کر سرکار والا مین آیا ہون اور قیدی جب قید خانہ سے چھوٹتا ہے تو صورت سوال ہو جاتا ہے پس وہ مستحق لینے اجر یا لائق لانیکے چنانچہ ہر ایک اوسکے حال پر رحم کرتا ہے اور حسب لیاقت اپنے اوسکے ساتھ عنایت اور اعانت کرتا ہے اب مین قید دنیا سے بہزار خواری و زاری چھوڑ کر آپکے در دولت پر بھی اس کر کے آیا ہون دیکھون در رحمت و عنایت سے کیا مرحمت و عنایت ہوتا ہے کہ بہت شہرت بندہ نوازی اور کارسازی کی سُنی اور دیکھی ہے کہ تونے بیحد و بیشمار گنہگار آفت گناہ سے چھڑا لئے اور عالی درجہ کو پہونچائے تیرے لطف و کرم سے کیا عجب ہے کہ اس غلام کو بھی اپنی مراد کو پہونچا دے اور آفات قبر اور حشر سے بچاوے فرمایا ہے یحییٰ تونے یہ کہا کہ مجھ سے زیادہ بہرے بندے کے حق مین کون شفیق اور مہربان ہے جا خوش ہوا اور خوشی سے رہ کہ مین نے تجکو جنت عطا کی اور تیری مغفرت فرمائی سے اوسے فضل کرتے نہین لگتی بار۔ متو اُس سے مایوس امیدوار۔

حکایت نقل ہے بشار بن غالب سے کہ بعد وفات رابعہ بصری کے مین ہمیشہ اونکے واسطے دعا اور درود کا ثواب بخشا کرتا تھا ایک مرتبہ رابعہ کو خواب مین دیکھا کہا ای بشار خدا تجکو نجات کی بشارت دے اور خوش رکھے مین تجسے بہت خوش ہون کہ تو ہمیشہ مجکو دعا و درود وغیرہ کا ثواب پہونچاتا ہے اور خوش کرتا ہے۔ پس جو کوئی مردے کو ثواب کسی چیز کا بخشتا ہے اول اللہ تعالیٰ اُسکو قبول فرما کر فرشتون کو فرماتا ہے کہ بطور تحفہ کے نوری خوان مین نوری کپڑے سے ڈھنک کر اوس مردہ کی قبر پر کمال اعزاز سے پہونچاؤ پس فوراً فرشتے اوسکو پہونچاتے ہین اور کہتے ہین کہ ای فلانے بیٹے فلانے کے یہ تحفہ تجکو فلانے بیٹے فلانے کے نے بھیجا ہے پھر وہ مردہ بہت خوش ہو کر کمال خوشی سے اوسکو لیتا ہے اور اوسکے سبب سے مردے گنہگار عذاب سے نجات پاتے ہین اور نیک کارون کے درجے

بلند ہو جاتے ہیں پس میں بہت مسرور ہوا اور وہ معمولی ہمیشہ جاری رکھا **فـ**

حکایت نقل ہے ایک پارسا سے کہ میں ایک مرتبہ کشتی میں سوار تھا قدرت خدا سے وہ کشتی ڈوب گئی فضل الٰہی سے سب بچ گئے مگر ایک نوجوان باایمان ڈوب گئے سب کو اونکا بہت غم والم ہوا ناگاہ میں نے اونکو خواب میں دیکھا پوچھا کیا حال گزرا کہا شفقت جناب باری کس بھی وہاں سے بیان کروں کہ ڈوبتے ہی مجھے دریاے رحمت میں ڈبا دیا اور مقام عالی مقام شمس پر پہونچا دیا میں نے کہا شمس کس مقام کا نام ہے فرمایا ایک بڑا مکان عالیشان ہے کہ سوائے شہیدوں کے دریا میں ڈوبے ہوؤں کے وہ کسی اور کو نہیں ملتا **فـ**

حکایت نقل ہے موسیٰ ابن عیسیٰ سے کہ ایک مرتبہ خراسان میں میرے پاس ایک شخص بزرگ آئے اور کہا کہ تم شداد موذن کو بھی جانتے ہو میں نے کہا تمہاری اونسے کیا غرض ہے کہا اتفاقاً میرے خواب میں جنت دیکھی ناگاہ وہاں اذان کی آواز سنی میں نے حیرت میں آکر پوچھا یہ اذان کی آواز کہاں سے آئی کہا کہ یہ آواز دلنواز شداد موذن کی ہے کہ جب دنیا میں اذان دیتا ہے جنت میں اوسکی اذان کی آواز آتی ہے **فـ**

حکایت نقل ہے حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ سے کہ ایک مرتبہ میں نے بشر حافی کو خواب میں دیکھا کہ ایک آستین میں کچھ بھرا ہے میں نے کہا کہ جناب باری میں تمہارا کیا معاملہ گزرا اور آستین میں کیا بھرا ہے کہا جو کچھ اوس خداوند کریم نے اس غلام پر انعام واکرام فرمایا کیونکر بیان کروں کہ بے حد وبیشمار ہیں اور آستین میں وہ زر وجواہر ہے کہ جو میں نے بعد انتقال احمد بن حنبل رحمہما اللہ کی روح پر نثار کیا تھا پھر میں نے کہا کہ حضرت احمد بن عبد اللہ رحمہما اللہ اور حضرت یحییٰ رازی کا حال کہو کہ وہ کس حال میں ہیں کہا ابھی اونسے ملاقات ہوئی تھی اونہوں نے فضل خدا سے

عرش معلیٰ کے نیچے مقام پایا ہے سبحان اللہ کیا مرتبہ پایا ہے کہ ہر ساعت دولت دیدار جناب باری سے بہت ہشاش بشاش ہیں اور نہایت خوش و خرم اور یہ مضمون ارشاد حضرت حافظ کے
ہر دم تازہ ہیں ع گشتہ ام در جہاں و آخر کار دلبری برگزیدہ ام کہ مپرس + ہمچو حافظ غریب در رہ عشق بمقامی رسیدہ ام کہ مپرس ع خاطرم وقتی ہوس کردی کہ بینم چیزہا + تا نظر دیدم نکردم جز بہ دیدارت ہوس +

حکایت نقل ہے کہ ملک شام میں ایک شخص جہاد میں شہید ہو گیا تھا بعد مدت کے علی الرافقی نے جی میں کہا کہ مقام افسوس ہے کہ میں ابتک اپنے دوست کی قبر پر فاتحہ کو بھی نہیں گیا پھر میں اوسیوقت اونکی قبر پر گیا اور فاتحہ پڑھکر جنگل کی فضا و ہوا اچھی معلوم ہوئی ذرا آنکھ لگ گئی اتفاقا اوس دوست کو خواب میں دیکھا کہ سخت عذاب میں گرفتار ہے اور پیادہ [illegible] سے اوسپر مار رہا ہے میں نے متعجب ہو کر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے کہا کیا کہوں میں روز مرگ سے ایسے ہی وبال میں مبتلا ہوں مگر عنایات جناب باری کا ہر دم امیدوار ہوں پس مجکو اوسکا یہ حال دیکھکر کمال عبرت ہوئی اور نہایت دہشت جی پر چھا گئی کہ جب خدا کی راہ میں جان دینے والوں کا یہ حال ہو تو واللہ اعلم میرا کیا حال ہوگا پھر آنکھ کھل گئی تو آپکو بہت اوداس اور بیدحواس پایا آخرکار گرتا پڑتا بہزار خرابی گھر آیا پاس ہی سے دن پھر اوسکو خواب میں دیکھا از بس خوش و خرم پایا کہ سر سے پانو تک حلہ بہشتی اور تاج نوری سے بالکل زرق برق آراستہ ہے میں نے متعجب ہو کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے پہلے تجکو سخت عذاب میں مبتلا دیکھا اور اب کمال آسودہ پایا کہا کل ایک قافلہ اس راہ سے ہو کر جاتا تھا اونمیں سے کوئی الحمد کو پڑھکر اہل مقبرہ کو بخشتا تھا ہر ایک مردے نے اپنے حصہ کا ثواب پایا مجکو بھی اوس نے اپنے کرم و فضل سے اوسکے بدلے میں یہ عنایت فرمایا اور سب عذاب قبر اور حشر سے بچایا ق[2]

باب بیسواں حکایات متفرقات میں

حکایت روایت ہے حضرت عقیل برادر حقیقی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ میں ایک مرتبہ

[illegible]

سفر مین بسعادت ہمراہ رکاب فاخرہ انتساب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مشرف تھا تین
معجزے عجیب و غریب دیکھے اول یہ کہ ایک مرتبہ جنگل مین آپکو حاجت رفع حاجت کی ہوئی اور
وہ دشت کف دست چٹیل میدان تھا۔ کہین درخت اور جھاڑ کا نام و نشان نہ تھا وہ برگزیدہ جہان
رفع حاجت فرمانے نا گاہ دو درخت ایک پہاڑ پر نظر آئے حضرت نے مجکو
ارشاد فرمایا کہ تو جلد جاکر اون دونون درخت کو ساتھ لے آ۔ پس میرے جاتے ہی وہ دونو
درخت سبز بخت فوراً امام حضور سراپا نور اوس صدر الصدور کے ہوئے۔ آنحضرت نے اونکی
آڑ مین رفع حاجت فرمائی پھر وہ دونو درخت حسب الحکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے
مقام پر گئے دوسرے یہ کہ آگے چلکر ایک مقام پر جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز
ہوئے دیکھا تو بڑا مجمع ہے اور ایک اونٹ بلبلاتا چلا آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر
زار زار رو کر عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مجکو اونکی مار سے چھڑائیے اور انکو آخرت کی مار
سے بچائیے کہ یہ مجکو ناحق مارتے ہین اور فرمانبرداری جناب باری سے جی چراتے ہین آنحضرت
نے اوس قوم سے فرمایا کہ کیون اس حیوان بے زبان کو مارتے ہو اور قیامت کے دن اپنا ارکہانا نکا
سامان کرتے ہو سب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ چند روز سے یہ اونٹ باولا ہو گیا ہے کہ
ہر ایک کو کاٹتا لات مارتا ہے مجبوری اسکا ذبح کرنا مناسب جانا۔ مبادا کوئی شخص ناحق ایذا
پاوے تب حضرت نے اونٹ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تو کیون دیوانہ ہوا ہے کہ سبکو کاٹتا
اور لات مارتا ہے تب اوسنے صاف صاف عرض کیا کہ یا رسول اللہ چند روز سے اس قوم نے
نماز عشا کی بالکل چھوڑ دی ہے اور کہا پیکر خواب غفلت مین ایسے سوتے ہین کہ پھر کروٹ
نہین لیتے ہین خوف الٰہی سے کانپتا تھرّاتا ہون کہ مبادا اونکے وبال مین مین بھی گرفتار
نہو جاؤن کہ غضب الٰہی سے منہ پھیرا گویا قہر الٰہی اپنے سر پر لینا ہے پس حالت بیقراری مین
کبھی اونکو منہ سے کبھی پیر چھونکاتا ہون اور یہ ہرگز نہین سمجھتے اور یہ جانتے ہین کہ یہ اونٹ
دیوانہ ہو گیا ہے جو ہمیشہ ستاتا کاٹتا اور لات مارتا ہے آپ اس قوم کو عذاب آخرت سے

ڈرایئے اور خوب تنبیہ فرمایئے کہ اول نماز عشا سے ہرگز نہ سوئیں پھر جو میں کچھ حرکت کرون
تو خطاوار اور ہر سزا کا سزاوار ہون تب حضرت نے اوس قوم کو نہایت تنبیہ اور تاکید فرمائی
اور سب نے توبہ کی اور پھر کبھی نماز عشا کی ترک کی تقصیر نہ کی جب وہاں سے آگے بڑھے ایک جنگل
مین مجکو پیاس سے نہایت بیقراری ہوئی وہان ایک پہاڑ تھا حضرت نے ارشاد کیا کہ اوس پہاڑ
کے پاس جاکر کہو کہ نبی آخر الزمان نے مجکو پانی پینے کو بھیجا ہے چنانچہ میں گیا اور پیام حضرت کا
ادا کیا پہاڑ کمال تعظیم سے پیش آیا اور عرق ندامت میں ڈوب گیا اور کہنے لگا کہ بعد اسلام و ثنا کے
عرض کرنا کہ یا حضرت جس روز سے یہ آیۂ کریمہ اول پارہ کی فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا النَّاسُ
وَالْحِجَارَةُ سنی ہے خوف عذاب دوزخ سے ہوش و حواس باختہ ہیں اور رات دن زار زار
روتا چلاتا ہون کہ اے خداوند میرے دوزخ کے عذاب سے بچانا اس سبب سے مجھ میں ایک قطرہ پانی کا
نام و نشان نہیں ہے چنانچہ درخت جھاڑ کسی قسم کے مجھ پر اور گھاس نہیں ہے فقط

حکایت نقل ہے عبد اللہ بن مالک رحمہ اللہ ابدال طرطوس سے کہ مین نے محمد بن احمد عابد
سے کہ ائمہ کرام سے ہیں سنا میں نے وہ فرماتے تھے کہ میں ایک مرتبہ روز جمعہ بعد نماز عصر
بیت المقدس میں باب سلیمان پر تھا کہ ناگاہ دو شخص نورانی صورت کے آئے ایک تو
بہت مشابہ آدمی کے تھے وہ میرے پاس آ بیٹھے اور دوسرے ذرا دور بیٹھے مجکو بہت ڈر معلوم ہوا
مگر ڈرتے ڈرتے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہا میں خضر ہون اور وہ الیاس ہیں پھر مجکو کہا کہ تم کچھ چندہ
بکرو تمکو میں ایک دعا مفید بتاؤن اوس پر عمل کروگے تو بہت فائدہ اوٹھاؤگے یعنی جمعہ کے
دن بعد نماز عصر رو بقبلہ بیٹھکر نماز مغرب تک فقط یا اللہ یا رحمن یا رحیم پڑھنا خداے تعالے
مراد دلی پوری کریگا تب تو میں بہت خوش ہوا اور جھپک اور ڈر سب جاتا رہا پھر میں نے پوچھا

کہ اولیاء اللہ کا حال تو آپکو خوب مفصل معلوم ہوگا کہا ان حقیقت حال یہہ ہے کہ جب آفتاب عالمتاب رسالت
غروب ہوا زمین نے بکمال نالہ وزاری جناب باری مین عرض کیا کہ خداوندا تونے اپنے حبیب جان جہان کو اوٹھا لیا
اور انکی رونق سے مجکو بے رونق کر دیا اب قیامت تک کوئی نبی نہوگا کہ جسکے سہارے سے اپنے دل زار کی تسکین
کرون حکم حاکم حقیقی کا آیا کہ اے زمین نہ گھبرا تجکو روشنی اولیاء امت محمدیہ سے آفتاب سا چمکا دونگا اور آسمان سے زیادہ
رونق بخشونگا اونکے دل انوار رشد و ہدایت کے سے روشن ہونگے اور سب کار خانہ تیرے انکے واسطے سے
بدستور جاری رہینگے چنانچہ جناب باری نے ویسا ہی کیا کہ ہر زمانہ مین ہمیشہ اولیاء اللہ کے واسطے سے یہہ سب کارخانے
دنیا اور آخرت کے جاری فرمائے اور اونکو اہل خدمت مقرر کیا اور یہہ اولیاء اللہ کہلاتے ہین اور پہر اون مین سے چالیس
ابدال کہلاتے ہین اور چالیس ان مین سے اوتاد کہے جاتے ہین اور دس ان مین سے نقباء ملقب ہین اور سات ان مین سے افراد
ہین اور تین ان مین سے مختار کہلاتے ہین اور یہہ سب کے سردار ہین وہ غوث کہلاتے ہین پس جب وفات غوث کا ہوتا ہے
تو اونکے مقام پر ایک صاحب اون تین مین سے قائم ہو جاتے ہین اور ایک صاحب سات سے بجاے اونکے اور
دس مین سے ایک صاحب بجاے ساتوں کے اور اسی طرح اولیاء مین سے کوئی قائم ہو جاتا ہے اور یہی سلسلہ برابر قیامت تک جاری رہیگا
اور یہہ اولیاء مثل غوث اور قطب کے رشد و ہدایت مین بحکم محکم فخر بنی آدم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل ہم پلہ انبیاء علیہم السلام
اولوالعزم کے ہین اور حقیقت مین سب انبیاء ایک ہی راہ حق پر ہین مگر ظاہر مین بعضے احکام مین تفاوت ہوتا ہے تا کہ
فی الجملہ ہر ایک کے دین و مذہب مین فرق پیدا ہو جاوے اور دوسرے نبی کے آنیکی وجہ موجہ پیدا ہو جاوے اور
ان مراتب مذکورہ اولیاء اللہ سے ایک دوسرے کو ایک دوسرے کی حقیقت سے کما حقہ آگاہی نہین ہوتی ورنہ جو
اعلیٰ مرتبہ والا ہے اپنے ادنیٰ درجہ والے کے درجہ و مرتبہ سے مطلع ہوتا ہے کہ یہہ فرقہ صلحاء خدا کی خدائی سے آگاہ و خبردار
نہین قابل سزا ہے علیٰ ہذا القیاس ہر فرقہ کو اسی قیاس پر قیاس کر لینا چاہیے یہہ بات سنکر بہت اچنبا ہوا فرمایا کہ سورہ
کہف مین میرا اور موسیٰ کا قصہ تونے نہین پڑہا جو تو اسقدر تعجب کرتا ہے پہر مین نے کہا کہ مقام قیام آپکا کہان ہے فرمایا
کچہہ مقرر نہین ہے ہر دم اپنی اپنی خدمت مقرری مین سرگرم رہتے ہین مجکو جنگل کی خدمت ملی ہے کہ بہولے بہٹکے کو راہ بتاتا ہون
اور آفت زدہ کو نجات دیتا ہون اور عورت کو جنات کے دکہ درد سے چہڑاتا ہون اور الیاس کو دریا کی خدمت ملی ہے کہ
ڈوبتی کشتی کو بچاتے ہین پہر مین نے کہا مجکو پہر بہی وہ دن جلد ہوگا کہ زیارت نصیب ہوگی کہا ان وقت حج اور سلطنت اولیاء اللہ کے

ہم دونون شامل اوسکے ہوئے اور ایک کاغذ جیب سے نکالا اوسمین تمام اولیاء اللہ کا نام لکھا تھا وہ کاغذ دکھا کر پھر دونون صاحب چلے گئے مین نے کہا مین بھی ہمراہ آپکے چلون کہا تم ہمارے ساتھ نہ چل سکوگے پھر حضرت خضر نے فرمایا کہ مین صبح کی نماز مکہ معظمہ مین رکن شامی پر ادا کرکے بعد نماز اشراق پھر اپنی خدمت پر جاتا ہون پھر نماز ظہر مدینہ منورہ مین پڑھتا ہون اور روضہ جناب رسول پر درود و دعا پڑھکے پھر خدمت مقرری پر جاتا ہون اور نماز عصر بیت المقدس مین پڑھتا ہون بعد فرصت کے پھر کرم رہتا ہون اور نماز مغرب طور سینا پر ہمراہ اولیاء اللہ کے ادا کرتا ہون پھر اپنی خدمت پر مستعد ہوتا ہون اور نماز عشا اسیطرح پڑھتا ہون پھر صبح کی نماز کو مکہ معظمہ مین جاکر پڑھتا ہون اسیطرح تا قیام قیامت حکم الہٰی تعمیل مین سرگرم رہونگا۔

حکایت نقل ہے کہ ایک مرتبہ کوئی شخص اپنے لڑکے کو حضرت عمرؓ کی خدمت مین لایا اور عرض کیا کہ امیر المومنین اسکو نصیحت فرمائیے میری ہر بات مین مخالفت کرتا ہے آپنے لڑکے کو طرف کرکے ارشاد فرمایا کہ باپ کی کیون نافرمانی کرتا ہے اوسنے عرض کیا کہ یا حضرت جسطرح باپکے بیٹے پر حق ہین ایسے ہی بیٹے کا بھی حق باپ پر ہے فرمایا کہ ان میں سے کیا ہین حق بیٹے کے اول یہ کہ اوسکی ماں لونڈی باندی نہو تاکہ اوسکو اپنے بچپن مین خفت نہو دوسرے یہ کہ علم دین تعلیم کرے تیسرے یہ کہ نام اچھا رکھے عرض کیا کہ یا حضرت ان تینون باتون مین سے میرے باپنے ایک بھی ادا نہین کی موجود ہین دریافت فرمالیجے کہ میری ماں دو سو درہم کو خریدی ہوئی اور علم دین سے ایک حرف بھی تعلیم نہین کیا اور نام میرا جعل رکھا ہے تب تو حضرت امیر المومنین اوس شخص پر بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا یہان سے جا کہ اول زیادتی تیری طرف سے ہوئی پھر اوس لڑکے کی طرف خطاب ہو

حکایت نقل ہے ابو الحسن کاتب سے کہ کتاب مناقب مین لکھا ہے کہ ایک شخص جہاز پر سوار تھا ناگاہ قدرت خدا سے ایسی ہوا چلی کہ دریا مین طوفان آگیا اور وہ جہاز ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تباہ ہوگیا سب آدمی ڈوب گئے مگر یہ شخص بفضل الٰہی بچگیا اور ایک تختہ پر بیٹھ گیا۔ اتفاقاً قدرت خدا سے وہ تختہ بہتا بہتا کسی ٹاپو مین جا لگا۔ یہ کنارے پر اوتر گیا اور شکر خدا تعالیٰ کا بجالایا آگے جاکر دیکھا کہ ایک مکان مین کوئی آدمی بیٹھا ہے اوس سے سلام علیک کی اوسنے کہا تو کون ہے کہان سے آیا ہے مین نے سرگذشت اپنی بیان کی پھر اوسنے پوچھا تو کسکی امت ہے کہا کہ مین امت محمد مصطفےٰ سے ہون مین نے پوچھا تم کسکی امت سے ہو کہا مین امت موسیٰ علیہ السلام سے ہون ہم دو بھائی تھے رات دن عبادت الٰہی مین مشغول رہتے تھے اتفاقاً قضائے الٰہی سے وہ قضا کرگیا مین تنہا رہگیا تیرا جی چاہے تو تو بھی یہان رہ کہ ہم تم دونون باقی عمر عبادت الٰہی مین بسر کرین مین نے کہا بہت بہتر ہے چنانچہ مدت تک مین اون کے ساتھ

ایک دفعہ میں تفریحاً جنگل میں پھرتا تھا ناگاہ مجھکو ایک چشمہ نظر آیا اوسکے کنارے کنارے چلا گیا آتا آتا ایک مقام پر جا پہونچا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص کنارے پر زنجیروں سے جکڑا ہوا ہوا میں معلق کھڑا ہوا اور شدت پیاس سے واویلا کرتا ہے مجھے دیکھ کر کہنے لگا لِلّٰہ مجھکو ذرا سا پانی پلا جب میں اوسکے منھ کے پاس پانی لیگیا زنجیریں اوپر کو کھینچ گئیں میں متحیر ہوا یہی معاملہ گذرا پھر میں نے یہ ماجرا دیکھکر کہا تو کون ہے کہا میں قابیل ہوں بھائی ہابیل کو ناحق قتل کیا تھا اوسکے بدلے اس عذاب میں گرفتار ہوں اور روز حشر تک گرفتار رہونگا اور جو کوئی کسیکو ناحق قتل کریگا اوسکا عذاب بھی میرے ہی اعمالنامہ میں لکھا جاتا ہے پھر میں ڈر کر وہاں سے لوٹ آیا اور یہ سب قصہ اوس عابد سے کہا یہ عجوبہ دیکھکر آکر مجھکو خیال گھر کا آگیا زار زار میں رونے لگا اوس عابد نے مجھسے پوچھا آج تیری طبیعت کیوں اوداس ہے کیا اولاد کے خیال نے تجھکو پریشان کیا میں نے کہا کہ ہاں کہا اگر تیرا گھر اون سے شہر میں ہے میں نے کہا بصرہ میں پھر بادلوں کو بلا کر پوچھا تمکو کہاں تک جانیکا حکم ہے کہا فلانی شہر تک پھر دوسرے بادلوں کو بلایا اونسے بھی یہی پوچھا اونھوں نے کہا ہمکو بصرہ تک جانیکا حکم ہے پھر اونکو اشارہ کیا وہ مجھکو ہوا سا اوڑا کر لیگئے اور ایک لحظہ میں میرے مکان کی چھت پر کھڑا کر گئے فقط

حکایت نقل ہے کہ جب حجاج بن یوسف نے ملک پر تسلط پایا اور جناب الٰہی سے گنہگار ہوگیا اور ناحق خون کرنیکا عزم پایا تو درپے قتل حضرت سعید بن جبیر کی ہوا اور اونکو تلاش کرایا کہیں اونکا پتہ نپایا ناگاہ ایک مخبر بد اطوار نے پتہ بتایا کہ فلانے پہاڑ پر نصرانی عابد کے عبادتخانہ کے پاس ہیں اوس ظالم جابر نے بہت سے پیادے دوڑائے کہ جلد جاکر پکڑ لاؤ جب وہ پیادے پہونچے اوس عابد سے پوچھا اوس نے کہا وہ عبادت کرتے ہیں پھر سب پیادے اونکے پاس جاکر کھڑے ہوئے جب نماز سے فارغ ہوئے کہا کہ حاکم وقت نے تمکو بلایا ہے فرمایا ہم سے کیا کام ہے کہا واللہ اعلم ہمکو کیا معلوم ناگاہ شام ہوگئی نصرانی عابد نے آواز بلند کہا کہ تم سب میرے پاس آجاؤ ورنہ رات کو شیر تم سبکو کھا جاویگا وہ سب پیادے جلدی سے اوس عابد کیطرف چلے گئے اور حضرت سعید نے کہا کہ خلاف مذہب اہل اسلام کے مکان میں میرا گذر نہ ہوگا پیادوں نے کہا ہمکو ڈر ہے کہ کہیں بھاگ جاویں یا کہیں آپکو شیر کھا جاوے تو ہم سب امیر کو کیا جواب دینگے فرمایا تم سب خیال محال اپنے جی سے دور کرو پھر وہ سب عبادتخانہ کی چھت پر چڑھ گئے اور وہ آنسو نگہبانی کرتے تھے

جب بہت رات گئی سعید عبادت الٰہی مین مشغول ہوے اور شیر گرد اونکے حفاظت کرنیلگا جب سعید عبادت سے فارغ
ہوے اور صبح قریب آئی آپنے فرمایا اے شیر اگر تو کچھ کہتا ہی تو کہہ ورنہ چلا جا میری عبادت مین ناحق خلل ڈال رہا ہی وہ
شیر عاجزی کرتا ہوا دم ہلاتا چلا گیا آپنے نماز صبح کی ادا کی [illegible] وہ گروہ سب ہاتھ جوڑے اونکے قدمون پر آکر گر پڑے اور بہت
معذرت کرنیلگے کہ واسطے ہمارے اسلام پر جو ہم ایسے کامل الاسلام کو ناحق قتل کرانیکو لیے جاتے ہین پھر سب نے کہا
ہم سب آپکی مرضی کے تابع ہین اگر آپ اس بلا سے بچ جائین ورنہ ہم سب مارے جائین بلا سے فرمایا تمہاری عنایت
و مہربانی ہی مگر مجھکو اپنے بدلے کسیکو ایذا دینی منظور نہین جان جانیکا کیا ذکر ہی اگر مقدر مین موت اوسی کے ہاتھ سے لکھی ہو
تو کچھ عذر نہین آخر ایک روز مرنا ہی موت سے انسان کیونکر بھاگ سکتا ہی پھر آپ اونکے ساتھ گئے جب قریب شہر کے پہنچے
فرمایا اب مجھکو وقت بتانا ضرور معلوم ہوتا ہی آجکی رات مہلت دو کہ مین کچھ سامان سفر آخرت کا لون اور اپنے خداوند حقیقی کی
بندگی ادا کرلون شاید یہ عذاب دوزخ اور آفت قیامت سے نجات پاؤن یہ سنکر سب زار زار رونیلگے اور اپنے نفس پر ہزار لعنت اور نفرین
کرنیلگے اور کمال [illegible] ہماری حضرت سعید بن جبیر لاکھون آفرین کہتے تھے پھر آپ غسل کرکے کپڑے بدل کر خوشبو
لگا کر دل و جان سے تمام شب عبادت الٰہی مین مصروف رہے بعد صبح کے اون مظلوم کو اوس ظالم کے آگے لے گئے اور جو باتین
اوس ظالم سے اون مظلوم کا حال کہا [illegible] عجیب و غریب کرامتین لکھی ہین اوس ظالم نے [illegible] کرایا چاہا ختم
اپنا کام کر چکا [illegible] سعید کو اپنے آگے بلایا اور سخت نالائقی سے پیش آیا کہ یہ ظالم اون مظلوم
سے [illegible] اپنی بے دینی اور اونکی کمال دینداری کے سخت عداوت قلبی رکھتا تھا اور بیہودہ بکتا تھا اور ہر بات
نا صواب کی جواب باصواب [illegible] دل کو بھی کیے جاتا تھا غرض اس حیلہ حوالہ مین تھا کہ کوئی الزام کرکے اونکو قتل کرے
ورنہ بلا سبب قتل کرنے مین بدنامی ہو جاوے کہ صاحب وجاہت و اہل کرامت ہین اور ایک عالم انکا معتقد ہی آخر
اوس کنندہ ناتراش نے یہ مضمون تراشا اور دل مین حق آگاہ کو ناحق اوس ناعاقل نے مقتول کرنیکا قصد کیا اور سوال اونہون سے
کرنے شروع کیے کہا جناب محمد کی خدمت مین تم کیا اعتقاد رکھتے ہو فرمایا وہ نبی برحق اور ہادی مطلق ہین پھر پوچھا
کہ حضرت صدیق اکبر کے حق مین تم کیا کہتے ہو کہا وہ یار غار اور خلیفہ اول ہین پھر حضرت عمر کو پوچھا کہا وہ ناصر دین
اور حامی اہل یقین ہین پھر حضرت عثمان کو پوچھا کہا وہ پاک کرنیوالے گنہگارونکے اور حامی دینداروں کے ہین
پھر پوچھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق مین تم کیا کہتے ہو کہا وہ دروازہ علم و حلم اور داماد رسول اور

خاوند تعالی میں۔ پھر امیر معاویہؓ کو پوچھا کہا وہ صحابی اور کاتب وحی ہیں تب حسب قول سعدی علیہ الرحمہ ؎
حسود کہ یک جو خیانت سے ہو بکار شتابد جو گندم پلید۔ یکبارگی شعلہ سا بھڑک کر آتش غضب سے جلگیا کہا اے سعید خرابی یہ
تمکو۔ آپنے کہا کہ ان جنا فرمان جناب باری ہو بلا شک اُسکی خاہیں ہیں خواری ہو کہا تمکو کیسے قتل کرون فرمایا جسطرح
اپنی خواری حشر میں منظور ہو کہا بخشش چاہیتے ہو فرمایا بخشش خاصہ خاص خدا ہی پھر حکم دیا کہ باہر لیجا کر قتل کرو آپ ہنسے
بلا کر پوچھا یہ وقت رونیکا ہی یا کہ ہنسنے کا کہا مجکو حیرت ہی کہ اودھر تیرا ظلم حد سے گذرا اودھر حلم خدا حد سے گذرا جو سزا تجھ سے ظالم
ناسزا کی روز جزا پر رکھی۔ پھر تو غصہ کی آگ میں جلکر خاک ہو گیا اور لیجا کے قتل کا حکم دیا وہ قبلہ عالم رو بقبلہ لیٹے اور یہ آیہ
کریمہ ساتویں پارہ سورہ انعام کی إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ
پڑھتے تھے یہ حال دیکھکر اور بھی آگ ہو گیا کہا قبلہ وہ لٹا دو تب آپنے یہ آیہ کریمہ پارہ الم سورہ بقر کی وَلِلّٰهِ
الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ پڑھی پھر اس ظالم نے کہا کہ اوندھا لٹا دو تب یہ آیہ کریمہ پارہ
سورہ طٰہٰ کی مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى آپکی زبان پر تھی اور تلوار
گردن پر لگی پھر آپ شہید ہو گئے إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ فقط

حکایت نقل ہی کہ ایک مرتبہ کسی بادشاہ کافر نے اپنا وکیل بغداد شریف میں بھیجا اور تین باتیں اسکو تعلیم کر دیں کہ جو کوئی انکا
جواب دے اپنے دین پر رہے ورنہ ہمارا دین قبول کرے اول یہ کہ خدا کیا کرتا ہی دوسرا یہ کہ خدا کیا کھاتا پیتا ہی
تیسرے یہ کہ وہ کیا چیز ہی اور منہ اوسکا کسطرف ہی جب وہ وکیل وہان پہنچا تو اوسنے سب لوگون کو جمع کر کے یہ تینوں
باتیں آواز بلند کہیں اتفاقاً کسی سے اس حاکم ظالم کے ڈر سے اوسوقت جواب نہ آیا لاچار چالیس دن کی مہلت لی
کہ اس عرصہ میں ہم جواب دینگے ورنہ تمہارا دین قبول کرینگے قدرت خدا سے ایام وعدہ پورے ہو گئے اور کسیکو اس امر کا خیال
بھی نہ رہا پھر وہ وکیل شاہی آگیا اور میدان میں ایک منبر بچھا کر بیٹھا اور سب شہر والونکو جمع کیا کہ جواب دو ورنہ اپنا دین چھوڑو
اتفاقاً بتقاضای عالم بشریت ایسی ہیبت حکومت سے چھا گئی کہ سب لاجواب ہو گئے اور وہ اقرار دینگے قدرت خدا
سے اتفاقاً امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اوس مجمع میں موجود تھے اور پندرہ برس کی انکی عمر تھی جرأت دین سے تاب نہ لا کے
بلا پوچھے بیتاب ہو کر اوسکے پاس جا کر کہنے لگے کہ تم منبر سے اترو ہم منبر پر بیٹھکر جواب دینگے کہ جواب دینے والے کا
درجہ پوچھنے والے سے زیادہ ہو وہ یہ بات سنتے ہی ہیبت حق سے ڈر گئے ڈر کر فوراً اتر کھڑا ہوا آپ نے منبر پر

بادشاہت کرتے ہو اور ساری جہان کا بوجھ اپنی گردن پر لینے کو تیار ہو کہ اہل دنیا سے اسقدر شرم آتی اور اہل اللہ اور
مقربان بارگاہ خدا سے کبھی شرم نہ آئی پھر بادشاہ زار زار رونے لگا اور بہت زر و جواہر اونکے پاس رکھ کر چلا گیا
آپنے وہ سب زر و جواہر باہر مکان کے پھینکدیا مجبور ہو کر بادشاہ اور امام ابو یوسف اوٹھا کر لیگئے فقط
حکایت نقل ہے کہ ایک بادشاہ قوم بنی اسرائیل سے بہت ظالم تھا ایک مکان نیا بنانا شروع کیا ملازموں کو حکم دیا کہ
حاملہ عورتوں سے اینٹ گارا اوٹھواؤ اور جلد مکان تیار کرواؤ ناگاہ ایک عورت حاملہ کے دن پورے ہو چکے تھے اسکو پکڑا
ہرچند اوسنے عذر کیا کہ مجھکو مہلت دیجئے کہ میں جننے کو ہوں اس تکلیف سے بچا چاہتی ہوں بعد اسکے کام میں بھی مستعد ہونگی ملازمان
ظالم نے نہ مانا لاچار اوسکو بھی اینٹ اوٹھانا شروع کیا اور مصیبت سے وہ کود کر درد پیٹ اوٹھنا بیٹھنا ہی دشوار تھا سر پر بوجھ اوٹھانے کا
کیا ذکر آخر کار جب اوسکو ہر طرف سے لاچار دیکھا اور ہو گئی اور اوسکو اپنی زندگی پہاڑ ہو گئی جان سے تنگ آ کر خدا بارگاہ الٰہی میں
بیکمال نالہ و زاری کہنے لگی کہ اے میرے مالک تیری لونڈی اس مصیبت آفت میں گرفتار ہے اس حال پر ملال
میں تیرے سوا کوئی اوسکا غمگسار نہیں اور حسب الارشاد جناب لا الٰہ خدا میں جو دنیا ہے اسکی پکار میری سرشتہ
ور گزار ز بدسگالان این ہمی + بگذر از من عمل ناہموار را + تا بچشم روضۂ انوار را + ای سعادت بخش جان انبیا
یا بکش یا از جہاں کن بے نوا + آنکہ ہو سرد آزادی کند + قاویست لعنت بر اشادی کند + آنکہ آتش ما کند در و شجر +
ہم تواند کرد این سرا و ضرر + کیا تھا اوسکے حال سے خبردار نہیں ہے ایسی زندگی سے تو موت بھلی ہے پھر یکایک
قہر الٰہی نازل ہوا کہ وہ بادشاہ ظالم مع سب دربار کے فوراً زمین میں دھنس گیا۔

حکایت نقل ہے کہ ایک بزرگ کی کسی نے دعوت کی اور اپنے گھر لیگیا وہاں جاکر کہا تھوڑی دیر کے بعد تشریف لائیے
ابھی کھانا تیار نہیں ہے وہ لوٹ گئے تھوڑی دیر گزری تھی دوڑا آیا کہ جلد چلیے کھانا ٹھنڈا ہوتا ہے جب اوسکے گھر آئے کہا ذرا دیر کے
بعد آنا پھر وہ بزرگ واپس چلے گئے جب وہ اپنے مکان پر پہنچے پھر وہ دوڑا گیا کہ حضرت چلیے کھانا تیار ہے غرض اسی طرح
ستر بار اون بزرگوار کو دوڑایا اور اون اخلاق مجسم کی تیوری پر ذرا بل نہ آیا ہر بار خندہ پیشانی آتے اور جاتے اور حرف
شکایت زبان پر نہ لاتے بعد اسکے اوس شخص نے بہت معذرت کی اور عفو تقصیر کرائی کہ اسقدر گستاخی آپکو تکلیف دی
صرف واسطے آزمائش اور دریافت کرنے آپکے حلم و اخلاق شہرۂ آفاق کے ظہور میں آئی فی الحقیقت جیسا سنا تھا
اوس سے بھی زیادہ پایا فرمایا یہ کیا بڑی بات ہے یہ خصلت تو کتے میں موجود ہے جب اوسکو کھانا دکھا کے بلاؤ فوراً چلا آویگا

بیٹھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہی کرتا ہے کہ تجھے اتار دیا اور مجھے چڑھا دیا تجھے ذلت دی مجھے عزت دی حسب الحکم اپنے
تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ایسے ہی کسیکو عزت دیتا ہے کسیکو ذلت کسیکو مارتا ہے کسیکو جلاتا ہے
کہ اوسکی یہی شان عالی شان ہے سورہ رحمن میں ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ دوسرے یہ کہ وہ ذات پاک کھانے پینے
سے پاک ہے کسیکی چیز کی حاجت نہیں رکھتا بلکہ وہ سبکی حاجت روا کرتا ہے تیسرے یہ کہ شمع جو شب کو روشن ہوتی ہے
اوسکا منہ بتاؤ کہ کسطرف کو ہے جب ہم اوس شمع شبستان دارین روشن کرنے والی کا موتھ بتا دینگے کہ
فلانی طرف ہے تب وہ کافر یہ جواب سنکر کافور ہوگیا اور سب مسلمانوں کا دل نور سے معمور ہوگیا۔ ف
حکایت نقل ہے داؤد طائی شاگرد امام اعظم رح کی کہ جب دل انکا محبت الٰہی میں چور اور سارا جسم و جان نور
الٰہی سے معمور ہوگیا تو دنیا اور معاملات دنیا سے انکا جی کوسوں دور ہوگیا چنانچہ پرانے مکان میں روٹی میں
گذران کرتے تھے اور شب و روز یاد الٰہی میں گذارتے رہتے جب وہ مکان بالکل سیاہ ہو جاتا اور قابل ہوکے
نہ رہتا تو دوسرے مکان میں گذر کرتے اور اصلاح مرمت کا خیال نہ کرتے اتفاقاً ہارون رشید بادشاہ اور امام ابو یوسف
انکی زیارت کو گئے اونہوں نے دروازہ بند کرلیا ہر چند پکارا نہ کھولا تب ابو یوسف نے تنگ آکر کہا جو علم تم نے
پڑھا ہے اوسمیں یہ بھی مسئلہ ہوگا کہ جو کوئی ملاقات کو آوے اوس سے ملاقات کرو اور دروازہ بند کرلو فرمایا کہ
ان علم جو میں پڑھتا ہوں تم سے لوگونکی ملاقات کو منع کرتا ہے جیسا کہ جناب مولانا فرماتے ہیں ۔ ؎
علم چون بر دل زنی یاری بود ٭ علم چون بر تن زنی ماری بود ٭ علم اسے اہل دل حمال شان ٭
علم ہائے اہل تن احمال شان ٭ آورد صفتہا اہل دل ۔ ؎ خاتم پاک سلیمان است علم ٭ جملہ عالم صورت و
جان است علم ٭ پھر نا چار ہوکر آپکی والدہ کی خدمت میں عرض کیا جب انہوں نے حکم کیا تو مجبور ہوکر دروازہ
کھولدیا اور اخلاق کو کام فرمایا اور حکم محکم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کیا کہ الجنۃ تحت اقدام
الامہات ۔ الحدیث یعنی دخول جنت ماں کی فرمانبرداری اور تابعداری میں حاصل ہے بادشاہ نے کہا کچھ حاجت ہے
تو فرمائیے فرمایا کہ ہاں بادشاہ ایک گٹھری آٹا اپنے سر پر رکھکر لادے بادشاہ نے کہا بہت اچھا رات کو لاؤنگا فرمایا
دن کو لاؤ ۔ بادشاہ نے کہا دن کو مشکل ہے رات ہی کو لاؤنگا کہا دن کو لاؤ اور بیچ بازار میں سے لاؤ تب بادشاہ
چپ ہوگیا اور کچھ جواب نہ دیا آپنے کہا کہ مجھکو حاجت آٹے کی نہیں ہے میں تمکو صرف آزماتا تھا پس اسی ہستی پر

اور جب تک وہ سگ چلا جاویگا چاہو ہزار بار یہ معاملہ اوسکے ساتھ کرو کبھی تنگ نہوگا۔ ف ۱

حکایت نقل ہے کہ آخیر وقت حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو کمال حق پرستی اور حق کیشی سے قوت ملکی حاصل ہو گئی تھی کہ کھانا پینا بالکل چھوٹ گیا رات دن عبادت الٰہی مین مشغول رہتے اور کبھی جو کچھ کھا لیا گیا جی چاہتا تو مسافرون اور مساکین کے ساتھ کھاتے اور سنت حضرت ابراہیم کی ادا کرتے۔ اتفاقاً کسی حاسد کو انکا یہ حال سنکر اعتقاد نہوا ایک رات کو مسجد مین جا بیٹھا کہ دیکھون امام ابو حنیفہ کبتک عبادت کرتے ہین اور کیا کیفیت اوٹھاتے ہین۔ دیکھا تو امام صاحب نے نماز عشا سے فراغت کر کے نوافل پڑھنا شروع کیا اور ذوق و شوق محبت الٰہی مین ایسے محو ہو گئے آخر کو وہ حاسد نیند کے غلبہ سے بدحواس ہو کر وہین ایک طرف پڑ رہا جب چونکتا تھا امام کو عبادت مین مصروف پاتا تھا یہانتک کہ صبح کو بعد نماز صبح آپ کے قدمون پر گر پڑا اور بہت معذرت کرنے لگا کہ یا حضرت مین آپکو ایسا نہ جانتا تھا اور مین بہت بدگمان تھا للہ مجھکو معاف کیجیے آپ نے معاف کر دیا۔ ف ۲

حکایت نقل ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ خوف الٰہی سے جس وقت جوش و خروش مین آکر زار زار روتے تو کوسون تک اونکے رونے کی آواز جاتی اور ذکر قلبی کی آواز بھی کوسون تک جاتی تھی اور چہرہ مبارک کا رنگ جو آب و تاب مین مثل گلاب اور تاب آفتاب کو شرماتا تھا ایسا ہو جاتا کہ زردی مین زعفران کو پشیمان کرتا۔ ف ۳

[illegible]

[illegible]

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب سراپا ثواب حکایات العارفین مسمّی بہ احوال الصادقین باہتمام ابو الحسنات قطب الدین احمد غفر لہ الصمد
ماہ ذی الحجہ الحرام ۱۳۱۱ھ مطابق ماہ جون ۱۸۹۴ع اول بار مطبع نامی لکھنؤ مین زیور طبع سے آراستہ ہوئی

اشتہار

مجموعہ پنج رسالہ

یہ مجموعہ زبان فارسی مین صند پند رسالہ عبداللہ انصاری تحفۃ الملوک منہاج العابدین سخاوت نامہ کے ساتھ شامل ہی لڑکون کی تعلیم اخلاق کو واسطے نہایت مفید ہی قیمت فی جلد ۲ر محصولڈاک ۔/

مجلس گیارھوین

اس متبرک کتاب مین تاریخی حالات حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے اردو زبان مین درج ہین قیمت فی جلد ۲ر محصولڈاک ۔/

غزوات نبویہ

اس کتاب مین سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرن خیر القرون مین جسقدر غزوات اللہ پاک کی توحید کو قائم اور ظاہر کرنیمین کافرون اور مشرکون پر کیے گئے ہین مفصل حالات انکے مع دیگر واقعات کو درج ہین قیمت ۳ر محصولڈاک

محاربات صدیقیہ

اس کتاب مین امیر المومنین خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو عہد خلافت مین اشاعت اسلام کے واسطے جسقدر لڑائیان دشمنان اسلام سے ہوئی ہین مفصل کیفیت انکی مع دیگر حالات کے لکھی ہے قیمت ۱ر محصولڈاک ۱/

مجادلات فاروقیہ

اس کتاب مین امیر المومنین خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو عہد خلافت مین جسقدر کفار کی سرکوبی اور مسلمانون کو فتوحات حاصل ہوئے ہین اونکے مفصل حالات مع دیگر واقعات تحریر ہین۔ قیمت فی جلد عہ/ محصول ڈاک ۲/

ریاض العارفین

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ کی یہ مختصر تاریخ اردو زبان مین ہے قیمت فی جلد ۲ر محصول ڈاک ۔/

انیس الاشباح ترجمہ مونس الارواح

تاریخی حالات سلطان الاولیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ مین ہی قیمت فی جلد ۲ر محصول ڈاک ۔/

اعجاز غوثیہ

حضرت غوث پاک کے حالات مین یہ کتاب بھی مقبول کتابون سے ہے قیمت فی جلد ۱ر محصول ڈاک ۔/

تاریخ سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ

آپ کے نام نامی سے شاید کوئی ایسا شخص ہوگا جو واقف نہوگا یہ مختصر تاریخ حضور کے مجاہدات کی ہے قیمت فی جلد ۳ر محصولڈاک ۔/

اخبار الاخیار فی اخبار الاخیار

اس کتاب نایاب مین حالات و کرامات و ولادت و وفات اولیاے کرام و حضرات صوفیہ عظام کا بیان ہے قیمت فی جلد ۸ر محصولڈاک ۱ر

التماس۔ یہ جملہ کتب قیمت وصول ہونے سے یا بذریعہ ویلو پی ایبل رسال ہوسکتی ہین اور ہر قسم کا کام مطبع مین طبع ہوتا ہی جسکا نرخ خط و کتابت سے دریافت ہوگا فہرست موجودات کتبخانہ تجارتی مطبع نامی و دیگر اشتہار کی علیحدہ دفتر مین موجود ہی شائقین کی خدمت مین بلا قیمت عند الطلب بر کا ٹکٹ بھیجنے سے پیڈ والا ہر گز ارسال ہوجاتی ہی

المشتہر

ولی اللہ منیجر مطبع نامی لکھنو گنہ ابوتراب ان مکان نمبر ۱۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
خزانة التصانیف